کارینا
مظہر کلیم

لاہور چاہ میراں سے محمد امجد صاحب لکھتے ہیں: "آپ کے ناول مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ بلیک زیرو میرا پسندیدہ کردار ہے لیکن آپ اُسے صرف دانش منزل میں ہی بٹھائے رکھتے ہیں۔ اُسے حرکت میں لائیں وہ یقیناً سیکرٹ سروس کے دوسرے کرداروں کی ٹکر کا کردار ثابت ہوگا"۔

محمد امجد صاحب! ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران جو کچھ فیلڈ میں کرتے ہیں انہیں کنٹرول کرنے والا تو ظاہر ہے ان سے برتر ہی ہوگا جبکہ آپ اُسے برابر سمجھ رہے ہیں اور پھر بلیک زیرو نے دانش منزل کی مکمل دانش پر بھی اکیلے ہی قبضہ کر رکھا ہے اور دانشور آپ جانتے ہیں کہ عملی آدمی نہیں ہوتے۔

جلبی سے محمد حسن بابر، محمد شاہد اور محترمہ جبیں قمر صاحبہ نے لکھا ہے: "آپ کے ناول بے حد پسند آتے ہیں۔ آپکا ناول "ناداشگو" تو اس قدر پسند آیا ہے کہ نجانے کتنی بار اسے پڑھ چکے ہیں لیکن اس میں ایک جگہ سچوئشن سمجھ نہیں آئی جب عمران کے سامنے بیہوش پڑی جولیا کے حلق میں ناداشگو زہر کے قطرے ڈال رہا تھا آپ نے لکھا ہے کہ عمران بے بس و مجبور کھڑا تھا حالانکہ اس سچوئشن میں عمران کھڑا نہ تھا بلکہ زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ اُمید ہے آپ وضاحت فرمادیں گے"۔

محمد حسن بابر، محمد شاہد اور محترمہ جبیں قمر صاحبہ! ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپنے جو الجھن لکھی ہے اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ آپکا مقصد یہ ہے کہ یہاں یہ الفاظ لکھے جانے چاہئیں تھے کہ عمران زنجیروں سے جکڑا کھڑا تھا جبکہ ناول میں لکھا ہوا ہے کہ عمران بے بس و مجبور کھڑا تھا اگر یہی بات ہے تو بے بس و مجبور کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ وہ آزاد نہ تھا ورنہ ظاہر ہے عمران جیسا شخص ایسی سچوئشن میں آزاد رہ کر کیسے بے بس اور مجبور ہوسکتا تھا۔ امید ہے اب وضاحت ہوگئی ہوگی۔

والسّلام
مظہر کلیم ایم۔ اے

209

آئیڈیل بلیک لائبریری

کال بیل کی تیز آواز سنتے ہی عمران کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا گہرا خمار موجود تھا۔ اس لئے اس نے حیرت بھرے انداز میں سائیڈ ٹیبل پر پڑی ہوئی ٹائم پیس کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ٹائم پیس کے مطابق رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔ سردی کا موسم اپنے پورے عروج پر تھا۔ اور خاص طور پر پاکیشیا کا دارالحکومت تو آج کل شدید سردی کی لپیٹ میں تھا۔ گو کمرے میں گیس ہیٹر جل رہا تھا لیکن اس کے باوجود کمرے کا ماحول خاصا سرد تھا۔ سلیمان بھی کئی روز سے چھٹی پر گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران آج کل فلیٹ میں اکیلا تھا۔ اس شدید سردی میں رات کے ساڑھے بارہ بجے کال بیل کا بجنا واقعی اُسے حیران کر دینے کے لئے کافی تھا۔ ادھر کال بیل مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"کون ہو سکتا ہے اس وقت" ــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رضائی ایک طرف کر کے وہ نیچے اترا۔ ایک طرف رکھا ہوا گرم سلیپنگ گاؤن پہننے کے بعد وہ آگے بڑھا۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اُسے مزید سردی کا احساس ہوا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے خیال آ گیا کہ اگر فلیٹ کے اندر اس قدر سردی ہے تو باہر کتنی سردی ہو گی اور جو کوئی بھی بیرونی دروازے پر کھڑا کال بیل بجا رہا ہے۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔

"کون ہے" ــــ عمران نے دروازے کی کنڈی کھولنے سے پہلے احتیاطاً پوچھ لینا مناسب سمجھا۔

"شکر ہے۔ آپ کی نیند تو ختم ہوئی۔ حد ہے۔ اس قدر گہری نیند کہ ایک گھنٹے سے کال بیل بجا رہا ہوں لیکن کوئی جواب ہی نہیں ملتا" ــــ دوسری طرف سے نیند بھری جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کوئی مقامی آدمی ہے۔ اور شاید سردی کی وجہ سے سخت جھلایا ہوا بھی ہے۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر کنڈی کھولی۔ اور پھر دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ سر پر اونی ٹوپی اور جسم پر اوور کوٹ ہونے کے باوجود وہ سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ ناک اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ البتہ آنکھوں میں سے شدید جھلاہٹ امنڈتی ہوئی صاف نمایاں تھی۔ لیکن بہرحال وہ عمران کے لئے قطعی اجنبی تھا۔

"جی فرمایئے۔ رات کے ساڑھے بارہ بجے آپ کو کیا تکلیف ہوئی ہے" ــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ رات کو ساڑھے بارہ بجے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی اور پھر کیا یہ شریفوں کا شیوہ ہے کہ اس قدر سردی میں آنے والے کو دروازے پر ہی کھڑا رکھا جائے" آنے والے نے پہلے سے زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کو کس نے کہہ دیا ہے کہ میں شریف آدمی ہوں" ــــ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی واقعی آپ شریف نہیں ہیں" ــــ آنے والے نے حیرت سے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ عمران کے سر پر سینگوں کو تلاش کر رہا ہو۔

"جی نہیں۔ میرا نام علی عمران ہے شریف نہیں ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اچھا۔ بہت خوب۔ اچھا طریقہ ہے تعارف کا۔ اوہ اب مجھے خیال آیا کہ آپ تعارف نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اندر آنے کی دعوت نہیں دے رہے۔ تو جناب میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میرا نام سعادت مند خان ہے۔ اور آپ کو میرا ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے" ــــ آنے والے نے کہا۔ اور عمران اس کے اس فقرے پر کہ آپ کو میرا ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ دل ہی دل میں بے حد محظوظ ہوا۔

"اوہ۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ سعادت مند خان ہیں۔ آئیے تشریف لے آئیے"۔۔۔ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔ سعادت مند خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اطمینان سے آگے بڑھ آیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور اُسے لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اس نے ڈرائنگ روم کی بتی جلائی۔ اور ساتھ ہی گیس ہیٹر بھی جلا دیا۔ کیونکہ کمرہ واقعی بے حد سرد ہو رہا تھا۔

"خوبصورت ڈرائنگ روم ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ کافی امیر آدمی ہیں۔ اس دور میں امیر ہونا بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ویسے آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ سے کوئی قرضہ مانگنے نہیں آیا۔ میرا اپنا شمار بھی امراء میں ہوتا ہے۔ خاندانی رئیس ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں پوتڑوں کا رئیس۔ پوتڑے وغیرہ تو نجانے کب کے پھٹ کر ختم ہو گئے ہوں گے البتہ رئیسی ضرور باقی رہ گئی ہے۔ کیا آپ یہاں اکیلے رہتے ہیں"۔۔۔ سعادت مند خان کی زبان تو عمران سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

"اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہوں۔ لیکن آج کل وہ چھٹی پر گیا ہوا ہے۔ ویسے اگر آپ واقعی مزید کچھ عرصہ رئیس رہنا چاہتے ہیں تو جلدی سے اپنی آمد کا مقصد بتا دیجئے۔ کیونکہ رات کو ساڑھے بارہ بجے اگر مجھے جگایا جائے تو جگانے والا جلد ہی مفلس ہو جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن پر اس وقت نیند کا خمار چھایا ہوا تھا۔ اس لئے اُسے حقیقت میں خاصی کوفت سی محسوس ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ کوئی جادو ٹونے کا چکر ہے۔ یہ جادو ٹونا بھی عجیب سی چیز ہوتی ہے۔ اللہ بخشے دادا مرحوم بیدار بخت خان صاحب رئیس اعظم فرمایا کرتے تھے اور واقعی کیا خوب فرمایا کرتے تھے۔ اور بہرحال وہ رئیس اعظم تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ان کا فرمانا بھی بجا ہوتا تھا کہ جادو ٹونے کا توڑ دریا کا پانی ہوتا ہے۔ آپ بھی دریا سے ایک آدھ بالٹی بھر کر لے آئیں اور فلیٹ میں رکھ لیں۔ بس جادو ٹونے کا چکر ختم ہو جائے گا۔ کہیئے کیسی ترکیب ہے"۔۔۔ سعادت مند خان اپنی ہی دھن میں بولے چلے جا رہے تھے۔

"لیکن اللہ بخشے میرے دادا مرحوم سرجہانداد خان کا فرمان اس بارے میں کچھ اور ہے۔ ان کا فرمان ہے کہ اگر رات کو ساڑھے بارہ بجے کوئی آدمی گھر میں آ جائے تو اس کی گردن کا خون لے کر مکان میں ضرور چھڑکا جائے۔ اس لئے آپ تشریف رکھیں میں باورچی خانے سے چھری اور پیالہ لے آؤں۔ تاکہ اپنے دادا مرحوم کے فرمان پر عمل کر سکوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور صوفے سے اٹھنے لگا۔

"ارے ارے بیٹھیئے بیٹھیئے۔ کیوں خواہ مخواہ تکلیف کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے بات کیجئے۔ دونوں مرحوم دادا حضرات آپس میں نمٹ لیں گے"۔۔۔ سعادت مند خان نے جلدی سے کہا اور عمران

اس کی خوب صورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" چلئے ایسے ہی سہی۔ ویسے یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کا نام سعادت مند خان ہے یا سعادت بند خان۔ کیونکہ سعادت مند تو ہمارے مقامی محاورے میں گدھے کو کہتے ہیں کیونکہ سعادت مندی میں وہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے"——— عمران بھی اب موڈ میں آتا جا رہا تھا

" آپ پھر میرے دادا مرحوم اللہ بخشے بیدار بخت خان زیرِ اعظم کی بات دوہرا رہے ہیں۔ کیونکہ بند تو دریاؤں پر باندھے جاتے ہیں۔ البتہ اس دور میں واقعی سعادت تو مند سے پیر ہی جا رہی ہے"——— سعادت مند خان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار اُسے گھور کر دیکھنے لگا۔ سعادت مند خان نے بے حد ذہانت آمیز بات کی تھی۔ اب عمران کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

" اوہ۔ آپ واقعی سعادت مند خان ہیں۔ میں آپ کے لئے چائے بنا لاتا ہوں۔ آخر مجھے آپ کا ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں صاحب۔ چلئے تو سارا دن پیتے ہی رہتے ہیں ہاں کافی مل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے"——— سعادت مند خان نے کہا۔

" اوہ کافی تو نہیں مل سکتی۔ کیونکہ میرا باورچی کافی دنوں سے چھٹی پر ہے"——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اچھا تو پھر یہ بتا دیجئے۔ کہ کیا ایک بج گیا ہے۔ میری گھڑی کم بخت بند ہو گئی ہے"——— سعادت مند خان نے بڑے بھولے سے لہجے میں کہا۔

" اگر بج بھی گیا تو کیا ہو گا۔ ایک کے بعد دو بھی بجیں گے پھر تین اور پھر چار بجنے دیجئے۔ ویسے ایک بات ہے کہ یہ گیا بجنا ہے۔ کہ بجنے کی آواز تک سنائی نہیں دیتی"——— عمران اب پوری طرح موڈ میں آ گیا تھا۔

" ارے نہیں صاحب۔ یہ غضب نہ کیجئے گا۔ مجھے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ہر چھ گھنٹے بعد میں نے لازماً دوا کھانی ہے۔ اور دوا کی پہلی خوراک میں نے سات بجے کھائی تھی۔ اس لئے دوسری خوراک رات کو ایک بجے کھانی ہے۔ اور گھڑی کم بخت بارہ بجے بند ہو گئی۔ اس لئے مجبوراً مجھے آپ کی کال بیل بجانی پڑی۔ اگر میں نے ایک بجے دوا نہ کھائی تو بقول ڈاکٹر میری زندگی کا ساز جو ویسے ہی بے آواز ہے۔ بجنا بند ہو جائے گا"

سعادت مند خان نے کہا۔ اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اُسے سعادت مند خان کی آمد کا اصل مقصد معلوم ہو گیا تھا۔ کہ چونکہ اس کی گھڑی بند ہو گئی تھی اس لئے وہ عمران کے فلیٹ میں آ گیا تاکہ ایک بجے دوا کی خوراک کھا سکے۔ اور مقصد کا علم ہوتے ہی عمران کا ہاتھ بے اختیار اس کے سر پر پہنچ گیا۔ سعادت مند خان اس کے لئے واقعی ایک مشکل کردار ثابت ہو رہا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا ایک بار پھر گھنٹی کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میرے خیال میں مجھے اس ڈاکٹر کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ کر دینا چاہیئے۔ جو میرے تمام ہمسایوں کو رات کے ایک بجے دوا کھانے کی ہدایت کر رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سعادت مند خان نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا بلکہ وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔ عمران نے اس بار پوچھے بغیر ہی کنڈی کھول دی۔ مگر دروازہ کھلتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دروازے پر ایک خوب صورت نوجوان لڑکی گرم اوورکوٹ سر پر زنانہ اونی ٹوپی اور ہاتھوں پر دستانے چڑھائے کھڑی تھی۔ لڑکی لگ تو مقامی رہی تھی لیکن اس کے خدوخال میں غیر ملکی پن بھی جھلک رہا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سمارٹ اور خوب صورت دکھائی دے رہی تھی۔

"معاف کیجیئے"۔۔۔۔ لڑکی نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"معاف کیا۔ حالانکہ اس خوف ناک سردی میں کسی کو معاف کر دینا واقعی بڑے ظرف کی بات ہے۔ بہرحال پھر بھی آپ جیسی دلکش اور خوب صورت شخصیت اگر معافی مانگ رہی ہے تو مجبوراً دینی ہی پڑے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی باحوصلہ شخص ہیں کہ اس خوف ناک سردی میں ڈسٹرب ہونے کے باوجود مسکرا رہے ہیں۔ بہرحال میرے ڈیڈی نے آپ کو جس طرح ڈسٹرب کیا ہے۔ میں اس پر بے حد شرمندہ ہوں" لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کے ڈیڈی۔ اوہ تو جناب سعادت مند خان آپ کے ڈیڈی ہیں۔ آیئے آپ بھی تشریف لایئے۔ شاید ڈاکٹر نے آپ دونوں کو ایک ہی وقت دوا کھانے کی ہدایت کی ہو"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"شکریہ۔ میرا نام فوزیہ سعادت مند خان ہے"۔۔۔۔ لڑکی نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اچھا نام ہے۔ فوزیہ کے معنی کامیابی کے ہوتے ہیں ناں۔ اور یہاں کامیابی اور سعادت دونوں مل جائیں وہاں بے چارہ علی عمران سوائے دروازہ کھولنے اور خوش آمدید کہنے کے اور کیا کر سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ اور فوزیہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کامیابی اور سعادت کے لئے دروازہ کھولنا بھی خوش بختی کا باعث ہوتا ہے عمران صاحب"۔۔۔۔ فوزیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خاص طور پر یہ رات کے ایک بجے بجا فرمایا آپ نے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

جہاں سعادت مند خان اس طرح اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ خود اسس فلیٹ کا مالک ہو۔

" ڈیڈی ۔ ڈاکٹر نے آپ کو دن کے ایک بجے دوا کھانے کے لئے کہا تھا آپ نے رات سمجھ لیا " ـــــ فوزیہ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں سعادت مند خان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" کوئی بات نہیں ۔ دوا ہی کھانی ہے دن کو ایک بجے کھا لوں گا ۔ کیوں عمران صاحب " ـــــ سعادت مند خان نے تصدیق طلب لہجے میں عمران سے پوچھتے ہوئے کہا ۔

" لیکن دن کے ایک بجے تو دوا لینے کا وقت ہوتا ہے ۔ کھائی تو رات کے ایک بجے جاتی ہے " ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ پھر تو واقعی مسئلہ ہے ۔ کیوں فوزیہ " ـــــ سعادت مند خان نے اس بار اپنی بیٹی سے بات کرتے ہوئے کہا ۔

" آپ چلیں میرے ساتھ ۔ میں کھلا دوں گی آپ کو دوا ۔ اچھا عمران صاحب ۔ آپ واقعی بے حد ڈسٹرب ہوئے ہیں ۔ میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں ۔ آیئے ڈیڈی ۔ عمران صاحب کو اب سونے دیجئے " ـــــ اسس بار فوزیہ نے اس قدر سنجیدہ لہجے میں کہا کہ جیسے زندگی میں کبھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی نہ ہو ۔

" ہاں چلو ۔ آپ فکر نہ کریں عمران صاحب ۔ فوزیہ مجھے دوا کھلا دے

گی " ـــــ سعادت مند خان نے کہا ۔ اور اٹھ کر اس طرح دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے سارا مسئلہ عمران کا پیدا کردہ ہو ۔

" اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بجے آپ کو دوا کھلانے خود حاضر ہو جاؤں آپ کے فلیٹ پر " ـــــ عمران نے کہا ۔

" جی نہیں شکریہ ۔ میں اپنے فلیٹ میں کسی کی آمد پسند نہیں کرتا ۔ لوگ خواہ مخواہ ڈسٹرب کرتے ہیں " ـــــ سعادت مند خان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔ اور پھر فوزیہ کے پیچھے چلتا ہوا بیرونی دروازے سے باہر چلا گیا ۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پھر اس نے ڈرائنگ روم کا گیس ہیٹر اور بتی بند کی اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا ۔

" اب مجھے یہ فلیٹ چھوڑنا ہی پڑے گا ۔ ایسے با اخلاق ہمسایوں کی ہمسائیگی بڑی مہنگی پڑے گی " ـــــ عمران نے گون اتارتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ بستر میں گھس گیا ۔ لیکن ظاہر ہے اتنی جلدی نیند تو نہ آ سکتی تھی ۔ اس لئے اس کا ذہن سعادت مند خان اور فوزیہ کے بارے میں ہی سوچنے لگا ۔ اب تک تو وہ یہی خیال کرتا رہا تھا کہ سعادت مند خان ذہنی طور پر کچھ کھسکا ہوا آدمی ہے ۔ لیکن اب بستر پر لیٹ کر جب اس نے ان کی آمد اور پھر اس طرح جانے کا منطقی انداز میں تجزیہ شروع کیا ۔ تو بہت سی ایسی باتیں اس کے ذہن میں ابھرنے لگیں جو کسی حد تک مشکوک ہو سکتی تھیں ۔ اور پھر ان مشکوک باتوں کا مزید تجزیہ کرتے کرتے نیند نے اسے دوبارہ آ لیا اور اس کا ذہن

خود بخود گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔ لیکن پھر شاید کوئی کھٹکا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں ہی تھیں کہ ایک بار پھر اُسے ویسا ہی کھٹکا سنائی دیا۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی برتن آہستہ سے کسی پختہ فرش پر گرا ہو۔ آواز البتہ ڈرائنگ روم کی طرف سے آ رہی تھی۔ اور اُسے معلوم تھا کہ ڈرائنگ روم میں فرش پر دبیز ایرانی قالین بچھا ہوا ہے۔ ہاں اگر آواز باورچی خانے کی طرف سے آتی تو شاید وہ یہی سمجھتا کہ بلی یا چوہے نے کوئی برتن گرا دیا ہے آواز ایک بار پھر سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل کر بستر سے نیچے اتر آیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے بیڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ راہداری میں سے ہوتا ہوا ڈرائنگ روم کے دروازے کے پاس پہنچا تو ویسے ہی آواز اُسے ایک بار پھر سنائی دی۔ اس بار واضح طور پر یہ آواز ڈرائنگ روم سے ہی آئی تھی۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ وہ باہر سے بند کر گیا تھا۔ جو ویسے ہی بند نظر آ رہا تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن ڈرائنگ روم میں مکمل خاموشی تھی۔ چند لمحے انتظار کرنے کے بعد عمران تیزی سے مڑا اور ڈرائنگ روم کے دروازے میں داخل ہوا ہی تھا کہ یک لخت سائیں کی تیز آواز کے ساتھ کوئی چھوٹی سی چیز سیدھی اس کی گردن سے ٹکرائی اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہو۔

اس نے تیزی سے ہاتھ مارا اور کوئی چیز اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بٹن دبا کر روشنی کی۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ سامنے قالین پر ایک سوئی تیر پڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا تیر جو ڈارٹ پر نشانہ لگانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی سوئی کی نوک پر خون موجود تھا۔ عمران کا ہاتھ بے اختیار گردن پر رینگا تو اُسے چپچپاہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی گردن سے خون بہہ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی اُسے سامنے دو صوفوں کے درمیان ایک چھوٹا سا ڈبہ رکھا ہوا نظر آ گیا۔ بالکل چوکور ڈبہ تھا اور کسی عجیب سی دھات کا بنا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس ڈبے کی طرف بڑھا اور اس نے جھک کر اس ڈبے کو اٹھایا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ ڈبے کے اوپر ربڑ کا ایک چھلا مخصوص انداز میں لگا ہوا تھا۔ جو ابھی تک ہل رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈارٹ ایرو اس ربڑ میں رکھ کر چلایا گیا ہو گا۔ سوائے اس ربڑ کے چھلے کے باقی ڈبہ عام سا لگ رہا تھا۔ لیکن پھر جیسے ہی عمران نے اُس کے ڈھکن کو گھما کر کھولا۔ وہ بُری طرح چونک پڑا۔ بظاہر عام سے اس ڈبے کے اندر خاصی پیچیدہ سی مشینری موجود تھی عمران نے انتہائی پھرتی سے اس کی مختلف تاریں توڑ دیں تاکہ اگر اس کے اندر کوئی نقصان پہنچانے والی چیز ہو تو وہ بیکار ہو جائے اور پھر وہ ہونٹ بھینچے تیزی سے مڑا اور اس نے قالین پر پڑے

ہوئے اس سوئی تیر کو اٹھایا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر اپنے خاص کمرے میں جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑ گیا کیونکہ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس تیر کی سوئی پر کوئی زہر لگایا گیا ہوگا۔ اس طرح اس پر انتہائی حیرت انگیز انداز میں قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور ظاہر ہے یہ سارا کام اس سعادت مند خان اور اس کی بیٹی فوزیہ کا ہی ہو سکتا تھا۔ وہ اس سوئی کی نوک پر موجود زہر کا فوری تجزیہ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کا فوری علاج کیا جا سکے۔ لیکن ابھی وہ دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ڈبہ اور تیر واپس میز پر رکھا اور ہونٹ بھینچے ہوئے انداز میں ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو عمران صاحب۔ میں فوزیہ سعادت مند خان بول رہی ہوں۔ گھبرائیے نہیں سوئی پر کسی قسم کا کوئی زہر نہیں لگایا گیا اور یہ بھی بتا دوں کہ اس تیر کو جان بوجھ کر اس انداز میں چھوڑا گیا ہے کہ اس کی صرف نوک آپ کی گردن کی سائیڈ پر لگی ہے ورنہ اس سوئی پر کوئی قاتل زہر بھی لگایا جا سکتا تھا۔ اور سوئی آپ کی شہ رگ میں بھی پیوست ہو سکتی تھی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فوزیہ کی ہنستی اور مضحکہ اڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے پھرتی سے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"اتنے بکھیڑے کی ضرورت ہی کیا تھی مس فوزیہ سعادت مند خان آپ صرف تیر نظر سے ہی اپنا مقصد حاصل کر سکتی تھیں"۔۔۔۔ عمران

نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے فوزیہ کی مترنم ہنسی گونج اٹھی۔

"مرچیں کیوں چبا رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے تو سنا تھا کہ آپ بے حد پُرمزاح آدمی ہیں لیکن رات بھی آپ جھنجھلائے ہوئے تھے اور اس وقت بھی مرچیں چبا رہے ہیں۔ یہ تو صرف ایک ہلکی سی شرارت تھی۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"۔۔۔۔ فوزیہ کی مضحکہ اڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آگے آگے تو چوبدار ہوتے ہیں مس فوزیہ سعادت مند خان جو ملکہ حسن کی آمد کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آپ نے شاید اپنے ڈیڈی کو ہی بطور چوبدار تعینات کر رکھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چبائیے چبائیے مرچیں۔ پھر ملاقات ہو گی اور یقیناً کیجئے دوسری ملاقات پہلے سے کہیں زیادہ پُرلطف ہو گی۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فوزیہ نے اُسی طرح ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پھر ڈبہ اور تیر اٹھا کر وہ ایک بار پھر اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون پیس کے نیچے موجود مخصوص بٹن دبا کر اس کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ کہ مخصوص کمرے میں موجود مشین اس فون کی نشاندہی خود بخود کر سکے۔ جہاں سے فوزیہ کال کر رہی تھی۔ اور گو فوزیہ نے اُسے بتا دیا تھا کہ سوئی کی نوک پر کوئی زہر نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اس کا پوری طرح تجزیہ کر کے اطمینان کر

لینا چاہتا تھا۔ مخصوص کمرے میں پہنچ کر عمران نے پہلے تو اس فون کو ٹریس کرنے والی مشین کو چیک کیا۔ اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ اس پر ایک پرائیویٹ فون نمبر لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اس فون نمبر سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے والا بٹن دبایا تو دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ مشین اسی بلڈنگ کا پتہ بتا رہی تھی۔ جس میں عمران کا فلیٹ تھا۔ فون فلیٹ نمبر تین سو چار سے کیا گیا تھا۔ عمران نے مشین کا بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے فون پر مشین کے بتلاتے ہوئے نمبر ڈائل کئے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی۔ مگر کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ عمران نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے سوئی تیر اٹھا کر اُسے ایک مخصوص مشین کے خانے میں رکھا اور مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب مشین نے رزلٹ دیا تو اس کی آنکھوں میں اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ سوئی کی نوک پر کسی قسم کا کوئی زہر یا کوئی دوسرا کیمیکل سرے سے موجود نہ تھا۔ عمران نے سوئی تیر مشین سے باہر نکال کر ایک طرف رکھا اور پھر اس نے گردن پر موجود زخم پر دوا لگا دی۔ چونکہ سوئی نے واقعی گردن کی سائیڈ پر ہلکا سا زخم لگایا تھا۔ کوئی رگ زخمی نہ ہوئی تھی اس لئے خون نکلنا خود بخود بند ہو چکا تھا۔ لیکن بہرحال لوہے کی سوئی کا زخم تھا۔ اس لئے عمران نے زخم پر باقاعدہ دوا لگائی اور پھر وہ ڈبے کی

طرف متوجہ ہوا۔ اس نے سائیڈ دیوار میں موجود دروازہ کھولا۔ اور دوسری طرف موجود ایک اور چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ گو چھوٹا سا تھا لیکن وہاں موجود مختلف پیچیدہ مشینری کی وجہ سے کوئی جدید لیبارٹری لگ رہا تھا۔ عمران نے اس ڈبے کے اندر مشینری کا مکمل تجزیہ کیا تو اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ یہ مشینری واقعی انتہائی جدید قسم کی تھی۔ اسے مخصوص لہروں کی مدد سے نہ صرف فاصلے سے اپنی مرضی سے چلایا جا سکتا تھا۔ بلکہ اس کی مدد سے ماحول کی تصویر اور آواز بھی اس کے رسیونگ سیٹ پر دیکھی جا سکتی تھی اور اس کے اندر مخصوص قسم کا ایک چھوٹا سا مائیکرو ٹیپ بھی موجود تھا۔ اور یہ کھٹکے کی آوازیں اس ٹیپ میں پہلے سے بھری ہوئی تھیں۔ ویسے اس ڈبے میں نہ کوئی بم تھا اور نہ کوئی نقصان پہنچانے والی چیز۔ حالانکہ جس قسم کی مشینری اس میں نصب تھی اس کے ذریعے آسانی سے کوئی خوفناک بم اس میں رکھا جا سکتا تھا لیکن ایسی کسی چیز کی عدم موجودگی کی وجہ سے اب عمران واقعی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔ کہ آخر اس ساری کارروائی کا مقصد کیا تھا جس قسم کی جدید مشینری اس عام سے ڈبے میں فکس کی گئی تھی۔ اور پھر جس انداز میں یہ ساری کارروائی کی گئی تھی۔ اس سے یہ تو بہرحال نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ بس ایک شرارت تھی۔ ویسے بھی عمران ان دونوں سے پہلے سے واقف بھی نہ تھا۔ اس لئے اس کے ساتھ خصوصی طور پر کسی شرارت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

تو پھر اس کارروائی کا آخر مقصد کیا تھا۔ لیکن باوجود کافی دیر تک مغز کھپائی کے کوئی مقصد سرے سے اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا تو آخر کار اس نے یہی فیصلہ کیا کہ پہلے اس فلیٹ میں جا کر چیکنگ کرے۔ اگر یہ لوگ وہاں موجود نہ [illegible]ں گے۔ تب بھی شاید ان کے متعلق کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ان کی اصل شخصیتوں کا علم ہو سکے اور شاید اس طرح ان کا مقصد بھی سامنے آجائے۔ چنانچہ وہ کرسی سے اٹھا۔ لیبارٹری سے اپنے خاص کمرے میں آیا اور پھر وہاں سے باہر آگیا۔ گو ابھی دو بجے تھے لیکن عمران زیادہ دیر نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے بیڈ روم میں جا کر اس نے گون پہنا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر نیم دراز نوجوان لڑکی نے چونک کر ہاتھ میں موجود رسالہ ایک طرف رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"جنیڈا اسپیکنگ" ——— لڑکی کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ایم بول رہی ہوں" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر باوقار سی آواز سنائی دی اور لڑکی چونک کر سیدھی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"یس ممی" ——— جنیڈا نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ہو رہا ہے جنیڈا ڈیئر۔ مشن کس مرحلے میں ہے" ——— دوسری طرف سے محبت بھرے لہجے میں پوچھا گیا اور لڑکی کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے۔ جیسے وہ تصور ہی تصور میں

کوئی مزاحیہ منظر دیکھ کر مسکرا رہی ہو۔

"کھیل کا آغاز ہو گیا ہے ممی۔ جلد ہی اختتام بھی ہو جائے گا" جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او۔ تفصیل سے بتاؤ۔ کیا کیا ہے تم نے اب تک" ——— دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"فوزیہ اپنے باپ سعادت مند خان کے ساتھ عمران کے فلیٹ میں ہو آئی ہے۔ اس نے وہاں کامیابی سے ایچ۔ بی۔ بقری استعمال کیا ہے۔ اور عمران یقیناً بری طرح الجھ گیا ہو گا دوسرے مرحلے کے لئے میں ابھی کام کا آغاز کرنے ہی والی تھی۔ اس کے بعد اصل مشن بھی جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔ فوزیہ اور اس کے باپ کو میں نے واپس بھیج دیا ہے" ——— جنیڈا نے کہا۔

"ویری گڈ نیوز۔ پوری تفصیل بتاؤ" ——— دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور جنیڈا نے سعادت مند خان کے عمران کے فلیٹ میں جانے کے بعد فوزیہ کے وہاں جانے سے لے کر آخر تک پوری تفصیل مزے لے لے کر سنا دی۔

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے پہلا مرحلہ کامیابی سے طے ہو گیا ہے۔ اب دوسرا مرحلہ بھی جلد مکمل کر ڈالو۔ تاکہ اصل مشن پر کام شروع ہو سکے۔ عمران نے مجھ سے بات کی تو میں اُسے سنبھال لوں گی" ——— ممی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ فکر ہی نہ کریں ممی۔ میں عمران کو اس طرح الّو بناؤں گی کہ اُسے آخر تک ہمارے مشن کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ اور ہمارا مشن

بھی اس کے ذریعے مکمل ہو جائے گا۔ اور جب اُسے پتہ چلے گا۔ تو وہ بس سر پیٹتا ہی رہ جائے گا" ——— جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری ذہانت پر مکمل بھروسہ ہے۔ لیکن پھر بھی محتاط رہنا۔ عمران کو ہرگز کمتر نہ سمجھنا۔ اس میں تمہاری کامیابی ہے۔ وش یو گڈ لک" ——— ممی نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ممی" ——— جنیڈا نے کہا۔ اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اٹھ کر وہ کمرے کی سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ باتھ روم سے باہر نکلی تو اس کے جسم پر انتہائی خوب صورت اور جدید تراشش کا لباس تھا۔ باتھ روم سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ ایک معروف ہوٹل کا کمرہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے ہوٹل کے بڑے ہال میں پہنچی اور پھر سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھتی گئی۔

"یس مس" ——— کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک فون کرنا ہے" ——— جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے کاؤنٹر پر موجود فون کا رخ جنیڈا کی طرف کر دیا۔ جنیڈا نے رسیور اٹھایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں۔ اور اگر آپ کی آواز خوب صورت ہوئی تو بگوش خود سنوں گا ورنہ یہ کام میرا باورچی آغا سلیمان پاشا سرانجام دے گا۔ ویسے وہ آج کل چھٹی پر گیا ہوا ہے۔ اس لئے پلیز آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا دلکش بنا کر بولیئے گا" دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور جنیڈا بے اختیار مسکرا دی۔

"مسٹر علی عمران میں جنیڈا اسپارک بول رہی ہوں۔ اگر میری آواز دلکش ہو تو مزید بات کروں ورنہ آپ کے باورچی کی آمد کا انتظار کرنا پڑے گا" ــــ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر دلکش آواز اگر میرے باورچی کے کانوں تک پہنچ گئی۔ مس جنیڈا اسپارک تو وہ خود سپارکنگ شروع کر دے گا۔ اور اس کی سپارکنگ کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مجھے کسی ہوٹل میں کھانا زہر مار کرنا پڑے گا اور ہوٹل کے کھانے مجھے صرف اس وقت اچھے لگتے ہیں۔ جب اس کا بل کوئی اور ادا کر رہا ہو۔ اس لئے پلیز آپ تفصیل سے بات کیجئے۔ میں ہمہ تن گوش بلکہ حلقہ بگوش ہو کر سن رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔ اور جنیڈا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تعریف کا شکریہ مسٹر علی عمران۔ اگر آپ ہوٹل رمیز سے تشریف لائیں تو کھانے کا بل میرے ذمے۔ ویسے اتنا بتا دوں

کہ میرا تعلق گریٹ لینڈ کی مادام روز سے ہے۔ اور میرے پاس مادام کا ایک خاص پیغام ہے۔ آ جایئے۔ میں ہال میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں" ــــ جنیڈا نے کہا۔ اور رسیور رکھ کر کاؤنٹر گرل کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"سنو۔ اگر کاؤنٹر پر کوئی میرا نام پوچھتا ہوا آئے تو اُسے میرے پاس بھجوا دینا۔ میرا نام جنیڈا اسپارک ہے۔ اور میں دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں مقیم ہوں۔ ویسے ابھی کچھ دیر میں ہال میں ہی بیٹھوں گی" ــــ جنیڈا نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مس" ــــ کاؤنٹر گرل نے جواب دیا۔ اور جنیڈا تیزی سے مڑی اور ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھ گئی۔ اُسے یقین تھا کہ عمران مادام روز کا نام سن کر پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا یہاں آئے گا۔ اور وہی ہوا۔ ابھی اُسے کرسی پر بیٹھے زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اس نے عمران کو ہال کے مین دروازے میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور اس کے حلیے کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دی۔ عمران نے ٹیکنی کلر لباس پہنا ہوا تھا۔ جو خاصا مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر معصومیت کے ساتھ ساتھ بوکھلاہٹ کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ اس نے گیٹ پر رک کر ایک بار پورے ہال کا جائزہ لیا اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے سامنے رکھے ہوئے شراب کا جام اٹھایا اور بڑے پُر لطف انداز میں اس کی چسکیاں

لینی شروع کر دیں۔ ویسے وہ کن انکھیوں سے عمران کو بھی دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھتا آیا۔ اس کے قدم اس طرح لڑکھڑا رہے تھے۔ جیسے وہ شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہو۔ اور جنیڈا بے اختیار مسکرا دی۔ کیونکہ وہ عمران کی تفصیلی فائل کو اس قدر غور سے اتنی بار پڑھ چکی تھی کہ اسے کا دعویٰ تھا کہ وہ پاکیشیا کے اس بظاہر احمق مگر درحقیقت انتہائی خطرناک ایجنٹ کی نس نس کو جان گئی ہے۔

"مم — مم — میرا نام علی عمران ہے" — عمران نے جنیڈا کے قریب آ کر بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے۔ جیسے وہ اپنے علی عمران ہونے پر بے حد شرمندگی محسوس کر رہا ہو۔

"اوہ۔ تو آپ ہیں علی عمران۔ بیٹھیں۔ میرا نام جنیڈا اسپارک ہے" — جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس طرح سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا جیسے کسی نے اسے زبردستی وہاں بیٹھنے پر مجبور کر دیا ہو۔ اور وہ کسی بھی لمحے اٹھ کر بھاگ جانا چاہتا ہو۔

"شش — شش — شکریہ۔ ویسے جتنی جلدی ہو سکے کھانے کا آرڈر دے دیں۔ کیونکہ تین روز سے بھوک برداشت کر لینے کے بعد اب مزید برداشت بالکل ہی نہیں ہی" — عمران نے بڑی بے چارگی کے انداز میں کہا۔

"تین روز سے۔ اوہ ویری سوری" — جنیڈا نے جان

بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر قریب موجود ویٹر کو بلا کر اس نے عمران کے لئے کھانے کا آرڈر دے دیا۔

"آ — آپ نہیں کھائیں گی۔ اچھا سمجھ گیا۔ واقعی بچت سنہری اصول ہے۔ ہماری چوتھی کلاس کی کتاب میں بچت کے فوائد پر پورا ایک مضمون لکھا ہوا تھا۔ اور ماسٹر صاحب کہتے تھے کہ امتحان میں اس مضمون میں سے سوال ضرور آئے گا۔ اور پھر آیا بھی سہی۔ مگر......" — عمران بات کرتے کرتے رک گیا۔

"مگر کیا......" — جنیڈا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مگر مجھے اس کا جواب نہ آتا تھا۔ اس لئے میں فیل ہو گیا۔ اور بس اس کے بعد آج تک میں اس کا جواب ہی یاد کرتا رہا ہوں۔ مگر کم بخت یاد ہی نہیں ہوتا" — عمران کی زبان چل پڑی۔

"جب مضمون موجود تھا تو ظاہر ہے آپ نے پڑھا ہو گا اس میں جواب بھی موجود ہو گا" — جنیڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں۔ مضمون تھا بچت کے فوائد۔ مگر سوال تھا بچت کے نقصانات بتائیے۔ اب بھلا آپ بتلایئے میں کیا جواب لکھتا" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جنیڈا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہت خوب عمران صاحب۔ واقعی جس طرح ممی نے بتایا تھا آپ بالکل ویسے ہی ہیں" — جنیڈا نے ہنستے ہوئے

کہا۔

"تو آپ ___ آپ کی ممی بھی مجھے جانتی ہیں۔ ارے پھر تو سکوپ بن سکتا ہے" ___ عمران نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ممی ___ سکوپ۔ کیا مطلب" ___ جنیڈا واقعی عمران کی اس بات پر حیران رہ گئی۔

"آپ نے بتایا تو تھا کہ آپ مس ہیں۔ بس اب میں آپ کو مس نہیں کرنا چاہتا۔ اور چونکہ آج تک میں نے جہاں بھی ٹرائی کی ہے۔ مس کی ممی نے مجھے مس کر دیا۔ لیکن آپ تو کہہ رہی ہیں۔ کہ آپ کی ممی مجھے جانتی ہیں۔ اس لئے اس بار مجھے امید ہے کہ کام بن جائے گا" ___ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ممی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا فیصلہ تو میں خود بھی کر سکتی ہوں۔ لیکن عمران صاحب شادی سے پہلے فرینڈ شپ تو ضروری ہے۔ اس لئے پہلے فرینڈ شپ اس کے بعد شادی کے بارے میں سوچوں گی" ___ جنیڈا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"فف ___ فف ___ فرینڈ شپ۔ مم ___ مگر آپ تو لڑکی ہیں" ___ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے

انداز میں جنیڈا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ___ کیا فرینڈ شپ لڑکی سے نہیں ہو سکتی" ___ جنیڈا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہو تو سکتی ہے۔ اگر اماں بی میرا مطلب ہے میری ممی بھی گریٹ لینڈ کی رہنے والی ہوتیں۔ لیکن وہ جہاں کی رہنے والی ہیں وہاں فرینڈ شپ تو ایک طرف پن فرینڈ شپ بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مجبوری ہے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور جنیڈا اس کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا آپ فرینڈ شپ کے علاوہ کوئی اور طریقہ سوچئے۔ میں اس دوران کھانا کھا لوں" ___ عمران نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس طرح کھانے میں مصروف ہو گیا جیسے واقعی گذشتہ تین روز سے بھوکا ہو۔ جنیڈا خاموش بیٹھی اسے کھاتا دیکھتی رہی۔ کھانا ختم کرنے اور ٹشو پیپر سے ہاتھ اور منہ صاف کر لینے کے بعد عمران نے ویٹر کو اشارہ کیا۔ تاکہ وہ برتن لے جائے۔ ویٹر جب برتن لے گیا تو عمران نے خود ہی اسے چائے لانے کا آرڈر دے دیا۔ اس دوران اس نے جنیڈا سے کوئی بات نہ کی۔ جب چائے کے برتن لگ گئے اور عمران نے چائے بنا کر اس کی ایک چسکی لی۔ تب وہ جنیڈا سے مخاطب ہوا۔

"ہاں تو مس جنیڈا اسپارک۔ مادام روز نے آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے" ___ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور جنیڈا اس کا روپ بدلتے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ عمران اب اس طرح سنجیدہ

نظر آ رہا تھا۔ جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا ہی نہ ہو۔

"کیا کھانے کے بعد آپ اسی طرح سنجیدہ ہو جایا کرتے ہیں" جنیفرا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کھانے کے ساتھ سنجیدگی کے جراثیم بھی میرے معدے میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے جب تک کھانا ہضم نہ ہو جائے مجھ پر سنجیدگی کا دورہ موجود رہتا ہے۔ اور کھانا ہضم کرنے میں میرا معدہ خاصا تیز واقع ہوا ہے۔ اس لئے آپ میری اس سنجیدگی سے فائدہ اٹھا لیجئے ورنہ بعد میں مادام روز کو گلہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے اس کی نمائندہ مس جنیفرا اسپارک کے ساتھ سنجیدگی سے بات چیت نہیں کی"۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ حقیقتاً جنیفرا عمران کے اتنے تیزی سے رنگ بدل لینے پر حیران سی رہ گئی۔ حالانکہ وہ اس سے متعلق پڑھ چکی تھی کہ یہ شخص گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدل لیتا ہے۔

"یہ بات یہاں ہال میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے آپ کو میرے ساتھ اوپر میرے کمرے میں جانا ہو گا"۔۔۔ جنیفرا نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک شرط ہے"۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شرط۔۔۔ کیسی شرط"۔۔۔ جنیفرا شرط کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی۔

"شرط یہ کہ کمرے کا دروازہ کھلا رہے گا۔ کیونکہ اماں بی کہتی ہیں کہ اگر نوجوان لڑکا لڑکی کسی کمرے میں موجود ہوں اور دروازہ بند کر دیا جائے تو شیطان کو باہر جانے کا موقع نہیں ملتا۔ اور ایک نیام میں دو تلواریں میرا مطلب ہے ایک کمرے میں دو ہم قافیہ اکٹھے نہیں رہ سکتے"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکی۔ بہرحال مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کہ دروازہ کھلا رہے"۔۔۔ جنیفرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کے دیئے ہوئے بل پر اپنے دستخط کئے اور اٹھ کر لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ عمران بھی اس کے ساتھ تھا۔

"ہاں اب فرمایئے"۔۔۔ عمران نے کمرے میں پہنچ کر اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ خط دیا ہے مادام نے"۔۔۔ جنیفرا نے ہاتھ میں موجود پرس میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے لفافہ لے کر اُسے کھولا۔ اور پھر جلدی سے جیبوں میں اس طرح ہاتھ ڈالنے لگا جیسے اُسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔

"اوہ۔ عینک تو فلیٹ میں ہی رہ گئی۔ بہرحال آپ پڑھ دیجئے گا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی نگاہ کمزور ہے"۔۔۔ جنیڈا نے اس کے ہاتھ سے خط لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے تو ابھی تک کنوارہ ہوں۔ صرف سیاہ رنگ ہی بغیر عینک کے نظر آتی ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور جنیڈا بے اختیار مسکرا دی۔ اور پھر اس نے خط پڑھنا شروع کر دیا۔

مادام روز کی طرف سے علی عمران کو اطلاع دی جا رہی ہے۔ کہ گریٹ لینڈ کی ایک مجرم تنظیم کاریکا نے کافرستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت کاریکا نے پاکیشیا کے مغربی پہاڑی علاقے میں حال ہی میں دریافت ہونے والی انتہائی اعلیٰ کوالٹی کی دھات تانبے کی بہت بڑی کان کی تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ اور اس مشن پر کاریکا نے اپنی ایک خاص ایجنٹ فوزیہ کو بھیجا ہے۔ فوزیہ کے ساتھ اس کا باپ بھی ہے جس کا نام سعادت مند خان ہے۔ یہ سعادت مند خان کئی سال قبل گریٹ لینڈ میں پاکیشیائی سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری تھا۔ لیکن پھر اس نے سروس چھوڑ دی۔ اور مستقل گریٹ لینڈ میں رہنے لگا۔ فوزیہ اور سعادت مند خان دونوں کاریکا سے متعلق ہیں۔ دونوں بے حد تیز اور خطرناک ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا۔ میں نے بہرحال اطلاع دے کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے"۔۔۔ جنیڈا نے خط پڑھ کر اسے تہہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ مادام روز کی بیٹی ہیں"۔۔۔ عمران نے خط جنیڈا کے ہاتھ سے لے کر اسے لفافے میں ڈالا اور پھر لفافہ جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میری سوتیلی ممی ہیں"۔۔۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مادام روز کو آپ میرا سلام دیں اور کہیں کہ پاکیشیا میں چونکہ ایسی کوئی کان سرے سے دریافت ہی نہیں ہوئی اس لئے وہ فکر نہ کریں۔ فوزیہ اور اس کا باپ خود ہی جھک مار کر واپس چلے جائیں گے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے آپ جا رہے ہیں۔ بیٹھیں"۔۔۔ جنیڈا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں اماں بی۔ میرا مطلب ہے اپنی ممی سے آپ کے ساتھ فرینڈز شپ کی اجازت لینے جا رہا ہوں۔ گڈ بائی"۔۔۔ عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جنیڈا کے لبوں پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا۔ اور پھر واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم اپنے آپ کو بہت ذہین اور چالاک سمجھتے ہو عمران۔ اب تمہیں پتہ چلے گا کہ ذہانت اور چالاکی کسے کہتے ہیں"۔۔۔ جنیڈا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور اٹھ کر

کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کھولی اس کے نچلے حصے میں ایک بیگ موجود تھا۔ بیگ کو اس نے الماری سے باہر نکال کر کھولا۔ اور اس کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی پلیٹ نکالی۔ اور واپس آکر اس نے ٹیلی فون سیٹ اٹھایا۔ اور اس کے نچلے حصے میں وہ پلیٹ لگادی۔ پلیٹ اس طرح فون پیس سے چپک گئی جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے۔ پھر فون سیدھا کر کے اس نے رسیور اٹھایا۔ اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اس پلیٹ میں یہ خاصیت تھی کہ درمیان سے ہوٹل ایکس چینج ختم ہو کر کال ڈائرکیٹ ہوجاتی تھی۔ چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھالیا گیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

"جنیٹا بول رہی ہوں" ـــ جنیٹا نے سرد اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ پاسٹر بول رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہوگیا۔

"سر خالد کے بارے میں رپورٹ حاصل کر لی ہے تم نے" جنیٹا نے کہا۔

"کام ہو رہا ہے مادام۔ تھوڑی دیر بعد مل جائے گی" ـــــ پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ جیسے ہی رپورٹ ملے مجھے فوراً بھجوا دینا۔ میں انتظار کر رہی ہوں" ـــــ جنیٹا نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

پھر اس نے صوفے پر نیم دراز ہو کر میز پر پڑا ہوا رسالہ اٹھایا اور اُسے پڑھنے میں مصروف ہوگئی۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے بلیک زیرو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود اپنی مخصوص کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"خیریت عمران صاحب۔ آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں" بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی کھانا ہضم نہیں ہوا۔ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ثقیل تھا۔ بہرحال یہ خط لو اور لیبارٹری میں جا کر اسے اچھی طرح چیک کرو۔ کہ اس پر کوئی مخصوص کیمیکل وغیرہ تو نہیں لگایا گیا۔ میں اس دوران فون کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زیرو نے عمران کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے مزید کوئی بات

کرنے کی بجائے خط لیا اور اٹھ کر لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پی۔ اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کرائیں"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"سر سلطان۔ آپ وزارت صنعت کے سیکرٹری صاحب سے اپنے طور پر معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ کیا پاکیشیا کے مغربی پہاڑی علاقے میں تانبے کی کوئی کان دریافت ہوئی ہے۔ اور اگر ہوئی ہے تو اس کی فائل منگوا لیں۔ میں خود آپ کے پاس آ کر اسے دیکھ لوں گا۔ جواب آپ مجھے دانش منزل کے سپیشل فون پر دیں گے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تانبے کی کان اور مغربی پہاڑی علاقے میں۔ اچھا میں معلوم کر کے بتاتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو واپس آ گیا۔

" عمران صاحب ۔ خط پہ کوئی کیمیکل وغیرہ موجود نہیں ہے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے خط واپس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے خط لیا اور اُسے اپنے سامنے میز پہ رکھ دیا۔

" عمران صاحب یہ مادام روز کون ہے ۔ جس نے آپ کو یہ خط لکھا ہے ۔ کیا آپ اس خط کی وجہ سے سنجیدہ ہیں "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" مادام روز جنیڈا اسپارک کی سوتیلی ماں ہے ۔ اور جنیڈا سپارک نے شادی کے لئے فرینڈز شپ کی شرط لگا دی ہے۔ اور ساتھ ہی ثقیل سا کھانا بھی کھلا دیا ہے۔ اس لئے میں سنجیدہ ہوں "۔۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سمجھ گیا ہے کہ عمران فی الحال کچھ بتلانے کے موڈ میں نہیں ہے۔ لیکن عمران اُسی طرح سنجیدہ اور خاموش بیٹھا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا مگر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ عمران بول رہا ہوں "۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

" عمران بیٹے ۔ کان تو واقعی دریافت ہوئی ہے۔ اور بقول سیکرٹری صنعت بہت قیمتی کوالٹی کا تانبہ دریافت ہوا ہے۔

لیکن اس کی فائل ان کے پاس نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ کان ویسٹرن کارمن کے ماہرین نے دریافت کی ہے اور وہ ابھی تک اس سلسلے میں تحقیقات میں مصروف ہیں ۔ اس لئے فائل ویسٹرن کارمن کے ماہرین کے پاس ہی ہے "۔۔۔۔ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے شکریہ "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر بیٹے تم نے اس کے متعلق کیوں پوچھا ہے "۔۔۔۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے گریٹ لینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ حکومت کافرستان نے اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے گریٹ لینڈ کی کسی مجرم تنظیم کو ہائر کیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کافرستان نے ۔ مگر کافرستان حکومت کو تانبے کی اس کان سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے "۔۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

" کان چاہے تانبے کی ہو یا سونے کی بہرحال کان ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں تانبے کی ضرورت ہو "۔۔۔۔ عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے ۔ تم ابھی مجھے بتانا نہیں چاہتے "۔ سر سلطان کے لہجے میں قدرے ناراضگی تھی۔

" ابھی مجھے خود نہیں معلوم ۔ اس لئے کیا عرض کر سکتا ہوں بہرحال

تکلیف دہی کی معذرت "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر چھائی ہوئی گہری سنجیدگی کی تہہ آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھی۔

" آخر یہ چکر کیا ہے عمران صاحب۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیے "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو سے نہ رہا گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

" تم نے اس خط میں کیا پڑھا ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے خط کے مندرجات دوہرا دیئے۔

" یہ فوزیہ اور اس کا باپ سعادت مند خان رات ساڑھے بارہ بجے میرے فلیٹ پر آئے تھے "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار حیرت سے اچھل پڑا۔

" رات ساڑھے بارہ بجے۔ کیوں۔ اوہ میں سمجھ گیا کہ ان کا خیال ہوگا کہ فائل آپ کے پاس موجود ہوگی۔ وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہوں گے "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میرے پاس تانبے جیسی معمولی دھات کا کیا کام۔ میرے پاس تو خالص سونے کی کان ہے۔ لیکن وہ کان آج کل چھٹی پر گئی ہوئی ہے۔ اور جب یہ کان چھٹی پر جاتی ہے تو سارا سونا اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ ورنہ اُسے بھی معلوم ہے کہ واپسی پر سونا تو غائب ہوگا اور خالی کان بھائیں بھائیں کرتی رہ جائے گی "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر رات ساڑھے بارہ بجے وہ کیا کرنے آئے تھے "۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

" میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں نتیجہ خود نکال لینا "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر سعادت مند خان کے آنے سے لے کر جنیڈا کے فون آنے اور پھر اس کی طرف سے کھانا کھانے اور خط لینے تک تمام تفصیل اس نے بتا دی۔ اور بلیک زیرو حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ ساری تفصیلات سنتا رہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا۔ کہ اُسے اس ساری کارروائی کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہیں آیا۔

" لیکن اس ساری پیچیدہ اور ڈرامائی کارروائی کا مقصد "
بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" مقصد تو اب فوزیہ اور اس کا باپ ہی بتا سکتا ہے۔ لیکن جس فلیٹ سے انہوں نے فون کیا وہ فلیٹ بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی پڑا ہوا ہے۔ اور مزید حاصل کردہ معلومات کے مطابق یہ فلیٹ گذشتہ کئی ماہ سے کرایہ کے لئے خالی ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی۔ یہ مادام روز جو بھی ہو۔ اس نے اس طرح ایک کھلا خط آپ کو اپنی سوتیلی بیٹی کے ہاتھ کیوں بھجوایا ہے۔ وہ یہ بات آپ سے فون پر بھی کر سکتی تھی اور دوسری بات یہ کہ اس نے یہ اطلاع آپ

کو ہی کیوں دی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"موجودہ دور ڈرامے کا دور ہے بلیک زیرو۔ ڈرامے کے بغیر کوئی لطف ہی نہیں آتا۔ کسی کارروائی میں ـــ پہلے تمہیں مادام روز کے متعلق بتادوں۔ مادام روز گریٹ لینڈ کی ایک سپیشل ایجنسی وائٹ روز کی سربراہ ہے۔ وائٹ روز کا دائرہ کار بے حد محدود ہے اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ جو غیر ملکی گھرانے گریٹ لینڈ میں مستقل طور پر رہ رہے ہوں۔ ان کی نگرانی کرائے۔ کہ کہیں ان میں سے کوئی اپنے ملک کے لئے جاسوسی وغیرہ تو نہیں کر رہا۔ مادام روز سے میری ملاقات اس کے شوہر کی وجہ سے ہوئی۔ اس کا شوہر ایک ایکسیڈنٹ کا شکار ہو گیا۔ اتفاق سے میں وہاں سے گزر رہا تھا۔ میں نے اس کے شوہر کو ہسپتال پہنچایا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔ مادام روز وہاں ہسپتال پہنچی۔ اور پھر اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ گریٹ لینڈ کے انتہائی بے حس معاشرے میں مادام روز کی جو حالت اپنے شوہر کی موت پر ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے اپنے شوہر سے واقعی اس طرح کی محبت تھی جیسی کسی مشرقی بیوی کو ہوتی ہے۔ چنانچہ میں اس سے متاثر ہوا۔ اور پھر میں اسے اکثر ملتا رہا۔ اس وائٹ روز کا چیف ڈکسن میرا ایسا ناواقف کار تھا۔ ڈکسن نے بتایا کہ مادام روز

بے حد پُرخلوص اور محنتی عورت ہے۔ اور پھر ڈکسن نے اُسے میرے متعلق بتادیا۔ کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں۔ اس طرح وہ کھل گئی۔ بعد میں مجھے اطلاع ضرور ملی۔ کہ مادام روز نے کسی سے شادی کر لی ہے۔ بہرحال کافی عرصے سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ یہ کاریکا تنظیم یقیناً ان ایشیائی باشندوں پر مشتمل ہوگی۔ جو گریٹ لینڈ میں نقل مکانی کرنے کے بعد وہاں کے اب مستقل شہری بن گئے ہیں۔ چونکہ مادام روز ڈکسن کی وفات کے بعد وائٹ روز کی سربراہ ہے۔ اس لئے اُسے اس تنظیم کے بارے میں تفصیلات کا علم ہوگا اور اُسے جیسے ہی یہ خبر ملی تو اس نے اپنی بیٹی کو یہ خط دے کر میرے پاس بھیج دیا۔ اب اس نے فون کیوں نہیں کیا۔ یا خط کیوں لکھا ـــــ اس بارے میں تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ جب تک اس سے بات نہ ہو جائے" ـــــ عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جو تفصیل بتائی ہے۔ اس لحاظ سے تو واقعی مادام روز کو اطلاع مل گئی ہو گی۔ لیکن آپ نے پہلے کسی ڈرامے کا ذکر کیا تھا۔ اور کاریکا کے ان ایجنٹوں فوزیہ اور سعادت مند خان کی آپ کے فلیٹ میں کی جانے والی کارروائی کا مقصد آخر کیا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"مقصد سمجھ میں آجاتا تو پھر میں اسے ڈرامہ کیوں کہتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس فوزیہ اور سعادت مند خان کو تلاش کرنا چاہیئے۔ ان کے سامنے آنے کے بعد ہی کچھ پتہ چلے گا" ---- بلیک زیرو نے کہا۔

"میں ٹائیگر کی مدد سے معلوم کرا چکا ہوں۔ اس نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈھ نکالا تھا جس نے رات کو ڈیڑھ بجے انہیں یہاں سے پک کیا تھا۔ اور پھر اس نے انہیں ہوٹل رمیزر سے ڈراپ کیا تھا۔ انہوں نے ٹیکسی روک لی تھی۔ پھر صبح تین بجے وہ دونوں ایئرپورٹ پہنچے۔ پھر ایئرپورٹ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق وہ دونوں پہلی فلائٹ سے گریٹ لینڈ واپس چلے گئے ہیں۔ اس لئے جب جنیڈا نے مجھے ہوٹل رمیزر بلایا تو میں بے اختیار چونک پڑا" ---- عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو مسئلہ اور الجھ جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جنیڈا ابھی ان کی ساتھی ہے اور مادام روز بھی" ---- بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"تو پھر مادام روز کے اس خط کا کیا مقصد۔ اس نے کیوں یہ سب کچھ کیا ہے۔ آخر کوئی مقصد تو ہوگا" ---- بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تم کیا سمجھتے تھے کہ میں واقعی کھانا کھانے کی وجہ سے سنجیدہ تھا۔ کھانا تو میں نے وہاں اس لئے کھایا تھا کہ واقعی مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ سلیمان چھٹی پر تھا۔ اس لئے کھانا تو بہرحال ہوٹل میں ہی کھانا تھا

اور ہوٹل رمیزر کا کھانا واقعی اچھا ہوتا ہے" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس سنجیدگی سے کیا مسئلہ حل ہوا" ---- بلیک زیرو واقعی بُری طرح الجھ گیا تھا۔

"تم نے ابھی تک محسوس نہیں کیا کہ میں نے مسٹر سلطان کو خاص طور پر کہا کہ وہ مجھے سپیشل نمبر پر فون کریں اور میں نے خود بھی ابھی تک سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو کال نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے تمہیں کسی قسم کی کوئی ہدایات دی ہیں" عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو مزید چونک پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تو آپ کا مقصد ہے کہ فوزیہ اور سعادت مند خان نے جو کارروائی کی ہے۔ اس سے مقصد ایکسٹو کو ٹریس کرنا ہے اور آپ کے ذریعے۔ اوہ اس لئے آپ نے خط پر کسی کیمیکل کی موجودگی کا شبہ ظاہر کیا تھا" ---- بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جنیڈا کے فون آنے سے پہلے میں صرف اس بات پر الجھتا رہا۔ کہ میری گردن پر سوئی تیر سے معمولی سا زخم لگنے کا آخر کیا مقصد تھا۔ اور اس معمولی سے زخم کے لئے انہوں نے انتہائی پیچیدہ مشینری استعمال کی۔ لمبا چوڑا ڈرامہ بھی کیا اور پھر خود وہ دونوں ملک سے باہر بھی چلے گئے۔ لیکن جب جنیڈا کا فون آیا اس نے مادام روز کا حوالہ دیا تو میں سمجھ گیا کہ لازماً میرے فلیٹ میں کوئی ایسا سسٹم نصب کیا

گیا ہے۔ جس سے ان کا مقصد میرے ذریعے کچھ حاصل کرنا ہے
کیونکہ ڈکسن کی موت کے بعد یہ افواہیں اڑتی رہی تھیں کہ مادام
روز کا تعلق کسی مجرم گروہ سے ہو گیا ہے۔ اور ڈکسن اس معاملے
میں انتہائی اصول پسند تھا۔ اس لئے ڈکسن کا کانٹا ہی سرے
سے ہٹا دیا گیا۔ اور مادام روز ہی وائٹ روز کی سربراہ بھی
بن گئی۔ اس لئے جب فوزیہ کی اس عجیب و غریب کارروائی
کے بعد مادام روز کا پیغام سامنے آیا تو کچھ کچھ بات سمجھ میں
آنے لگی۔ مادام روز اپنی دونوں حیثیتیں استعمال کر رہی ہے۔
بحیثیت مادام روز وہ مجھے خطرے سے آگاہ کر رہی ہے۔
اور بحیثیت مجرم تنظیم سے تعلق کے وہ اپنا مقصد بھی
حاصل کرنا چاہتی ہے اگرچہ خط عام سا ہے۔ اس پر کوئی خصوصی
چیز موجود نہیں ہے تو پھر یقیناً اس ڈبے کی مشنری میں کوئی
ایسی چیز موجود ہے۔ جس کا علم کم از کم مجھے نہیں ہو سکا جہاں
تک اس فائل کا تعلق ہے۔ یہ فائل بیکار ہے۔ اس کا ن
سے نہ کافرستان کو کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ گریٹ
لینڈ کی کسی مجرم تنظیم کو۔ اس لئے طاہر صاحب اصل میں
ہمیں کسی خاص مقصد کے لئے الجھایا جا رہا ہے۔ اور ہمیں
اب وہی خاص مقصد ہی تلاش کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے
اس بار پہلے جیسی سنجیدگی سے کہا۔ اور پھر اس نے سپیشل
ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ ہائی اسٹار کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے
ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔
"کلب کے سیکرٹری مارون سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا
سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
اور چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔
"مارون سپیکنگ"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ سپاٹ
تھا۔
"پرنس آف ڈھمپ۔ ممبر شپ نمبر ایس۔ کفرٹی"۔۔۔
عمران کا لہجہ بھی سپاٹ ہو گیا۔
"اوہ یس۔ پرنس۔ فرمایئے۔ کلب آپ کی کیا خدمت کر
سکتا ہے"۔۔۔ اس بار مارون کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔
"وائٹ روز کی مادام روز۔ اس کی سوتیلی بیٹی جنیٹا ا
اور مجرم تنظیم کاریکا خاص طور پر اس کے دو ایجنٹوں فوزیہ
اور سعادت محمد خان کے بارے میں تفصیلات چاہئیں"۔۔۔
عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔
"دس منٹ بعد دوبارہ فون کریں"۔۔۔ مارون نے کہا
اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔
"یہ معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی ہے"۔۔۔ بلیک
زیرو نے کہا اور عمران نے زبان سے کچھ کہنے کی بجائے صرف

اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد عمران نے دوبارہ کال ملائی۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ معلومات تو بے حد تفصیلی ہیں آپ پتہ بتا دیں اسے سپیشل مسنجر کے ذریعے آپ تک بھجوا دیا جائے" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مارون نے کہا۔

"موٹی موٹی باتیں بتا دو فون پر ہی۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ میں سپیشل مسنجر کے انتظار میں بیٹھا رہوں"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ مادام روز وائٹ روز کی سربراہ بھی ہے۔ اور مجرم تنظیم کاریکا کی خفیہ سربراہ بھی رہی ہے۔ کاریکا تنظیم دو سال قبل وجود میں آئی ہے۔ لیکن ان دو سالوں میں اس نے انتہائی اہم کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ کاریکا کا فیلڈ عام جرائم سے قطعی مختلف ہے۔ یہ انتہائی قیمتی نوادرات چوری کرتی ہے اور پھر ان نوادرات کو فروخت کر دیتی ہے۔ اب تک یورپ، ایکریمیا اور ایشیا میں موجود انتہائی قیمتی نوادرات یہ چوری کر کے فروخت کر چکی ہے۔ مادام روز اس کی سربراہ ضرور ہے لیکن عملی سربراہ جنیڈا ہے۔ جو مادام روز کی سوتیلی بیٹی بھی ہے۔ انتہائی ذہین۔ تیز طرار لڑکی ہے۔ فوزیہ اور سعادت مند خان نام کے کوئی ایجنٹ دونوں تنظیموں میں نہیں ہیں"۔۔۔ مارون نے موٹی موٹی باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"نوادرات چوری کرتے ہیں۔ لیکن آپ کا نوادرات سے کیا تعلق" بلیک زیرو جو لاؤڈر پر ساری بات چیت سن رہا تھا عمران کے رسیور رکھتے ہی بے اختیار بول پڑا۔

"اب میرا شمار بھی شاید نوادرات میں ہونے لگ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"میں اپنے فلیٹ جا رہا ہوں تاکہ اگر جنیڈا جیسی خوب صورت لڑکی مجھے چرانا چاہے تو میں بصد مسرت و انبساط چوری ہو سکوں۔ تم ویسے جولیا کو فون کر کے کہہ دینا کہ وہ اس نوادر چور جنیڈا کی مکمل نگرانی کرلے"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

۶

سر آفتاب خالد اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھے اپنے سامنے رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے پتھر کو جس پر باریک لکیریں تھیں بغور دیکھنے میں مصروف تھے ان کے ہاتھ میں ایک دستی آتشی شیشہ تھا اور وہ اس کی مدد سے اس چھوٹے سے پتھر کو اس قدر باریک بینی سے دیکھ رہے تھے جیسے پتھر پر بنی ہوئی انتہائی باریک لکیروں کی گنتی کر رہے ہوں کہ اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سر آفتاب خالد بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے شیشہ ایک طرف رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس — آفتاب خالد بول رہا ہوں" — سر آفتاب خالد کی آواز میں ہلکی سی جھنجھلاہٹ موجود تھی۔

"سر خالد، میں آپ کے لئے اجنبی ضرور ہوں۔ لیکن میرے

پاس ایک ایسی چیز ہے جسے آپ یقیناً پسند فرمائیں گے۔ اور شاید یہ چیز نوادرات کی دنیا کی سب سے قدیم اور سب سے قیمتی چیز ہو۔ یہ ایک زیور ہے تانبے کا بنا ہوا اور شاید ہزاروں سال قبل کا" — دوسری طرف سے بولنے والی کوئی غیر ملکی عورت تھی۔ جو مسلسل بولے چلی جا رہی تھی۔ لہجے سے کوئی نوجوان عورت لگتی تھی۔

"پہلے آپ اپنا تعارف تو کرائیے" — سر آفتاب خالد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جنیڈا ہے اور میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"مس جنیڈا، آپ کا نام تو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ بہرحال آپ چاہتی کیا ہیں" — سر آفتاب خالد نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"میں گریٹ لینڈ سے یہاں اس لئے آئی ہوں کہ آپ سے مل کر اس زیور کی اصل اہمیت کا تعین کرا سکوں۔ اس سلسلے میں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی فیس بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں" دوسری طرف سے جنیڈا نے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے اتنی دور تکلیف کیوں کی۔ گریٹ لینڈ میں نوادرات کے بڑے بڑے ماہر موجود ہیں" — سر آفتاب خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ لیکن بہرحال میری نظروں میں آپ سے بڑھ کر

کوئی نہیں ہے" ——— جنیڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تعریف کا شکریہ۔ بہرحال جب تک میں اسے دیکھوں ناں۔ کیا کہہ سکتا ہوں" ——— سر خالد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو میں اسے لے کر حاضر ہو جاؤں آپ کے پاس" ——— دوسری طرف سے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا گیا۔

"اوہ ضرور۔ آپ کو میرے غریب خانے کا تو علم ہو گا ہی" سر آفتاب خالد نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ جیسے بین الاقوامی شہرت یافتہ آدمی کا پتہ کیسے چھپا رہ سکتا ہے۔ بہرحال میں حاضر ہو رہی ہوں شکریہ" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر آفتاب خالد نے رسیور رکھا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ——— رسیور اٹھاتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"شاکر۔ ایک محترمہ جنیڈا نامی مجھ سے ملنے آ رہی ہیں انہیں عزت سے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ اور پھر مجھے اطلاع کر دو۔" سر آفتاب خالد نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے یس سر کے الفاظ سن کر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر آتشی شیشہ اٹھا کر غور سے اس پتھر کو دیکھنا شروع کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

اور سر خالد سمجھ گئے کہ جنیڈا کی آمد کی اطلاع دی جا رہی ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے ایک طویل سانس لے کر آتشی شیشہ ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— سر خالد نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مس جنیڈا تشریف لائی ہیں اور ڈرائنگ روم میں آپ کی منتظر ہیں" ——— دوسری طرف سے ان کے سیکرٹری شاکر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ میں آ رہا ہوں" ——— سر خالد نے کہا اور ٹیبل لیمپ بجھا کر وہ اٹھے اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ لیکن دروازہ کھولنے سے پہلے انہوں نے دروازے کے ساتھ اندرونی دیوار پر لگے ہوئے ایک بڑے سے سوئچ پینل پر موجود مختلف بٹن دبائے تو اس پورے کمرے کی چھت پر جگہ جگہ سرخ لائٹیں سی جل اٹھیں اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی کھل گیا۔ اور سر خالد دروازے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے دروازہ بند کیا۔ اور پھر سائیڈ کی دیوار کے ایک مخصوص حصے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سرر کی آواز سنائی دی اور دروازے کی جگہ دیوار نظر آنے لگ گئی۔ اب کوئی قریب سے دیکھ کر بھی اندازہ نہ لگا سکتا تھا۔ کہ یہاں کوئی دروازہ بھی ہو سکتا ہے۔ سر خالد نوادرات میں بین الاقوامی شہرت کے ریسرچ سکالر تھے۔ اور اس شعبے میں ان کی خدمات اس قدر زیادہ تھیں کہ انہیں سر کا خطاب دیا گیا تھا۔ پوری دنیا میں

نوادرات کے بارے میں ان کی رائے کو انتہائی وقعت دی جاتی تھی وہ ادھیڑ عمر آدمی تھے۔ لیکن ان کی صحت جوانوں جیسی تھی قد لمبا اور جسم چھریرا تھا۔ ان کے جسم پر مخصوص گاؤن تھا۔ چونکہ انہیں دنیا بھر کی حکومتوں سے انتہائی قیمتی نوادرات مطالعے کے لئے بھیجے جاتے تھے اور خود ان کے پاس بھی انتہائی قیمتی نوادرات کا کافی بڑا ذخیرہ تھا۔ اس لئے انہوں نے ان نوادرات کی حفاظت کا انتہائی مخصوص انتظام کر رکھا تھا۔ ایسا انتظام کہ ان کے اپنے چاہنے کے باوجود بھی دوسرا آدمی ان کے اس خاص کمرے میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ داخل ہونا تو ایک طرف وہ اسے ٹریس ہی نہ کر سکتا تھا۔ انہوں نے شادی نہ کی تھی اس لئے وہ ملازموں کے ساتھ اکیلے رہتے تھے۔ چونکہ یورپ کے کئی ملکوں اور ایکریمیا نے انہیں باقاعدہ اپنا مشیر مقرر کر رکھا تھا۔ اس لئے انہیں لمبی لمبی رقمیں باقاعدگی سے ملتی رہتی تھیں ویسے بھی ان کے تحقیقاتی مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ جن کی رائلٹی ہی اتنی ہو جاتی تھی کہ وہ کسی نواب کی طرح رہ سکتے تھے۔ اور پھر حکومت پاکیشیا نے بھی ان کا باقاعدہ مشاہرہ مقرر کر رکھا تھا۔ اس لئے اس معاملے میں وہ واقعی نوابوں جیسی ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارتے تھے۔ سر خالد گو اپنے موضوع پر اتھارٹی تھے۔ اور اس لحاظ سے پوری دنیا میں ان کی شہرت تھی۔ لیکن ذہنی طور پر وہ قدرے حسن پرست واقع ہوئے تھے اور چونکہ بعض وجوہات کی بنا پر انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ اس لئے حسن پرستی

کی حس میں کچھ زیادہ ہی اضافہ ہو گیا تھا۔ لیکن کردار کے لحاظ سے وہ انتہائی اصول پسند بھی تھے۔ اور حسن پرستی بس صرف بات چیت کی حد تک ہی محدود رہتی تھی۔ لیکن اس حسن پرستی کا تمام تر انحصار ان کے پیشے سے ہٹ کر تھا۔ وہ کسی بھی صورت میں اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی کو کوئی رعایت دینے کے قائل نہ تھے۔ اور ایسے معاملات میں حسین سے حسین عورت بھی کبھی انہیں نہ جھکا سکی تھی۔

سر خالد جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی نوجوان اور انتہائی خوب صورت لڑکی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تو واقعی ششدر سے رہ گئے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ آنے والی جنیفڈا اس قدر خوب صورت اور طرحدار بھی ہوگی۔

"میں عظیم سر خالد کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش کرتی ہوں"۔۔۔۔ اس نوجوان لڑکی نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سر خالد کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔ اور سر خالد کو اس کی آواز سن کر یوں محسوس ہوا جیسے دور کہیں مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج اٹھی ہوں اس لڑکی کی آواز بھی اس کے سراپے کی طرح بے حد حسین اور دلکش تھی۔ حالانکہ فون پر آواز اس قدر دلکش محسوس نہ ہوئی تھی۔

"اوہ مس جنیفڈا۔ آپ کس قدر حسین ہیں۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید کوئی بوڑھی عورت آئے گی۔ لیکن آپ تو خود حسن کے معاملے میں نوادر ہیں"۔۔۔۔ سر خالد نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" اس تعریف کا شکریہ سر خالد۔ ویسے سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کو دیکھنے سے پہلے میرے تصور میں آپ کا سراپا بھی کچھ اس قسم کا تھا کہ شاید آپ بہت بوڑھے اور رعشہ زدہ ٹائپ کے آدمی ہوں گے لیکن آپ تو جوانوں کو بھی مات کرتے ہیں "۔۔۔ جنیفر نے بڑے رومانی سے لہجے میں کہا تو سر خالد کے چہرے پر اپنی تعریف سے چمک سی آگئی۔

" شکریہ۔ تشریف رکھیے۔ واقعی آپ سے مل کر مجھے بیحد مسرت ہوئی ہے "۔۔۔ سر خالد نے کہا اور جنیفر مسکراتی ہوئی واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔ سر خالد سامنے والے صوفے بیٹھے اُسے غور سے دیکھنے لگے۔

" سر خالد میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ بے حد مصروف رہتے ہیں "۔۔۔ جنیفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں مس جنیفر ! میرا کام انتہائی خشک اور بور ٹائپ کام ہے اور اکیلے رہتے رہتے میں خود بھی تنگ آجاتا ہوں۔ ایسے وقت میں اگر آپ جیسی خوب صورت حسینہ کے ساتھ چند لمحے گزارنے کا موقع مل جائے تو اسے میں اپنی خوش قسمتی ہی سمجھتا ہوں "۔۔۔ سر خالد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اُسی لمحے ملازم ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ اور اس نے ٹرالی پر رکھے ہوئے مشروب کے دو گلاس اٹھا کر ان کے سامنے

رکھ دیئے۔

" لیجیے۔ یہ میرے ملک کا سب سے لذیذ اور فرحت بخش مشروب ہے "۔۔۔ سر خالد نے کہا اور خود بھی ایک گلاس اٹھا لیا۔

" شکریہ "۔۔۔ جنیفر نے کہا اور پھر ایک چسکی لینے کے بعد اس نے واقعی دل کھول کر مشروب کی تعریف کرنی شروع کر دی۔

" وہ زیور کیا آپ مجھے دکھائیں گی "۔۔۔ سر خالد نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں "۔۔۔ جنیفر نے کہا اور پھر ہاتھ میں موجود پرس کھول کر اس نے ایک خوب صورت سی ڈبی نکالی اور اُسے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر خالد کی طرف بڑھا دیا۔

سر خالد نے ڈبی لے کر اُسے کھولا تو ان کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی لہرا اٹھی۔ ڈبی میں ایک چھوٹا سا زیور رکھا ہوا تھا۔ اور اُسے ایک نظر دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ جنیفر واقعی درست کہہ رہی ہے یہ ہزاروں سال پرانا زیور ہے۔ اس زمانے کا جب دنیا پر تانبے کا دور تھا۔ اور ہر چیز تانبے سے بنائی جاتی تھی۔ تاریخی لحاظ سے اس زیور کا تعلق ایشیا کی ہی قدیم تاریخ سے تھا۔ قدیم تاریخ کی جس ملکہ کا یہ سیٹ تھا۔ اس ملکہ کا ایک بت کھدائی میں مل چکا تھا۔ اس کے گلے میں اس کا پورا سیٹ موجود تھا۔ جو اس جیسے چھوٹے تین ٹکڑوں پر مشتمل تھا۔ لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے ان تینوں میں

سے ایک بھی دستیاب نہ ہو سکا تھا اور اب اچانک ان میں سے ایک ان کی نظروں کے سامنے تھا اور وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"مس جنیڈا۔ یہ آپ کو کہاں سے ملا ہے"۔۔۔ سر خالد نے پوچھا۔ زیور کو دیکھتے ہی ایک لحاظ سے وہ وقتی طور پر جنیڈا کا حسن بھی بھول گئے تھے۔

"سر خالد۔ پہلے آپ یہ بتائیں کہ میں نے جو کچھ فون پر آپ سے کہا تھا وہ درست ہے یا نہیں"۔۔۔ جنیڈا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں درست ہے مس جنیڈا۔ یہ واقعی دنیا کا انتہائی قیمتی نوادر ہے۔ تاریخی لحاظ سے اس کا پورا سیٹ ہونا چاہیے۔ بہرحال یہ ٹکڑا بظاہر اس سیٹ کا ایک حصہ ہے۔ آپ نے بتایا نہیں کہ یہ آپ کو کہاں سے ملا ہے"۔۔۔ سر خالد نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اسے میں نے ایک سیاح سے خریدا ہے۔ اسے یہ آپ کے ملک کے مشہور تاریخی قلعہ راکاس سے ملا تھا"۔۔۔ جنیڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خریدا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا آپ نوادرات کے بارے میں کچھ جانتی ہیں"۔۔۔ سر خالد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ کچھ کچھ جانتی ہوں۔ لارڈ کلاڈس سے تو آپ واقف

ہی ہوں گے"۔۔۔ جنیڈا نے کہا اور سر خالد لارڈ کلاڈس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"لارڈ کلاڈس۔ ہاں۔ انہیں کون نہیں جانتا۔ مگر۔۔۔۔۔"۔۔۔ سر خالد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ان کی سیکرٹری بھی رہی ہوں اور شاگرد بھی"۔۔۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ پھر تو آپ واقعی اس بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں گی"۔۔۔ سر خالد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن بہرحال آپ کے سامنے تو میری حیثیت طفلِ مکتب کی سی ہے"۔۔۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر خالد کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

"اب آپ کیا چاہتی ہیں۔ مجھے کھل کر بتائیں۔ میں ہر لحاظ سے آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ سر خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر خالد۔ اگر آپ واقعی مدد کرنا چاہتے ہیں تو پہلی بات تو یہ کہ اس کی اہمیت کے بارے میں اپنی تصدیق شدہ رائے دے دیں۔ دوسری بات یہ کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس راکاس کی قدیم بنیادوں سے ملنے والا ملکہ توری کا ایک بت ہے۔ جس کے گلے میں ان زیورات کا سیٹ بنا ہوا ہے۔ آپ وہ بت مجھے فروخت کر دیں۔ جو قیمت آپ چاہیں میں ادا کر دوں گی۔ نقد رقم کے علاوہ بھی آپ جو چاہیں"۔۔۔ جنیڈا

نے بڑے بے باکانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"مس جنیڈا۔ جہاں تک اس کی اہمیت کے بارے میں رائے کا تعلق ہے تو میں اسے اپنی لیبارٹری میں باقاعدہ چیک کروں گا۔ اس کے بعد اگر یہ اصلی ثابت ہوا تو ضرور اپنی تصدیق شدہ رائے دوں گا۔ اور آپ کی یہ بات درست ہے کہ وہ تاریخی بت میرے پاس موجود ہے۔ لیکن میں ایسے نوادر فروخت نہیں کیا کرتا۔ اس لئے اس معاملے میں آپ مزید کوئی بات نہ کریں گی" ـــــ سر خالد نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ ظاہر ہے اس سلسلہ میں آپ کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن میری ایک درخواست تو بہر حال آپ کو ماننی ہی پڑے گی۔ کہ آپ مجھے اس تاریخی بت کو دیکھنے کا موقع ضرور دیں گے" ـــــ مس جنیڈا نے کہا۔
"بت تو میں اپنے خاص کمرے سے باہر نہیں نکال سکتا۔ البتہ اس کا فوٹو میں آپ کو دے سکتا ہوں اور یہ زیور آپ میرے پاس چھوڑ جائیں۔ کل اس سلسلے میں میں اپنی رائے اور زیور آپ کو دے دوں گا" ـــــ سر خالد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ ابھی اس پر اپنی رائے دے دیں اور ساتھ ہی اپنے خاص کمرے میں مجھے لے جا کر وہ بت بھی دکھا دیں۔ اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس ہو رہا

ہو۔ تو میں اس کے لئے ضمانت دینے کے لئے تیار ہوں" ـــــ جنیڈا نے بھی اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ضمانت ـــــ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ کیسی ضمانت" سر خالد نے چونک کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"اس بات کی ضمانت کہ میں آپ کے لئے یا آپ کے خاص کمرے یا نوادرات کے لئے کسی قسم کا کوئی خطرہ پیدا نہ کروں گی۔ آپ سر رحمان کے لڑکے علی عمران سے تو واقف ہیں" ـــــ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"علی عمران۔ اوہ آپ علی عمران کو جانتی ہیں" ـــــ سر خالد عمران کا نام سن کر بری طرح چونک پڑے تھے۔
"نہ صرف جانتی ہوں بلکہ اگر آپ چاہیں تو ابھی انہیں فون کر کے میرے متعلق پوچھ سکتے ہیں۔ میں اس تاریخی بت کو اپنی آنکھوں سے ایک بار دیکھنا چاہتی ہوں۔ بہر حال یہ میری زندگی کی ایک خواہش ہے۔ چاہے یہ کسی بھی طرح پوری ہو" ـــــ جنیڈا نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"علی عمران کو اس مضمون پر واقعی بے حد وسیع نالج ہے۔ اور میں اس نوجوان کی صلاحیتوں سے بے حد متاثر ہوں۔ دو سال قبل سر رحمان کے ایک گھریلو فنکشن میں میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ کو شاید علم نہ ہو سر رحمان سے ہمارے انتہائی قریبی خاندانی تعلقات رہے ہیں۔ یہ علی عمران ویسے تو انتہائی لاابالی، شریر اور شگفتہ مزاج نوجوان نظر آتا ہے۔ لیکن جب

اس نے اسس موضوع پر بات کی تو آپ یقین کیجئے۔ کہ مجھے یوں
محسوس ہوا جیسے میں اس کے مقابلے میں طفلِ مکتب ہوں میر
نے گزشتہ دنوں اپنے ایک ریسرچ پیپر میں اس واقعے
بطور حوالہ ذکر کرتے ہوئے اسس عمران کی بے پناہ معلومات
ذکر بھی کیا تھا۔ مجھے بہرحال یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے ک
اس عمران سے آپ کے تعلقات تو ایسے ہیں کہ وہ آپ کی ضمانت
دے سکتا ہے۔ لیکن مس جنیڈا میں اسس معاملے میں ایک تو
انتہائی اصول پسند واقع ہوا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ میں
نے اپنی لیبارٹری یا کمرہ جو آپ کہہ لیں۔ اس کے حفاظتی
انتظامات اس طرز پر کئے ہوئے ہیں کہ اب میں بھی چاہوں تو وہا
کسی آدمی کا داخلہ ممکن نہیں ہے"۔۔۔۔ سر خالد نے کہا۔

" چلیئے یہ تو آپ کر سکتے ہیں کہ اسس بت کو اپنے کمرے سے
یہاں لے آیئے۔ میں اسے دیکھ لوں پھر آپ واپس لے جایئے
اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اصل بات میں آپ کو بتا دوں کہ
عمران اور میں مل کر ان نوادرات کی تلاش کر رہے ہیں۔ اور
اس نوادر کی بھی میں اکیلی مالک نہیں ہوں عمران بھی اس میں میرا
شریک ہے۔ اور اس کے دوسرے دو ٹکڑوں کی تلاش کے لئے
ہمیں اسس بت کو بغور دیکھنا بے حد ضروری ہے۔ عمران
صاحب نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کے پاس جاؤں اور اسے
دیکھ لوں۔ کیونکہ وہ کسی اور اہم کام میں مصروف ہیں۔ ورنہ وہ
میرے ساتھ آتے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اگر سر خالد کو

تذبذب ہو تو میری ان سے فون پر بات کرا دیں"۔۔۔ جنیڈا نے
تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے۔ لیکن اگر عمران ساتھ آجاتا تو مجھے
زیادہ خوشی ہوتی"۔۔۔ سر خالد نے قدرے تذبذب بھرے
لہجے میں کہا۔

" اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں فون کر کے آپ سے
بات کرا دوں"۔۔۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے کرا دیں۔ میں ان سے خود بھی اسس بارے
میں بات کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ سر خالد نے کہا اور جنیڈا
نے جلدی سے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور
اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ہیلو۔۔۔ میں جنیڈا اسپارک بول رہی ہوں"۔۔۔
رسیور اٹھنے کی آواز سنتے ہی جنیڈا بول پڑی۔

" اوہ۔ آپ۔ ویسے میرا کھانا ابھی پوری طرح ہضم نہیں ہوا۔
نجانے یہ ہوٹل رمیزے والے کھانوں میں کیا ڈال دیتے ہیں۔
یوں لگ رہا ہے جیسے کھانے کی بجائے کوہ سلیمان کے پتھر
معدے میں موجود ہوں۔ البتہ اب شاید آپ کی دلکش آواز
سن کر یہ پتھر موم ہو جائیں تو اور بات ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ
خوب صورت آواز سن کر پتھر بھی موم ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسئلہ تو
پھر بھی وہی رہے گا۔ موم بھی آسانی سے ہضم نہیں ہو سکتی"
عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ چونکہ جنیڈا نے رسیور

پوری طرح کان سے نہ چپکایا تھا۔ اس لئے ہلکی سی آواز سر خا
کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی۔ وہ عمران کی اس شوخ گفتگو پر
بے اختیار مسکرا رہے تھے۔

"یہ تو اچھا ہوا عمران کہ ابھی تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوا۔ ا
تم سنجیدہ ہو۔ تب ہی اس رفتار سے گفتگو کر رہے ہو۔ اگر
کھانا ہضم ہو چکا ہوتا تو پھر تمہاری بات کرنے کی سپیڈ
ہوتی" ـــــ جنیفرا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر تو میں بھوک سے نڈھال ہو چکا ہوتا۔ پھر ہائے بھوک
ہائے بھوک کے الفاظ ہی نکلتے" ـــــ دوسری طرف سے
عمران نے جواب دیا۔ اور جنیفرا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"سنو عمران۔ سر خالد سے میری بات ہو گئی ہے وہ اب
تم سے بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ جنیفرا نے یک لخت سنجید
ہوتے ہوئے کہا۔ اور رسیور سر خالد کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو عمران۔ میں خالد بول رہا ہوں۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا
کہ مجھ سے ملنے آؤ گے۔ لیکن پھر تمہاری آمد ہی نہ ہوئی" ـــــ
سر خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی آپ کے شایان شان نوادر ملتا تو میں حاضر ہوتا ویسے
آپ کے متعلق لوگ سچ کہتے ہیں کہ نوادر خود اپنے قدموں چل
کر آپ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ چاہے اُسے گریٹ لینڈ سے
ہی کیوں نہ آنا پڑے" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے
مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سر خالد بے اختیار ہنس

[پڑ]ے وہ عمران کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ عمران جنیفرا
کو نوادر کہہ رہا ہے۔

"مس جنیفرا واقعی حسن میں نوادر کا ہی درجہ رکھتی ہیں۔ اور
مجھے خوشی ہے کہ تمہارے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔ لیکن اب
یہ ضد کر رہی ہیں کہ میں انہیں ملکہ توری کا بت دکھا دوں" ـــــ
سر خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھنے دکھانے میں تو کوئی حرج نہیں ہوتا سر خالد ۔
اصل مسئلہ تو اس کے بعد شروع ہوتا ہے" ـــــ دوسری
طرف سے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور سر خالد اس
کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑے۔

"کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں کیسا مسئلہ" ـــــ سر
خالد نے کہا۔

"ابھی آپ کی شادی جو نہیں ہوئی۔ ورنہ دیکھنے دکھانے کا
مسئلہ بھی آپ کی سمجھ میں آجاتا۔ بہرحال اسے کھانے پینے
کا مسئلہ کہتے ہیں۔ چاہے جوتے کھانے پڑیں یا غصہ پینا
پڑے" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے جواب دیا اور سر
خالد اب اس کی بات کا مطلب سمجھے اور اس کے ساتھ ہی
ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"میں سمجھ گیا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ تو پھر میں مس جنیفرا کو
ملکہ توری کا بت دکھا دوں۔ گو یہ میرے اصول کے تو خلاف
ہے۔ لیکن میں تمہاری ذہانت کی قدر کرتا ہوں" ـــــ سر خالد

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس جنیفڑا اگر کچھ دیکھنا چاہتی ہیں اور آپ کچھ دکھانا چاہتے ہیں تو اس میں میرا کیا دخل آگیا۔ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" اس بار عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تمہارا دخل اس لئے ضروری ہے کہ بہرحال مس جنیفڑا میرے لئے اجنبی ہیں" ___ سر خالد نے کہا۔

"چند دن یہ سلسلہ جاری رہا تو بہرحال اجنبیت ختم ہو جائے گی۔ اتنا میں جانتا ہوں" ___ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

"او کے۔ میں سمجھ گیا۔ شکریہ" ___ سر خالد نے قدرے جھنیپتے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے مس جنیفڑا۔ آپ یہاں تشریف رکھیں۔ میں وہ بت لے آتا ہوں اور اس کی تصویر بھی۔ لیکن اس زیور کے بارے میں حتمی رائے میں ایک دو روز میں ہی دے سکوں گا" سر خالد نے رسیور رکھ کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے سر خالد۔ آپ بے شک اسے دس روز اپنے پاس رکھیں۔ بس وہ بت مجھے دکھا دیں۔ یہ میری حسرت بھی ہے اور خواہش بھی" ___ جنیفڑا نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر خالد سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور پھر زیور والی ڈبیا لے کر وہ ڈرائنگ روم کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ مس جنیفڑا نے جس طرح اس قیمتی ترین زیور کے سلسلہ

میں ان پر اعتماد کا اظہار کیا تھا اس سے بھی انہیں اپنی شخصیت پر بے حد فخر محسوس ہوا تھا۔

"تو اس بار کاریکا کا ٹارگٹ سر خالد ہیں۔ لیکن مجھے فون کرنے سے جنیفڑا کا کیا مقصد ہو سکتا ہے" ___ عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس بار جنیفڑا اور اس کے ساتھیوں نے واقعی اسے ذہنی طور پر بے حد الجھا کر رکھ دیا تھا۔ کسی بات کا کوئی سر پیر ہی نظر نہ آتا تھا۔ پہلے فوزیہ اور اس کے باپ کی کارروائی پھر مادام روز کی طرف سے تانبے کی کان کے بارے میں خط اور اب جنیفڑا کا یہ فون دیلیے اگر اسے معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے کاریکا کا اصل فیلڈ معلوم نہ ہو جاتا تو لازماً مزید الجھ جاتا۔ لیکن اب بھی بہرحال الجھن دور نہ ہوئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے جب تک

کوئی واضح بات سامنے نہ آتی وہ جنیفڑا کے خلاف کوئی ایکشن نہ لے سکتا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ بلیک زیرو کے حکم پر جنیفڑا کی بھرپور نگرانی کی جا رہی ہو گی۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اگر جنیفڑا کوئی واردات کرے گی تو بہرحال وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو سکے گی۔ اس لئے بھی اس نے دیکھنے کی حد تک سر خالد کو ایک طرح اجازت دے دی تھی تاکہ جو کچھ بھی ہو کم از کم کھل کر سامنے تو آ جائے۔ کم از کم اس مسلسل الجھن سے تو نجات مل جائے گی۔ اور پھر اُسے رسیور رکھے آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہو گا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب ایک طرف رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان کے نہ ہونے کی وجہ سے واقعی اُسے بے حد ڈسٹربنس محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن سلیمان کی ہمشیرہ بیمار تھی۔ اس لئے سلیمان نے چھٹی لے لی تھی اور یہ ایسی مجبوری تھی کہ اُسے بہرحال برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔ عمران نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے جنیفڑا کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"مجھے یقین ہے تم نے اپنی ممی سے فرینڈ شپ کی اجازت لے لی ہو گی"۔۔۔ جنیفڑا نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو میں جواب میں ان کی جوتیاں کھانے کی ہمت اکٹھی کر رہا ہوں مس جنیفڑا اسپارک۔ بہرحال آیئے۔ تشریف لایئے"۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

جنیفڑا ہنستی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"کیا واقعی تمہاری ممی تمہیں جوتیاں مارتی ہیں۔ کمال ہے"۔۔۔ جنیفڑا نے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس میں کمال کی کون سی بات ہے مس جنیفڑا۔ ہمارے مشرق میں ماں کے قدموں تلے جنت کا تصور موجود ہے اور قدموں تلے جوتیاں ہی ہوتی ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور جنیفڑا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"واقعی مشرق ہر لحاظ سے مغرب سے منفرد ہے۔ بہرحال میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں کہ تم نے سر خالد کو میری سفارش کر دی اور انہوں نے مجھے دنیا کا قیمتی ترین نوادر ملکہ توری کا بت دیکھنے کی اجازت دے دی۔ یقین کرو۔ مجھے بے حد خواہش تھی ملکہ توری کے اس بت کو دیکھنے کی۔ سر خالد کسی طرح بھی تیار ہی نہ ہو رہے تھے۔ لیکن تمہاری وجہ سے تیار ہو گئے"۔۔۔ جنیفڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے کہتیں میں ساتھ چل کر آپ کو ملکہ توری تو کیا ملکہ حسن کا مجسمہ دکھا دیتا۔ آپ نے خواہ مخواہ اتنی سی بات کے لئے اتنا لمبا چکر چلایا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور جنیفڑا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ممی نے مجھے بتایا تھا کہ تم بے حد ذہین نوجوان ہو۔ لیکن سچی بات کر دوں مجھے تم میں ذہانت نام کی کوئی چیز ابھی تک نظر نہیں آئی۔ اچھا اب مجھے اجازت۔ میں صرف تمہارا شکریہ

ادا کرنے آئی تھی۔ ابھی میں کچھ روز یہاں ہوں۔ کبھی آؤ ہوٹل۔ اس بار ایسا کھانا کھلواؤں گی جو جلد ہضم ہو جائے گا" ـــــ جنیفڑا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے۔ اتنی جلدی کہاں چل دیں۔ بیٹھو۔ میں تمہارے لئے مشروب لے آتا ہوں۔ باورچی تو چھٹی پر ہے ورنہ تمہیں ڈنر کے لئے روکتا۔ اور ڈنر میں مونگ کی دال کھلاتا جو قطعی ثقیل نہیں ہوتی۔ فوراً ہضم ہو جاتی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

" شکریہ۔ پھر کبھی سہی۔ گڈ بائی" ـــــ جنیفڑا نے مسکرا کر کہا۔ اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔

" جب آپ گریٹ لینڈ جائیں تو مادام روز کو میرا سلام دینا۔ اور انہیں کہہ دینا کہ ذہانت کے لئے صرف حسین ہونا ہی کافی نہیں ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جنیفڑا اس کی بات سن کر تیزی سے پلٹی۔ اس نے ایک نظر عمران کو گھور کر دیکھا۔ دوسرے لمحے بے اختیار ہنس دی۔

" ٹھیک ہے۔ پیغام پہنچ جائے گا" ـــــ جنیفڑا نے کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران ہونٹ بھینچے اس کے پیچھے تھا۔

" گڈ بائی۔ مجھے یقین ہے جلد ہی تمہیں احساس ہو جائے گا کہ ذہانت دراصل ہوتی کیا ہے" ـــــ جنیفڑا نے کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے چلی گئی۔ عمران

ہونٹ بھینچے چند لمحوں تک دروازے میں ہی خاموش کھڑا رہا۔ پھر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے مڑا اور اس نے سب سے پہلے الماری میں سے جدید گائیگر نکالا اور اس گائیگر کی مدد سے اس نے بیرونی دروازے سے لے کر ڈرائنگ روم تک ہر وہ جگہ اچھی طرح چیک کر ڈالی جہاں سے جنیفڑا گزری تھی۔ یا جہاں بیٹھی تھی۔ لیکن گائیگر مسلسل خاموش ہی رہا۔ عمران کے چہرے پر اب گھمبیر سنجیدگی طاری تھی۔ جنیفڑا واقعی اس کے لئے انتہائی پر اسرار ثابت ہو رہی تھی۔ گائیگر ایک طرف رکھ کر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔

" یس ـــ انکوائری پلیز" ـــــ دوسری طرف سے چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" سر خالد کی رہائش گاہ کا نمبر دیجیئے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

" یس ـــ خالد ہاؤس" ـــــ دوسری طرف سے کسی ملازم کی آواز سنائی دی۔

" سر خالد سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" جی بہتر۔ ہولڈ کیجیئے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد سر خالد کی آواز رسیور پر گونجی۔

"ہیلو ۔۔۔ خالد بول رہا ہوں" ۔۔۔ سر خالد کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

"سر خالد۔ مس جنیڈا آپ کے پاس آئی تھی۔ واپس چلی گئی ہے یا آپ کے پاس ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر یہ بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی دس منٹ پہلے واپس گئی ہے۔ کیوں خیریت" ۔۔۔ سر خالد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کیا وہ ملکہ توری کا بت ساتھ لے گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ساتھ کیوں لے جاتی۔ اس قدر قیمتی نوادر میں اس کے حوالے کیسے کر سکتا تھا۔ وہ تو بضد تھی کہ میں اسے اپنے خاص کمرے میں لے جاؤں۔ لیکن ظاہر ہے ایسا ناممکن تھا۔ اس لئے جب تم نے بھی اس سے واقفیت کا اظہار کر دیا تو میں نے البتہ اتنا کیا۔ کہ مادام توری کا بت خاص کمرے سے لا کر یہاں ڈرائنگ روم میں اُسے دکھا دیا۔ وہ اسے کچھ دیر غور سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اسے شکریے کے ساتھ واپس کر دیا۔ البتہ اس کی تصویر اس نے اپنے پرس میں رکھ لی تھی۔ پھر وہ شکریہ ادا کر کے واپس چلی گئی۔ لیکن بات کیا ہے۔ تم آخر اس لہجے میں یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ سر خالد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا اس دوران آپ ڈرائنگ روم میں ہی موجود رہے تھے یا آپ کہیں اٹھ کر چلے گئے تھے۔ چاہے ایک منٹ کے لئے

ہی کیوں نہ گئے ہوں" ۔۔۔ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں بھلا اس قدر قیمتی نوادر اپنی آنکھوں سے اوجھل کیسے ہونے دے سکتا تھا۔ میں اس کے سامنے بیٹھا رہا اور جب وہ چلی گئی تو میں نے وہ بت دوبارہ اپنے خاص کمرے میں پہنچا دیا۔ البتہ وہ اپنا ایک قیمتی ترین نوادر مجھے دے گئی ہے وہ بھی میرے پاس ہے" ۔۔۔ سر خالد نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کون سا نوادر۔ ذرا تفصیل بتائیں" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔ جواب میں سر خالد نے اس زیور کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

"کیا یہ زیور وہ آپ کو فروخت کر گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں نے صرف اس کی اہمیت کے بارے میں تصدیقی سرٹیفکیٹ دینا ہے۔ میں نے اُسے کہا ہے کہ ایک دو روز اس میں لگیں گے۔ کیونکہ مجھے اسے ہر لحاظ سے چیک کرنا پڑے گا۔ آج کل نقلی نوادرات بھی تو تیار ہونے لگ گئے ہیں" ۔۔۔ سر خالد نے کہا۔

"وہ زیور آپ اپنے خاص کمرے میں تو نہیں لے گئے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں اس وقت اپنے خاص کمرے سے ہی فون پر تم سے بات کر رہا ہوں اور زیور میرے پاس موجود ہے میں اس پر کام شروع ہی کرنے والا تھا کہ تمہارا فون آ گیا۔ کیوں کیا

بات ہے"۔۔۔۔ سر خالد کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"سر خالد۔ آپ یہ زیور اور وہ بت دونوں لے کر فوری طور پر اپنے خاص کمرے سے باہر آجائیں۔ میں خود وہیں آرہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ اس زیور کے اندر کوئی ایسی مشینری موجود ہو۔ جس سے آپ کی ذات یا اس خاص کمرے کو کوئی نقصان پہنچ جائے"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کی بات سن کر سر خالد بے اختیار ہنس پڑے۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے اس زیور کو خاص کمرے میں لے جانے سے پہلے پوری طرح چیک کر لیا تھا۔ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہوں۔ بغیر کمپیوٹر چیکنگ کے میں کبھی کوئی چیز اپنے خاص کمرے میں نہیں لے جاتا اور وہ ہر لحاظ سے او۔ کے ہے"۔۔۔۔ سر خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہوگی۔ لیکن میں اسے خود چیک کرنا چاہتا ہوں۔ میں جلد ہی آپ کے پاس آرہا ہوں۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور رکھا۔ اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب سے فوزیہ والا قصہ ہوا تھا وہ عام ٹیلی فون سے دانش منزل فون کرنے سے گریز کر رہا تھا۔ حالانکہ باوجود سخت ترین چیکنگ کے اُسے کسی قسم کے آلے کی فلیٹ یا فون میں موجودگی کا علم نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود نجانے کیوں اس کی چھٹی حس مسلسل سائرن بجائے چلی جا رہی تھی اور وہ اب واقعی اس سارے گورکھ دھندے

کے ہاتھوں زچ ہو گیا تھا۔

سپیشل روم میں جا کر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ جنیٹا کی نگرانی کی کوئی رپورٹ ملی ہے تمہیں"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے جولیا نے فون پر رپورٹ دی ہے۔ صفدر جنیٹا کی نگرانی کر رہا ہے۔ جنیٹا ہوٹل ریمبز سے جہاں وہ ٹھہری ہوئی ہے۔ ٹیکسی پر بیٹھ کر ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر ستانوے گئی۔ یہ کوٹھی سر خالد کی ہے جو آثار قدیمہ کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر ہیں۔ وہ وہاں ڈیڑھ گھنٹے تک رہی۔ اس کے بعد وہ باہر آئی اور ایک بار پھر ٹیکسی لے کر وہ آپ کے فلیٹ پر پہنچی۔ وہاں بقول صفدر اس نے ٹیکسی آپ کے فلیٹ کے نیچے روکے رکھی اور چند منٹوں بعد ہی واپس آگئی۔ اور پھر وہاں سے سیدھی ہوٹل ریمبز پہنچی اور ابھی تک اپنے کمرے میں ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل میں اس کا فون چیک کرایا ہے صفدر نے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اور بقول صفدر۔ نہ ہی اس نے کسی کو فون کیا اور

نہ اُسے کوئی فون موصول ہوا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ صفدر کے ساتھ کسی اور ممبر کو بھی بھیج دو۔ اس کی چوبیس گھنٹے اور مکمل نگرانی کراؤ۔ بہرحال میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب خود جا کر اس سے صاف صاف باتیں کی جائیں۔ اس کے سوا اب اور کوئی چارہ نہیں رہا" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ سپیشل کمرے سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ارباب کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ وہ جنیفڈا سے کھل کر بات چیت کرنے سے قبل سر خالد سے نہ صرف بات چیت کرنا چاہتا تھا بلکہ ایک نظر اس زیور اور اس بت کو بھی دیکھ لینا چاہتا تھا۔ ملازم نے اس کا نام سنتے ہی اُسے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا۔ اور چند لمحوں بعد سر خالد ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" سر خالد۔ وہ زیور اور وہ بت مجھے دکھا دیجئے" ـــــ رسمی علیک سلیک کے بعد عمران نے اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

" میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ مجھے تم نے خود ہی فون پر کہا کہ جنیفڈا کو میں وہ بت دکھا دوں اور اب تم خود ہی پریشان ہو رہے ہو۔ آخر مسئلہ کیا ہے۔ کھل کر کیوں نہیں بتلاتے" سر خالد کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

" سر خالد مسئلہ ہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہرحال مختصر طور پر اتنا بتا دیتا ہوں کہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ جنیفڈا کا تعلق گریٹ لینڈ کی ایک ایسی مجرم تنظیم سے ہے جو نوادرات چوری کر کے انہیں خفیہ طور پر فروخت کرتی ہے۔ جنیفڈا یہاں میری ایک واقف کار کا حوالہ لے کر آئی۔ لیکن اس نے کوئی واضح بات نہ کی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس نے جو کچھ کرنا ہے۔ اُسے کر لینے دیا جائے۔ تاکہ کم از کم اس کا اصل مقصد تو سامنے آ سکے۔ ویسے وہ شروع سے لے کر اب تک انٹیلی جنس کی نظروں میں ہے۔ لیکن آپ سے ملنے کے بعد وہ سیدھی میرے فلیٹ پر آئی اور میرا شکریہ ادا کیا کہ میری وجہ سے اُسے وہ بت دیکھنے کو مل گیا۔ لیکن اس کا چہرہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ اپنا کوئی خاص مشن پورا کر چکی ہے۔ لیکن وہ مشن کیا ہے بس یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ پہلے میرا خیال تھا کہ شاید اس نے وہ بت کسی طرح تبدیل کر لیا ہے۔ یا پھر اس زیور میں کوئی خاص بم یا کوئی اور چیز رکھ کر اُسے آپ کے خاص کمرے میں پہنچانے کا بندوبست کیا گیا ہے شاید اس سے وہ کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتی ہو۔ لیکن آپ کی اس بات نے مسئلہ اور الجھا دیا ہے کہ وہ زیور ہی صاف ہے۔ اور بت بھی اس نے تبدیل نہیں کیا۔ تو پھر آخر کار وہ آپ کے پاس کیا کرنے آئی تھی۔ پھر آپ بتا رہے ہیں کہ وہ قیمتی ترین زیور بھی آپ کو دے کر چلی گئی ہے۔ اس کے اس پر اسرار مشن کا تعلق اس زیور یا اس بت سے کسی نہ کسی طرح ہے۔ یہی وجہ ہے۔

کہ میں خود اس زیور اور بت کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور سر خالد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" مجرم تنظیم جو نوادرات چراتی ہے۔ اوہ کہیں جنیٹرا کا تعلق کاریکا سے تو نہیں"۔۔۔۔ سر خالد نے کہا تو عمران ان کے منہ سے کاریکا کا سن کر مزید چونک پڑا۔

" آپ کو کاریکا کے بارے میں علم ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں میں نے سنا ہوا ہے کہ گریٹ لینڈ میں اس نام کی کوئی مجرم تنظیم ہے۔ جو نوادرات چوری کرنے کا دھندہ کرتی ہے۔ بس اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں ہے"۔۔۔۔ سر خالد نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ پلیز مجھے یہ دونوں چیزیں لا کر دکھا دیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات میری سمجھ میں آجائے جس سے یہ عقدہ حل ہو سکے کہ جنیٹرا کا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" کیا تمہارا تعلق انٹیلی جنس سے ہے"۔۔۔۔ سر خالد نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرا انٹیلی جنس سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا سپرنٹنڈنٹ میرا دوست ہے۔ میں اس کی مدد کے لئے اکثر کام کرتا رہتا ہوں اور جنیٹرا کا کیس بھی انٹیلی جنس کے پاس ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر خالد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کی واپسی تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں تانبے کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا پرانا بت تھا۔ اور ساتھ ہی ایک خوبصورت ڈبیا۔ ایسی ڈبیا جس میں زیورات وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔

" یہ لو۔ خود دیکھ لو۔ تمہاری پراسرار باتوں نے تو مجھے بھی چکرا دیا ہے"۔۔۔۔ سر خالد نے بت اور ڈبیا عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے پہلے وہ بت اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ آرکیالوجی میں اُسے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ اس لئے بت کو دیکھتے ہی اُسے احساس ہو گیا کہ بت واقعی انتہائی قدیم اور قیمتی نوادر ہے۔

" تو یہ ہے ملکہ توری کا مجسمہ۔ اس کا تعلق کہاں سے ہے" عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں سر خالد نے مختصر طور پر اُسے بتا دیا کہ یہ راکاس قلعے کی قدیم بنیادوں کی کھدائی کے دوران برآمد ہوا ہے۔ اور ہزاروں سال پرانا ہے۔ تانبے کے دور سے اس کا تعلق ہے۔ پھر زیور کے بارے میں انہوں نے بتا دیا کہ جو زیور جنیٹرا لے آئی ہے یہ وہی زیور ہے جو اس مجسمے کی گردن میں موجود نظر آرہا ہے۔ اور عمران راکاس قلعے کا نام سن کر مزید چونک پڑا۔ کیونکہ راکاس قلعہ بھی مغربی پہاڑی علاقے میں تھا۔ وہی علاقہ جہاں تانبے کی کان دریافت ہوئی تھی اور جس کی فائل حاصل کرنے کی اطلاع مادام روز کی طرف سے

جنیڈا لے کر آئی تھی۔

عمران نے مجسمہ رکھ کر ڈبیا اٹھا کر کھولی اور پھر اس کے اندر موجود زیور کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔ یہ واقعی وہی زیور تھا۔

"کیا آپ نے اسے چیک کیا ہے۔ اصلی ہے یہ" ___ عمران نے کہا۔

"فی الحال تو سرسری طور پر دیکھا ہے۔ اصلی ہی لگتا ہے" ___ سر خالد نے کہا۔ اور عمران نے جیب سے ایک بال پوائنٹ نکالا۔ اور اس کے پچھلے حصے کو پریس کر کے اس کی نوک اس نے اس زیور سے لگا دی۔ لیکن قلم پر موجود چھوٹا سا بلب روشن نہ ہوا۔ تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے قلم ہٹا کر واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس زیور کے اندر کسی قسم کی کوئی مشینری وغیرہ موجود نہیں ہے۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اسے اچھی طرح چیک کریں اور مجھے اجازت دیجئے" ___ عمران نے زیور ڈبیا میں رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب زیادہ اچھی طرح چیک کروں گا۔ ویسے اگر جنیڈا کے کسی پر اسرار چکر کے بارے میں کوئی معلومات ملیں تو مجھے ضرور بتانا۔ اب تو میرے ذہن میں بھی تجسس جاگ اٹھا ہے" ___ سر خالد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ___ عمران نے کہا۔ اور پھر سر خالد سے مصافحہ کر کے وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر پورچ میں موجود

اپنی کار میں آ کر بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ شاید زندگی میں پہلی بار عمران اس بری طرح الجھ گیا تھا کہ اس کا ذہن ایک لحاظ سے ماؤف ہی ہو کر رہ گیا تھا۔

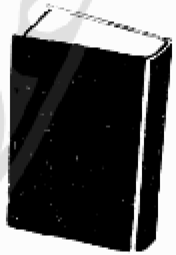

جنیڈا ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے اس نے کوئی عظیم الشان سلطنت ایک قطرہ خون بہائے بغیر ہی فتح کر لی ہو۔ اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر سیدھی ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ٹیلی فون پیس اٹھا کر اس کے نیچے دیکھا تو وہ چھوٹی سی بیٹری فون کے نیچے چپکی ہوئی موجود تھی۔ جنیڈا نے فون کو دوبارہ میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور

تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"جنیڈا بول رہی ہوں" ـــــ جنیڈا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ پاسٹر بول رہا ہوں" ـــــ اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا رزلٹ رہا۔ رپورٹ دو" ـــــ جنیڈا نے تیز لہجے میں کہا۔

"وکٹری مادام" ـــــ دوسری طرف سے پاسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا تو جنیڈا کا چہرہ اور زیادہ چمک اٹھا۔

"تھینک گاڈ۔ مجھے بھی یہی توقع تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ملکہ توری کے خفیہ خزانے کا راز ہم آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں" ـــــ جنیڈا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی" ـــــ پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بس یہی خطرہ تھا۔ کہ کہیں سر خالد کو زیور کی ڈبیا کو چیک کرنے کا خیال نہ آ جائے۔ لیکن تھینک گاڈ اس کی طرف اس کی توجہ ہی نہیں رہی۔ حالانکہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ بغیر اچھی طرح چیک کئے وہ کوئی چیز اپنے خاص کمرے میں نہیں لے

جاتا۔ بہرحال میرا پلان سو فیصد کامیاب رہا" ـــــ جنیڈا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ مجھے بھی یہی خطرہ تھا۔ لیکن سر خالد کی ساری توجہ اس زیور کی طرف ہی رہی۔ ڈبیا کا اُسے خیال تک نہ آیا۔ لیکن مادام میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اس خطرناک ایجنٹ علی عمران کو اس معاملے میں کیوں ہوشیار کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کام انتہائی رازداری سے کیا جا سکتا تھا" ـــــ پاسٹر نے کہا اور جنیڈا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ میں تمہیں بتاتی ہوں۔ سر خالد انتہائی محب الوطن آدمی ہے۔ اس لئے یہ بات طے ہے کہ جیسے ہی اس نے اس زیور میں سے ملکہ توری کے خزانے کا راز یا نقشہ ٹریس کر لیا۔ وہ یقیناً اس کی اطلاع پاکیشیا حکومت تک پہنچا دے گا۔ اور پھر ملکہ توری کا خزانہ پاکیشیا حکومت کی تحویل میں چلا جائے گا۔ اس کو روکنے کے لئے ظاہر ہے۔ ہم نے فوری طور پر سر خالد کو ہلاک کر دینا ہے۔ اور سر خالد چونکہ بین الاقوامی شہرت کے آدمی ہیں۔ اس لئے ان کی ہلاکت نے پاکیشیا حکومت کو ہلا کر رکھ دینا ہے۔ لازماً یہاں کی سیکرٹ سروس جس کا نمائندہ عمران ہے۔ اس قتل کی تحقیقات شروع کر دینی ہے اور اگر میں اس کے سامنے پہلے نہ آتی۔ اور بعد میں وہ مجھے ٹریس کر لیتا تو پھر یقیناً وہ اصل راز کی تہہ تک پہنچ جاتا۔ لیکن اب جب سب کچھ اس کے سامنے ہے۔ تو وہ میری طرف سے مشکوک نہیں ہو سکتا۔ پھر میری آمد یہاں

قانونی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر زیور سر خالد کے حوالے کرتے ہوئے
عمران سے فون پہ بات کی اور پھر اس کا شکریہ ادا کرنے اس
کے فلیٹ میں گئی تاکہ وہ اس زیور کو چیک کر لے۔ اس کے
بعد وہ مطمئن ہو جائے گا۔ کہ سر خالد کے قتل میں اس زیور کا
کوئی تعلق نہیں ہے۔ زیور ویسے بھی میری قانونی ملکیت میں
ہے۔ اور اس میں کوئی مشکوک چیز نہیں ہے۔ جہاں تک
اس کی ڈبیا کا تعلق ہے تو جب اس میں موجود تیر کی مدد سے
سر خالد کو ہلاک کر دیا جائے گا تو پھر یہ ایک عام سی ڈبیا بن
جائے گی۔ پھر وہ بے شک ٹکریں مارتا رہے اُسے یہ معلوم نہ ہو
سکے گا کہ ہمارا اصل مشن کیا تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ فوزیہ اور
سعادت مند خان کو تلاش کرتا رہے گا۔ لیکن وہ دونوں چونکہ فرضی
کردار ہیں اس لئے وہ اُسے مل نہ سکیں گے۔ کاریکا سے وہ میرا
تعلق کسی طرح ثابت نہ کر سکے گا۔ تمہارے ساتھ میرا کوئی لنک
کسی طرح ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے سر خالد کے قتل کا
معمہ وہ کسی صورت حل ہی نہیں کر سکے گا۔ سر خالد کے قتل اور
اس راز کے حصول کے بعد تم اپنے ساتھیوں اور ساز و سامان
کے ساتھ واپس چلے جاؤ گے۔ میں البتہ یہیں رہوں گی۔ راز
ہماری تحویل میں ہو گا۔ پھر کسی بھی مناسب وقت میں ہم آسانی سے
ملکہ توری کا خفیہ خزانہ حاصل کر کے کافرستان کے ذریعے
گرمیٹ لینڈ پہنچا دیں گے اور مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے
گا۔ عمران کو تانبے کی کان کی فائل سے خاص طور پر اس لئے آگاہ

کیا گیا ہے کہ اس کی ساری توجہ اس کان کی طرف ہی رہے
گی۔ اور حالانکہ یہ کان اور راکاس قلعہ مغربی پہاڑی علاقے
میں واقع ہیں۔ لیکن دونوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے کہ
کسی طرح بھی ایک کا تعلق دوسرے سے نہیں جوڑا جا سکتا۔
اب سمجھ گئے ہو ساری بات" ۔۔۔۔ جنیڈا نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

" یس مادام۔ لیکن ابھی ایک بات وضاحت طلب رہ گئی
ہے کہ کاریکا کا نام سامنے کیوں لایا گیا ہے۔ کوئی اور فرضی
نام بھی تو استعمال کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ یہ بات تو طے ہے
کہ کاریکا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نوادرات کی چوری کا کام
کرتی ہے۔ کہیں یہ عمران گرمیٹ لینڈ سے اس بارے میں
تفصیلات نہ معلوم کر لے" ۔۔۔۔ پاسٹر نے بات کرتے
ہوئے کہا۔

" عمران خطرناک ایجنٹ ہے۔ اس لئے اُسے چکر میں ڈالنے کے
لئے ضروری ہے کہ سب کچھ درست طور پر اس کے سامنے لایا
جائے۔ اگر کوئی فرضی نام استعمال کیا جاتا تو پھر مادام روز کی
حیثیت مشکوک ہو جاتی۔ اب اُسے اس اطلاع پر یقین آ جائے
گا اور جہاں تک کاریکا کا تعلق ہے تو اُسے چاہے اس کا علم
ہو بھی جائے تب بھی وہ کم از کم میرا اور مادام روز کا تعلق اس
سے ثابت نہیں کر سکتا۔ بس وہ الجھن میں پڑا رہے گا کہ کاریکا
اور تانبے کی کان سے دلچسپی کی وجہ ہی ڈھونڈھتا رہ جائے گا"

جنیڈا نے بتایا۔

" بالکل ٹھیک ہے مادام۔ واقعی آپ کی ذہانت کا جواب نہیں۔ آپ مخالف کی نفسیات کو سامنے رکھ کر پلاننگ کرتی ہیں۔ اسی لئے کامیابی ہمیشہ آپ کے قدم چومتی ہے "۔۔۔ پاسٹر نے اس بار انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ اور جنیڈا کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

" اب سنو پاسٹر۔ میں نے تو اپنا کام بخوبی مکمل کر لیا ہے۔ اب مشن کا سارا انحصار تمہاری کارکردگی پر ہے۔ تم نے انتہائی ہوشیار رہنا ہے۔ جیسے ہی سر خالد اس زیور سے راز حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائیں تم نے فوری طور پر یہ راز بھی حاصل کرنا ہے اور سر خالد کو بھی ہلاک کر دینا ہے اگر تم نے معمولی سی کوتاہی بھی کی تو سارا پلان تباہ ہو کر رہ جائے گا "۔۔۔ اس بار جنیڈا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں مادام۔ پاسٹر اپنے فرائض کو پورا کرنا جانتا ہے۔ سر خالد کی تمام تر ذہنی کیفیات چیک کی جا رہی ہیں۔ مشن میں کوئی کوتاہی نہ ہو گی "۔۔۔ پاسٹر نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اور سنو۔ تم نے مجھے کال نہیں کرنا۔ میں وقتاً فوقتاً خود ہی تمہیں کال کر کے رپورٹ لے لوں گی "۔۔۔ جنیڈا نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" یس مادام۔ میں سمجھتا ہوں "۔۔۔ پاسٹر نے کہا اور جنیڈا

نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر باتھ روم میں گئی اور پھر لباس بدل کر وہ باہر آئی اور آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر اس نے میز کے نچلے حصے میں پڑا ہوا رسالہ اٹھایا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

" کون ہے "۔۔۔ جنیڈا نے دروازے کے قریب جا کر اونچی آواز میں پوچھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو جنیڈا نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ کیونکہ دروازے پر عمران کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا۔

" تم۔ آؤ اندر۔ لیکن تم نے جواب کیوں نہیں دیا "۔۔۔ جنیڈا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" جواب۔ اور وہ بھی تم جیسی حسین لڑکی کو۔ میں بھلا ایسی جرأت کر سکتا ہوں "۔۔۔ عمران نے اندر آ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جنیڈا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اس کا مطلب ہے کہ اب کھانا واقعی ہضم ہو چکا ہے "۔ جنیڈا نے دروازہ بند کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

" نہ صرف ہضم ہو چکا ہے بلکہ پیٹ میں ایٹمی چوہے رمبا سمبا ناچ رہے ہیں "۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور جنیڈا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے۔ بہرحال بیٹھو۔ ویسے مجھے

بے حد گلہ ہے کہ میں یہاں پہلی بار آئی ہوں۔ لیکن تم نے مجھے یہاں کی سیر کرانے کی سرے سے آفر ہی نہیں کی"۔۔۔ جنیڈا نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ پہلے کاریکا کی چیف اپنا مشن مکمل کر لے۔ پھر اطمینان سے سیر و تفریح کریں گے"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور جنیڈا نہ چاہنے کے باوجود بے اختیار چونک پڑی۔

"کاریکا کی چیف۔ کیا مطلب"۔۔۔ جنیڈا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔

"مس جنیڈا اسپارک۔ مشرق کے رہنے والے بقول تمہارے احمق ضرور ہیں۔ لیکن وہ اپنے نوادرات کی حفاظت کرنا بھی جانتے ہیں۔ ویسے تمہیں اور مادام روز کو اتنا لمبا چکر چلانے کی آخر ضرورت کیا تھی۔ اگر تمہیں ملکہ توری کا تاریخی خزانہ چاہیے تھا تو مجھے حکم کرنا تھا۔ خزانہ تو ایک طرف میں ملکہ توری کو بھی عالم ارواح سے واپس بلا کر تمہارے قدموں میں ڈال دیتا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تمہیں واقعی کچھ زیادہ بھوک لگ رہی ہے۔ اس لئے بے معنی باتیں تمہارے منہ سے نکل رہی ہیں"۔۔۔ جنیڈا نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"کہا تو یہی جاتا ہے کہ بھوک میں ذہن زیادہ تیزی سے کام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دانشور اور فلسفی مستقل بھوکے

رہتے تھے۔ دیکھو مس جنیڈا اسپارک۔ اگر باتیں کھل کر ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ مادام روز وائٹ روز کے ساتھ ساتھ کاریکا کی سربراہ بھی ہے۔ لیکن صرف نام کی حد تک عملی سربراہ تم ہو۔ اور کاریکا کا فیلڈ نوادرات کی چوری ہے۔ یہ تنظیم دو سال قبل وجود میں آئی ہے۔ لیکن ان دو سالوں میں اس نے اپنے کارناموں کی دھوم مچا دی ہے۔ فوزیہ اور اس کا باپ سعادت مند خان آدھی رات کو پُراسرار انداز میں میرے فلیٹ میں آتے ہیں وہاں ایک ڈبہ چھوڑ جاتے ہیں۔ جس میں انتہائی پیچیدہ مشینری موجود ہوتی ہے۔ سوئی تیر کی مدد سے میری گردن پہ معمولی سا زخم لگایا جاتا ہے اور بس۔ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے وہ دونوں میرے فلیٹ کے قریب ہی ایک فلیٹ سے یہ کارروائی کرتے ہیں۔ مجھے فون کر کے یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ یہ کارروائی وہ دونوں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ فلیٹ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کا فون آتا ہے اور آپ مجھے ہوٹل ریمبرے بلاتی ہیں۔ اور یہاں مادام روز کا ایک خط میرے حوالے کیا جاتا ہے۔ جس میں یہ درج ہے کہ کاریکا کے دو ایجنٹ فوزیہ اور سعادت مند خان پاکیشیا آئے ہیں۔ اور ان کا مشن تانبے کی نو دریافت شدہ کان کی فائل حاصل کرنا ہے۔ اور یہ خط آپ لے آتی ہیں۔ دوسری طرف فوزیہ اور سعادت مند خان جس فلائٹ میں پاکیشیا آتے ہیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ ہی آتی ہیں۔ آپ اکٹھے

ہوٹل رمیزے میں رہتے ہیں۔ فوزیہ اور سعادت مند خان اس فلیٹ سے نکل کر سیدھے یہاں آتے ہیں آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں صبح کی فلائٹ سے واپس گریٹ لینڈ چلے جاتے ہیں۔ تانبے کی اس کان کی فائل میں کوئی ایسی بات نہیں کہ کوئی مجرم تنظیم اس کے لئے خصوصی کام کرے۔ کافرستان کو بھی ظاہر ہے تانبے کی ایک عام سی کان سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد آپ سر خالد سے ملتی ہیں اسے ملکہ توری کے مجسمے کے گلے میں پہنے جانے والا ایک زیور دیتی ہیں اور ان سے ان کی تصدیق شدہ رائے مانگتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ ملکہ توری کا مجسمہ دیکھنے کی خواہش کرتی ہیں۔ سر خالد کی ہچکچاہٹ پر آپ مجھے فون کرتی ہیں اور میری سفارش کراتی ہیں۔ سر خالد آپ کو مجسمہ دکھا دیتے ہیں۔ آپ مجسمہ دیکھ کر اور اپنا زیور ان کے پاس چھوڑ کر سیدھی میرے فلیٹ آتی ہیں۔ تاکہ میرا شکریہ ادا کر سکیں۔ اس کے بعد آپ یہاں ہوٹل آجاتی ہیں۔ اب تک یہی کچھ ہوا ہے ناں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران۔ یہ بات درست ہے کہ میں نوادرات میں بے حد دلچسپی رکھتی ہوں اور لارڈ کلاڈس جیسے بین الاقوامی شہرت کے مالک ماہر آثار قدیمہ کی میں سیکرٹری اور شاگرد بھی رہ چکی ہوں۔ لیکن اس سے اگر تم نے یہ اندازہ لگا لیا ہے

کہ میرا تعلق کاریکا سے ہے۔ تو یہ تمہاری حماقت ہے۔ میرا کسی مجرم یا سرکاری تنظیم سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جہاں تک سر خالد کو دیئے گئے اس زیور کا تعلق ہے تو وہ میری قانونی ملکیت ہے۔ اور اس کا باقاعدہ ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ ایئرپورٹ پر میں نے اُسے باقاعدہ اپنے کاغذات میں ظاہر کیا ہوا ہے۔ اور وہ انشورڈ بھی ہے اور مجھے واقعی سر خالد کی رائے اس بارے میں چاہئے تھی۔ کیونکہ لارڈ کلاڈس کی موت کے بعد سر خالد ہی ایسے آدمی ہیں جن کی رائے کی بین الاقوامی سطح پر وقعت موجود ہے۔ ملکہ توری کا مجسمہ نوادرات کی دنیا میں بے حد شہرت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے میں اُسے دیکھنے کی خواہش بھی رکھتی تھی۔ ممی یہ پیغام فون پر دینا چاہتی تھیں۔ لیکن میں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اسے خط کی صورت میں دیں تاکہ میں اسے لے جا سکوں۔ کیونکہ ممی تمہاری بے حد تعریفیں کرتی تھی۔ اور مجھے سر خالد سے بھی ملنا تھا۔ باقی فوزیہ اور سعادت مند خان کون ہیں۔ کیا واقعی وہ میرے ساتھ فلائٹ میں آئے یا انہوں نے یہاں اسی ہوٹل میں کمرے لئے۔ مجھے ان ساری باتوں کی قطعی خبر نہیں ہے۔ نہ میں انہیں جانتی ہوں۔ اس کے باوجود اگر تم زبردستی یہ سب باتیں میرے سر تھوپنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں"۔۔۔۔ جنیڈا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہوسکتا ہے تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ درست ہو۔ لیکن ایک بات پہلے بتا دوں کہ میرے ملک میں آج تک کوئی تنظیم اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس نہیں جا سکی۔ بس اس بات کو اپنے ذہن میں رکھنا اور خدا حافظ"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا کسی تنظیم سے کیا واسطہ۔ میں تو کل سر خالد سے زیور اور ان کی تصدیق شدہ رائے لے کر واپس چلی جاؤں گی" جنیفڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید ایسا ہی ہو۔ جیسا تم سوچ رہی ہو۔ لیکن خوش فہمی کا نتیجہ اکثر اچھا نہیں نکلا کرتا"۔۔۔۔۔ عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

جنیفڈا چند لمحے ہونٹ سکوڑے خاموش بیٹھی دروازے کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے ذہن میں واقعی آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران کو کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ اور مادام روز کاریکا کی سربراہ ہیں اور وہ مادام توری کا خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ وہ کافی دیر بیٹھی سوچتی رہی پھر کندھے جھٹکتے ہوئے اٹھی۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ بند کیا۔ اور واپس کرسی کی طرف مڑی ہی تھی کہ یک لخت ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کی نظریں میز کے نچلے حصے کے کنارے پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں سیاہ رنگ کی ٹیپ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ

تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے قالین پر بیٹھ کر میز کے نیچے جھانک کر دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی میز کے نیچے ایک طاقتور ڈکٹا فون سیاہ رنگ کی ٹیپ سے چپکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لیکن شاید جلدی کی وجہ سے ٹیپ کا ایک ٹکڑا پوری طرح میز کی نچلی سطح سے نہ چپک سکا تھا اور لٹکنے کی وجہ سے وہ دور سے اس کی نظروں میں آ گیا تھا۔ وہ چند لمحے ڈکٹا فون کو دیکھتی رہی۔ پھر قالین سے اٹھ کر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"ممی تو اس کی بڑی تعریفیں کرتی تھیں لیکن یہ تو واقعی احمق آدمی ہے۔ الٹا مجھ پر ہی الزام تراشی شروع کر دی ہے۔ اس لئے میں کل سر خالد کی رائے لے کر جب واپس جاؤں گی تو ممی کو بتاؤں گی کہ ان لوگوں سے نیکی کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن کل کیوں میں ابھی ممی سے کیوں نہ بات کر دوں۔ کمال ہے ممی تو کہتی تھی کہ عمران جیسا ذہین آدمی ہی کوئی نہیں۔ اور یہاں یہ عمران صاحب مجھے ہی کسی مجرم تنظیم کا چیف بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہونہہ نانسنس۔ احمق۔ ڈیم فول"۔۔۔۔۔ جنیفڈا نے جان بوجھ کر اتنی اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کہ اس کے الفاظ ڈکٹا فون بٹن کے ذریعے عمران کے کانوں تک با آسانی پہنچ جائیں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کہیں قریب ہی عمران یہ الفاظ سن رہا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے

ٹیلی فون پیس کو آہستگی سے اٹھایا۔ اس کی نچلی سطح پر لگی ہوئی پلیٹ اکھاڑی اور پھر فون کو آہستگی سے رکھ کر اس نے اس کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے وہ واقعی اپنی ممی کو فون کر رہی تھی۔

"ہیلو ہیلو ——— میں جنیڈا اسپارک بول رہی ہوں پاکیشیا سے ممی سے بات کرائیں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی جنیڈا نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے جنیڈا۔ خیریت ہے۔ کیوں اس قدر غصے میں ہو" ——— چند لمحوں بعد ریسیور پر مادام روز کی آواز سنائی دی۔

"ممی۔ آپ تو اس علی عمران کی بڑی تعریفیں کرتی تھیں۔ لیکن پتہ ہے اس نے کیا کیا ہے۔ اس نے مجھ پر الزام لگائے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس کاریکا تنظیم کی چیف ہوں اور آپ کے متعلق بھی کہہ رہا تھا کہ آپ بھی اس کی سربراہ ہیں۔ ویسے وہ بالکل ڈفر اور بداخلاق آدمی ہے۔ میں نے اُسے آپ کا خط دینے کے لئے ہوٹل میں بلایا تو وہ خط لے کر چلا گیا۔ اس نے انتہائی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ مجھے رسماً بھی نہیں کہا کہ میں یہاں اجنبی ہوں تو وہ مجھے یہاں کی سیر کرا دے۔ الٹا الزام تراشیاں بھی شروع کر دیں" ——— جنیڈا نے بڑے غصیلے اور جذباتی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ بے بی۔ پہلے تو ایسا نہ تھا۔ شاید اب

اس میں کوئی تبدیلی آگئی ہو۔ آئی۔ ایم۔ سوری بے بی۔ میں نے تو اس سے ہمدردی کی ہے کہ اُسے اطلاع دے دی ہے۔ بہرحال اس کی مرضی۔ تم اب وہاں کیوں ٹھہری ہوئی ہو۔ واپس آجاؤ" ——— مادام روز نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو پتہ تو ہے میں یہاں اس لئے آئی تھی کہ سر خالد سے ملکہ توری کے اس زیور کے بارے میں تصدیق شدہ رائے لے سکوں۔ میں سر خالد سے ملی تھی۔ ان کے پاس ملکہ توری کا نادر مجسمہ ہے۔ میں نے اُسے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے جب ہچکچاہٹ ظاہر کی تو میں نے اس عمران کو فون کیا۔ کیونکہ آپ نے بتایا تھا کہ عمران وہاں شیطان کی طرح مشہور ہے۔ سر خالد بھی اس سے واقف تھے۔ بہرحال عمران کے کہنے پر انہوں نے مجھے وہ مجسمہ لا کر دکھایا جو میں نے دیکھ کر واپس کر دیا۔ اور اس کا فوٹو لے آئی ہوں انہوں نے رائے کے لئے مجھے کل کا وقت دیا ہے۔ اس لئے مجبوراً رکی ہوئی ہوں۔ کل رائے ملتے ہی میں واپس آجاؤں گی اور ممی میں تو خود عمران کے فلیٹ پر گئی تاکہ اس کا شکریہ ادا کر سکوں کہ اس کی وجہ سے مجھے ملکہ توری کا مجسمہ دیکھنے کا موقع ملا۔ لیکن وہ ابھی ہوٹل میں میرے کمرے میں آیا اور بکواس کر کے گیا ہے" ——— جنیڈا نے اُسی طرح چیختے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید۔ بہرحال تم جلد از جلد واپس آنے کی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ احمق تمہیں کوئی نقصان پہنچا دے" ۔۔۔ مادام روز نے کہا۔

"اب رائے اور زیور لے کر ہی واپس آؤں گی۔ ویسے اب واقعی مجھے اس سے خوف محسوس ہونے لگ گیا ہے۔ وہ اس ہوٹل سے واقف ہے۔ اس لئے میں نے یہی سوچا ہے کہ یہ ہوٹل فوری طور پر چھوڑ کر کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہو جاؤں۔ تاکہ کل تک اس سے محفوظ رہ سکوں۔ اچھا ممی۔ گڈ بائی" ۔۔۔ جنیڈا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"واقعی مجھے یہ ہوٹل فوری طور پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ احمق آدمی ہے۔ کہیں کسی الزام میں مجھے نقصان نہ پہنچا دے" ۔۔۔ جنیڈا نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس طرح بڑبڑاتے ہوئے اس نے اپنا سامان اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ دل میں عمران پر ہنس رہی تھی کہ جو یقیناً اس گفتگو کے بعد اپنے آپ کو احمق تصور کر رہا ہو گا۔

"یا تو یہ لڑکی دنیا کی سب سے بڑی اداکارہ ہے یا پھر اب واقعی میرے ذہن کی بیٹری مکمل طور پر فیوز ہو چکی ہے" ۔۔۔ عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کس لڑکی کی بات کر رہے ہیں آپ" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جنیڈا اسپارک کی بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو۔ جب کہ میرا دل چاہ رہا ہے کہ اپنے ذہن کی قبر بناؤں اور پھر اس پر بیٹھ کر خوب تالیاں مار مار کر قوالی گاؤں" عمران نے کہا اور بلیک زیرو اور زیادہ اونچی آواز میں کھلکھلا کر

ہنس پڑا۔

" زندگی میں پہلی بار میں آپ کو اس کیفیت میں دیکھ رہا ہوں اس لئے مجھے بے اختیار ہنسی آ رہی ہے۔ آخر کوئی لڑکی ایسی بھی آپ کو ملی جس نے آپ کو اس حد تک پریشان کر دیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ کام آپ ہی کیا کرتے تھے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اُسے واقعی عمران کی یہ کیفیت قطعی انوکھی لگ رہی تھی۔ اور نہ چاہنے کے باوجود وہ اس سچوئیشن سے واقعی۔ بے حد محظوظ ہو رہا تھا۔

" پریشانی تو بڑا ہلکا سا لفظ ہے بلیک زیرو۔ اس نے تو مجھے واقعی ذہنی طور پر زچ کر دیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے اُسی کیفیت میں کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

" آپ آرام کریں۔ میں اس کو اغوا کرا کر یہاں دانش منزل میں منگوا لیتا ہوں۔ اس کے بعد اس کی ساری اداکاری سامنے آجائے گی "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

" یعنی تمہیں یہ عہدہ اس لئے ملا ہے کہ تم جسے چاہو اغوا کرالو۔ اور پھر اطمینان سے اس پر تشدد کرو۔ کیا جرم کیا ہے اس نے "۔۔۔۔ عمران الٹا بلیک زیرو پر چڑھ دوڑا۔

" اس سے بڑا جرم کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو پریشان بلکہ زچ کر دیا ہے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار عمران

بھی ہنس پڑا۔

" اگر یہ جرم ہے تو پھر اس جرم میں اُسے سزا کی بجائے انعام ملنا چاہیے اور انعام یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو اس کی شادی جناب ایکسٹو سے کر دی جائے یا پھر اُسے ہی ایکسٹو بنا دیا جائے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بشرطیکہ جولیا نے اُسے زندہ رہنے دیا تو "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے تو یہ بات ہے۔ میں آج تک خواہ مخواہ اس غلط فہمی میں رہا کہ جولیا میرے متعلق جذباتی ہو جاتی ہے۔ اس بات کا آج پتہ چلا کہ اصل چکر تمہارے ساتھ ہے "۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" میرے ساتھ چکر۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں تو آپ کی بات کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے اس جنیٹا اسپارک سے شادی کی تو جولیا اُسے زندہ نہ چھوڑے گی "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

" میں اور اس سے شادی کر دوں گا۔ تمہارا مطلب ہے۔ کہ جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی ہے۔ میرے پاگل ہونے میں وہ بھی پوری ہو جائے۔ ایکسٹو تم ہو یا میں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

" اچھا چھوڑیں۔ یہ تو بتائیں کہ آخر آپ کو اس قدر غصہ کیوں آ رہا ہے۔ کیا اداکاری کی ہے اس نے "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے

شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا ۔ اور عمران نے جنیفڈا سپارک کے ہوٹل کے کمرے میں جا کر اس سے کھلی باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ڈکٹا فون لگانے اور پھر اس ڈکٹا فون پر سنی جانے والی گفتگو بتا دی ۔

" آپ کا مطلب ہے کہ جنیفڈا کو اس ڈکٹا فون کا علم ہو گیا تھا ۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر مادام روز کو فون کیا اور یہ ساری باتیں کہیں " ـــــــ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" دو ہی صورتیں ہیں ۔ ایک تو یہی کہ اُسے علم ہو گیا اور اس نے مجھے بیوقوف بنانے کے لئے اداکاری شروع کر دی دوسری یہ کہ میں واقعی احمق ہو گیا ہوں کہ ایک عام سی لڑکی کو مجرم سمجھ رہا ہوں ۔ ویسے اب تک جو کچھ ہوا ہے ۔ اس سے مجھے دوسری بات زیادہ قرین قیاس لگتی ہے " ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" آپ کا مطلب ہے کہ جنیفڈا وہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں " ـــــــ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا ۔

" بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے ۔ اگر ٹھنڈے دل سے سوچا جائے تو اب تک اس نے کیا جرم کیا ہے ۔ فوزیہ اور سعادت مند خان آدھی رات کو میرے فلیٹ میں آئے اور پراسرار مشین والی کارروائی کر کے واپس گریٹ لینڈ چلے گئے ۔ مشین کا میں نے سر داور کی لیبارٹری سے تجزیہ کرا لیا ہے ۔ اس میں کوئی اہم بات نہیں ہے ۔ صرف ٹیلی ویو پوائنٹر کی جدید شکل ہے ۔ اس مشین

سے یہی ہوا کہ انہوں نے برتن توڑنے کے چھنا کے پیدا کئے ۔ اور جب میں وہاں گیا تو پوائنٹر کی مدد سے مجھے زخمی کر دیا اور خود وہ اس کے رسیور پر بیٹھ کر یہ نظارہ دیکھتے رہے اور بس ۔ اس کے بعد جنیفڈا اسپارک تشریف لائیں ۔ مجھے خط دیا پھر وہ سر خالد کے پاس پہنچی ۔ اُسے ایک قدیم زیور دیا اور ان سے تصدیق شدہ رائے مانگی جو عام طور پر نوادرات کے سلسلے میں ماہرین سے لی جاتی ہے ۔ تاکہ اس کی صحیح ویلیو دنیا کو معلوم ہو سکے ۔ پھر اس کے قدیم بت دیکھنے کی خواہش کی اور بس ۔ یہی ہے ساری کارروائی اس جنیفڈا اسپارک کی ۔ اب بتاؤ کہ اس میں کون سی بات جرم ہے " ـــــــ عمران نے کہا ۔

" ہاں بظاہر تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی ۔ اصل مسئلہ اس فوزیہ والی کارروائی سے پیدا ہوا ہے ۔ خاص طور پر یہ کارروائی کر کے مسئلے کو الجھایا گیا ہے ۔ پھر خط سامنے لایا گیا ۔ اس طرح مزید الجھن پیدا ہوئی پھر سر خالد والا چکر سامنے آ گیا یہ ساری کارروائیاں نارمل انداز کو ظاہر نہیں کرتیں عمران صاحب کچھ نہ کچھ ضرور ہو رہا ہے " ـــــــ بلیک زیرو نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا ۔

" بس اسی کچھ نہ کچھ ہونے کے احساس نے تو مجھے بھی چکرا رکھا ہے ۔ لیکن یہ کچھ نہ کچھ ہے کیا " ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب ۔ اصل چکر اس ملکہ توری کے

خزانے کا ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی پر اسرار کارروائی کی جا رہی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ملکہ توری کے خزانے والی بات کر کے تو میں نے دراصل اندھیرے میں تیر پھینکنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ اس زیور کا تعلق بھی ملکہ توری سے ہے۔ اور ملکہ توری کے خزانے کی بات سارے ماہرین آثار قدیمہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے بے شمار کوششیں بھی وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں۔ لیکن نتیجہ آج تک کچھ نہ نکلا۔ بس ایک افسانوی سی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ اور جنیڈا نے اگر سر خالد سے اس بارے میں کوئی بات کی ہوتی تو وہ لازماً مجھ سے بھی اس بارے میں بات کرتے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو پھر جنیڈا اسپارک کسی پر اسرار انداز میں سر خالد کے نوادرات چوری کرنا چاہتی ہے اور تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی"۔۔۔۔ بلیک زیرو بھی اب آہستہ آہستہ زچ ہوتا جا رہا تھا۔

" یہی بات میرے ذہن میں بھی آئی تھی۔ لیکن اس زیور کو پہلے سر خالد نے چیک کیا۔ پھر میں نے خود چیک کیا۔ اس میں کوئی مشکوک بات نہیں ہے۔ یہ قدیم زیور ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

" اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس زیور کی ڈبیا کو چیک کرنے کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور

جلدی سے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انتہائی تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو بھی اس انداز میں سر ہلانے لگا۔ جیسے اب اصل بات سامنے آئی ہو۔

" کون صاحب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی رسیور پر ایک سخت سی آواز ابھری۔

" سر خالد سے بات کراؤ۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے تیز مگر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ بولنے والے کا لہجہ کسی ملازم کا نہ ہو سکتا تھا۔

" اوہ عمران صاحب۔ میں ڈی۔ ایس۔ پی شاہد بول رہا ہوں۔ سر خالد اچانک فوت ہو گئے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ملازموں نے تھانے اطلاع دی ہے۔ تو میں یہاں پہنچا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

" کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران پر شاید زندگی میں پہلی بار بوکھلاہٹ کا دورہ پڑا تھا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ بظاہر تو دماغ کی رگ پھٹ جانے کا کیس لگتا ہے۔ لیکن چونکہ سر خالد بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پوسٹ مارٹم کرا لیا جائے۔ تاکہ ان کی موت کی صحیح وجہ سامنے آ سکے"۔۔۔۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست تھا۔ اور

اسی حوالے سے عمران کو بھی اچھی طرح جانتا تھا۔

"کیا وہ اپنے خاص کمرے کے اندر فوت ہوئے ہیں یا کوٹھی کے کسی کمرے میں"۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا

"خاص کمرے میں عمران صاحب۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ ٹھیک وقت پر کھانا کھانے کے سختی سے عادی تھے۔ ان کے ملازم اور سیکرٹری شاکر وقت پر انہیں فون پر اطلاع دے دیتا تھا۔ اور وہ اپنے کمرے سے باہر آکر کھانا کھا لیتے تھے۔ اب وقت ہونے پر اس نے فون کیا تو دوسری طرف سے فون اٹنڈ ہی نہ کیا گیا۔ جس پر شاکر پریشان ہو گیا۔ وہ چونکہ ان کا پرانا اور با اعتماد ملازم ہے اس لئے اس نے اس کمرے کو باہر سے کھولا تو سر خالد کرسی سے نیچے فرش پر گرے ہوئے تھے۔ ان کی ناک اور منہ سے خون کے قطرے باہر کو نکلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور وہ ہلاک ہو چکے تھے۔ چنانچہ شاکر نے فوری طور پر سٹی تھانے فون کیا۔ میں وہاں موجود تھا۔ سر خالد کا نام سنتے ہی میں پہنچ گیا"۔۔۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"ان کی لاش وہیں کمرے میں ہی پڑی ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ فوٹوگرافرز اور ایمبولینس کا انتظار ہے۔ اس لئے ابھی لاش کو نہیں چھیڑا گیا"۔۔۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے کہا۔

"او۔ کے۔ ابھی اُسے مت چھیڑنا میں خود آ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"سر خالد کی ہلاکت سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ لیکن کال ہونے کے باوجود اس نے خود کوئی بات نہ کی۔ ایسا کرنا دراصل نشان تھا کہ ایکسٹو ٹرانسمیٹر پر بات کرنا چاہتا ہے۔

"صفدر اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو اوور"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور"۔۔۔ صفدر کا لہجہ پہلے سے زیادہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"جینڈا سپارک کے بارے میں رپورٹ دو اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ کمرے میں مسلسل بند ہے اوور"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی اس سے ملنے آیا ہو۔ یا اس نے کسی کو فون کیا ہو۔ یا اُسے کوئی کال آئی ہو۔ پوری تفصیل سے رپورٹ دو اوور"۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

"باس۔ ہوٹل ریمنزے سے یہاں ہوٹل شلٹن میں شفٹ ہونے

کے بعد سے وہ مسلسل اپنے کمرے میں بند ہے ۔ کھانا بھی اس نے اپنے کمرے میں ہی منگوایا ہے ۔ صدیقی ہوٹل کی ایکس چینج کو کور کئے ہوئے ہیں ۔ لیکن اس کی طرف سے بھی کسی کال کی کوئی رپورٹ نہیں آئی اور نہ ہی اس سے کوئی ملنے آیا ہے ۔ میں مسلسل اس کی نگرانی کر رہا ہوں اوور" ___ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مکمل اور بھرپور انداز میں نگرانی کرو ۔ معمولی سی کوتاہی بھی نہیں ہونی چاہئے ۔ سمجھے ۔ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا ۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔ کیونکہ صفدر کی رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ سر خالد کے ساتھ اگر کوئی واردات ہوئی ہے تو جنیڈا اسپارک کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ لیکن عمران کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ سر خالد کی ہلاکت کا تعلق جنیڈا اسپارک سے کسی نہ کسی طرح بہرحال ہے ۔

" میں سر خالد کی کوٹھی پر جا رہا ہوں ۔ تم کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی اس جنیڈا کی نگرانی پر بھجوا دو ۔ کوئی نہ کوئی ایسی کڑی ہے جو مسلسل ہماری نظروں سے اوجھل ہو رہی ہے جب تک یہ کڑی سامنے نہ آئے گی ۔ یہ گورکھ دھندہ حل نہ ہو گا" ___ عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل آیا ۔

جنیڈا اسپارک اطمینان سے بستر پر لیٹی ہوئی رسالہ پڑھنے میں مگن تھی ۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کے آدمی لازماً اس کی بھرپور نگرانی کر رہے ہوں گے اور اسے یہ بھی علم تھا کہ جیسے ہی سر خالد کو اس زیور سے خزانے کا راز معلوم ہوا ۔ ماسٹر نے فوری طور پر کارروائی کر کے نہ صرف وہ راز حاصل کر لینا ہے بلکہ سر خالد کو بھی ہلاک کر دینا ہے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ سر خالد کی ہلاکت کے سلسلہ میں اس پر کوئی شک کیا جاتے ۔ اس لئے وہ ایک طرح سے اپنے کمرے میں بند ہو کر رہ گئی تھی ۔ گو اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ماسٹر سے فون پر بات کر کے اس سے تازہ ترین صورت حال معلوم کرے ۔ لیکن جب سے ہوٹل ریمزے میں عمران نے اس کی میز کے نیچے ڈکٹا فون بٹن لگایا تھا وہ اور بھی زیادہ محتاط ہو گئی تھی ۔ گو

پہلے اس کا یہی خیال تھا کہ پاکیشیا ایک پس ماندہ ملک ہے۔ یہاں کے لوگوں کے پاس جدید آلات نہیں ہو سکتے۔ لیکن جو ڈکٹا فون بٹن عمران نے نصب کیا تھا۔ وہ چونکہ انتہائی جدید تھا۔ اس لئے اب اُسے احساس ہو گیا تھا کہ پاکیشیا کی پس ماندگی کے بارے میں اس کا خیال غلط ہے۔ اس لئے اب وہ فون پیس کے نیچے آلہ لگا کر بھی باسٹر کو کال کرنے سے گریز کر رہی تھی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ساتھ والے کمرے میں کوئی ایسا آلہ نصب کر دیا گیا ہو۔ جس سے اس کمرے میں پیدا ہونے والی آواز بھی چیک کی جا سکتی ہو۔ اس طرح نہ صرف باسٹر سامنے آ سکتا تھا۔ بلکہ ایک لحاظ سے اس کا سارا مشن ہی تباہ ہو کر رہ جاتا۔ اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہ وہ پوری رات گزار کر کل ہوٹل سے باہر جا کر کسی پبلک بوتھ سے باسٹر سے بات کرے گی۔ لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک کر اٹھ بیٹھی۔

"میں سر خالد سے تو بات کر سکتی ہوں۔ ان سے بات چیت ہونے کا مطلب ہو گا کہ وہ زندہ ہیں۔ ورنہ ان کی موت کی خبر مل جائے گی۔ اور موت کی خبر ملنے کا مطلب ہے کہ اس کا مشن مکمل ہو چکا ہے۔ باسٹر سے رپورٹ لینے کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ اور اس میں خطرے والی بھی کوئی بات نہ تھی۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا

اور نمبر ڈائل کرنے کی بجائے ہوٹل ایکس چینج کے آپریٹر کو کال کرنے والا مخصوص بٹن دبا دیا۔ حالانکہ اُسے سر خالد کے فون نمبروں کا علم تھا۔ لیکن وہ ہر قسم کا شبہ ختم کرنے کے لئے ہوٹل ایکس چینج کے ذریعے فون کرنا چاہتی تھی۔

"یس" ___ بٹن دبتے ہی رسیور پر آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر الیون فورتھ سٹوری سے جنیڈا اسپارک بول رہی ہوں" ___ جنیڈا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس میڈم" ___ آپریٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ارباب کالونی میں ماہر آثار قدیمہ سر خالد رہتے ہیں۔ ان سے میری بات کرا دو" ___ جنیڈا نے کہا۔

"یس میڈم۔ ہولڈ آن کریں" ___ آپریٹر نے کہا۔

"بات کیجئے میڈم" ___ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ___ کون بات کر رہا ہے" ___ ایک بھاری اور قدرے کرخت آواز سنائی دی۔

"میں ہوٹل شلٹن سے جنیڈا اسپارک بول رہی ہوں۔ سر خالد سے بات کرا دیجئے" ___ جنیڈا اسپارک نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کو سر خالد سے کیا کام ہے اور آپ اُسے کیسے جانتی ہیں" ___ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے۔ آپ کا مقصد۔ آپ ہیں کون۔ کیا سر خالد کے ملازم ہیں"—— جنیفرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میڈم۔ میرا تعلق پولیس سے ہے۔ سر خالد ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ میرے سوالوں کے جواب دیں"—— دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا۔ اور سر خالد کی ہلاکت کا سن کر جنیفر اسپارک کے دل میں اس طرح مسرت کی تیز لہر اٹھی جیسے کسی انسان کی موت کی خبر سننے کی بجائے اُسے کوئی عظیم خوشخبری سنا دی گئی ہو۔ کیونکہ سر خالد کی ہلاکت کا مطلب تھا کہ اس کا مشن کامیاب ہو چکا ہے اور ملکہ تودی کا خزانہ ماسٹر کے پاس پہنچ چکا ہے۔

"ہلاک ہو چکے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ پاگل ہیں۔ ابھی چار گھنٹے پہلے تو ان سے میری ملاقات ہوئی ہے وہ بالکل صحتمند اور ٹھیک ٹھاک تھے۔ پھر ہلاک ہو گئے۔ میں نے انہیں ایک قدیم نوادر ان کی رائے دینے کے لئے دیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کل مجھے اپنی تصدیق شدہ رائے دیں گے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں"—— جنیفر اسپارک نے سنجانے کس طرح اپنے دل میں اٹھتی ہوئی مسرت کی لہر کو دباتے ہوئے حیرت اور افسوس کے ملے جلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ہوٹل شلٹن کے کس کمرے میں ٹھہری ہوئی ہیں۔

شاید ہمیں انکوائری کے دوران آپ کے بیان کی ضرورت پڑے"—— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں ہوٹل شلٹن کے کمرہ نمبر گیارہ چوتھی منزل میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ لیکن میں خود وہیں آرہی ہوں۔ میرا انتہائی قیمتی نوادر سر خالد کے پاس ہے۔ میں نے اُسے بھی تو واپس لینا ہے"—— جنیفر اسپارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آجائیے"—— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور جنیفر اسپارک نے ریسیور رکھ دیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کا دل چاہا کہ وہ خوب زور زور سے قہقہے لگائے۔ رقص کرے۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے ان جدید آلات کا خیال آ گیا۔ جس سے اور کمرے سے بھی اس کی آواز کیچ ہو سکتی تھی تو اس نے اپنی خواہش کو دل ہی میں دبا لیا۔

"آج کل شاید میرے ستارے ہی گردش میں ہیں۔ پہلے اس عمران نے پریشان کیا اب سر خالد ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی ابھی ہلاک ہونا تھا۔ پتہ نہیں انہوں نے زیور کے بارے میں رائے بھی لکھی تھی یا نہیں"—— جنیفر اسپارک نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتی ہوئی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تاکہ سر خالد کی رہائش گاہ پر جانے کے لئے لباس وغیرہ تبدیل کر سکے۔

عمران نے کار سر خالد کی کوٹھی کے پھاٹک پر روکی تو پھاٹک کے ساتھ کھڑا ہوا پولیس کانسٹیبل تیزی سے آگے بڑھا۔

"پھاٹک کھولو۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی شاہد کو اطلاع دو۔ کہ علی عمران آیا ہے" ـــــ عمران نے کانسٹیبل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ـــــ کانسٹیبل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے چھوٹا گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا۔ عمران کار اندر لے گیا۔ وسیع و عریض پورچ میں دو پولیس کاریں اور ایک ایمبولینس کھڑی تھی۔ عمران نے جیسے ہی کار پورچ میں روکی۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آیا۔

"آیئے عمران صاحب۔ مجھے آپ کا ہی انتظار تھا۔ ورنہ میں لاش ہسپتال بھجوا دیتا۔ ابھی مجھے اعلیٰ حکام کو بھی رپورٹ دینی ہے" ـــــ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کار سے اتر آیا۔ برآمدے کے ایک طرف کوٹھی کے ملازمین خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پہ گہری اداسی طاری تھی۔

"شاکر کون ہے تم میں سے" ـــــ عمران نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی میرا نام شاکر ہے" ـــــ ایک ادھیڑ عمر اور انتہائی سنجیدہ چہرے کے مالک آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ساتھ آؤ" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سر خالد کے اس خاص کمرے میں پہنچ گئے جسے چوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے سر خالد نے نجانے کیسے کیسے حفاظتی اقدامات کر رکھے تھے۔ لیکن اس وقت اس کا دروازہ چوپٹ کھلا ہوا تھا۔ اور اندر فرش پہ سر خالد کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ مگر ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگے ہوں۔ لیکن پھر جھٹکا کھا کر گر گئے ہوں۔ عمران نے ایک نظر اس وسیع و عریض کمرے کو دیکھا۔ جو واقعی انتہائی قیمتی نوادرات کا عجائب گھر لگ رہا تھا۔ پورے ہال کمرے میں یا تو الماریاں نوادرات سے بھری ہوئی تھیں یا پھر کتابوں سے۔ عمران

اس بڑی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے سامنے کرسی پر سر خالد بیٹھے رہتے تھے۔ یہ ان کے کام کرنے کی میز تھی۔ اس پر ٹیبل لیمپ کے علاوہ اور بہت سے ایسے آلات تھے جو کسی نوادر پر ریسرچ کے لئے سر خالد کے کام آتے تھے۔

عمران کی نظریں میز پر رکھی ہوئی اس زیور کی ڈبی پر جم گئیں۔ ڈبی کھلی ہوئی تھی۔ جب کہ زیور کرسی کے سامنے میز پر موجود تھا اور ساتھ ہی بہت ساری راکھ بھی میز پر پڑی ہوئی تھی۔ عمران اس راکھ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں میز پر اس اس راکھ کی موجودگی کی کوئی توجیہہ موجود نہ تھی۔ عمران نے لپک کر اس راکھ کو بغور دیکھا اور اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔ کیونکہ راکھ کا انداز بتا رہا تھا کہ کاغذات جلائے گئے ہیں۔ لیکن میز کے کپڑے پر یا کسی اور چیز پر جلنے کا معمولی سا نشان بھی نہ تھا۔

"صاحب۔ کوئی مس صاحبہ آئی ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔ مس جنیڈا سیارک نام بتا رہی ہیں"۔۔۔۔ اسی لمحے ایک سپاہی نے اندر داخل ہو کر عمران کے ساتھ خاموش کھڑے ڈی۔ ایس پی۔ شاہد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ اُسے یہیں لے آؤ۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس نے کوئی نوادر سر خالد کو دکھانے کے لئے دیا ہے"۔۔۔۔ ڈی۔ ایس پی۔ شاہد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کانسٹیبل واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران بول پڑا۔

"سنو۔ اُسے ڈرائنگ میں بٹھاؤ اور شاہد تم اُسے وہاں جا کر باتوں میں لگاؤ۔ جب تک میں پیغام نہ بھیجوں اُسے یہاں مت لے آنا۔ اور سنو اُسے میرے متعلق مت بتانا کہ میں یہاں موجود ہوں" عمران نے پہلے کانسٹیبل اور پھر ڈی۔ ایس۔ پی شاہد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اُسے جانتے ہیں عمران صاحب"۔۔۔۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے چونک کر پوچھا۔

"جاننے کے لئے تو ٹکریں مارتا پھر رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ڈی۔ ایس۔ پی شاہد اس طرح کندھے اچکاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے عمران کے فقرے کی اُسے سمجھ نہ آئی ہو۔ سر خالد کا ملازم شاکر دروازے کے ساتھ خاموش کھڑا تھا۔

"شاکر۔ ادھر آؤ"۔۔۔۔ عمران نے ڈی۔ ایس۔ پی کے جانے کے بعد شاکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ شاکر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہاں کیمیکل فٹ نس باکس موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ شاکر نے جواب دیا۔

"لے آؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور شاکر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے ڈبی کو واپس رکھ کر میز پر پڑا ہوا وہ زیور اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

زیور بے حد حسین تھا۔ اس پر عجیب و غریب ساخت کے بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ عمران غور سے ان بیل بوٹوں کو دیکھتا رہا۔

"یہ لیجیے صاحب باکس"۔۔۔ شاکر کی آواز سنائی دی اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے زیور واپس میز پر رکھ اور زیور کی ڈبیا اٹھا لی۔ شاکر ایک بڑا سا باکس اٹھائے کھڑا تھا۔ عمران نے باکس کو نیچے فرش پر رکھا اور پھر اُسے کھول دیا۔ باکس میں واقعی ہر قسم کے آلات موجود تھے۔ جن سے کسی مشینری کو کھولا یا بند کیا جا سکتا تھا۔ عمران نے ان آلات کی مدد سے اس ڈبیا کی نچلی سطح کو کھولنے کی کوشش کی اور چند لمحوں بعد وہ ڈبیا کے نچلے حصے میں موجود گتے کو ڈبیا سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن پہلی بار اُسے احساس ہوا کہ جسے وہ عام سا گتہ سمجھ رہا تھا وہ عام سا گتہ نہ تھا۔ بلکہ کسی مخصوص دھات کی چادر تھی۔ یہ حصہ علیحدہ ہوتے ہی ڈبیا کے نچلے حصے میں بنا ہوا خانہ نظر آنے لگ گیا۔ اور عمران اس خانے کو اور اس گتے کے اندرونی حصے کو دیکھ کر چونک پڑا۔ گتے کے اندرونی حصے اور خانے کی تینوں دیواروں کے ساتھ ایسی راکھ کے ذرات چمٹے ہوئے تھے جیسے انتہائی نفیس مادوں یا ٹرانسمیٹرز۔۔۔ کو کسی خاص چیز سے جلا کر مکمل طور پر راکھ بنا دیا گیا ہو۔ عمران نے ڈبی کو ناک کے ساتھ لگا کر سونگھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اوہ۔ راکسم ریز کی مخصوص بُو۔ اور اس ڈبیا میں"۔۔۔

عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کچھ کہا آپ نے"۔۔۔ پاس کھڑے شاکر نے چونک کر پوچھا۔ اور عمران نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ڈبیا کو دوبارہ پہلے کی طرح بند کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ بند ہو گئی تو عمران نے شاکر کو باکس لے جانے کے لئے کہا اور شاکر باکس لے کر اُسے رکھنے کے لئے واپس چلا گیا۔

"مجھے سر خالد کی حالت دیکھ کر شک ہوا تھا کہ ان پر راکسم ریز فائر کی گئی ہیں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زیور کو اس ڈبیا میں رکھا اور ڈبیا کو اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ کر وہ شاکر کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ شاکر کے واپس آنے پر عمران نے اس سے حفاظتی انتظامات کی تفصیل پوچھنی شروع کر دی۔ اور شاکر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ شاکر کے بتانے سے عمران سمجھ گیا کہ شاکر اس بارے میں خاصی تفصیلات سے واقف ہے۔

"کیا اسے باہر سے کھولنے کے لئے کوئی ایمرجنسی مشینری موجود ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ مگر اس مشین سے صاحب کے علاوہ صرف میں واقف ہوں۔ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے"۔۔۔ شاکر نے جواب دیا۔

"جب تم نے یہ مشین آن کی تو کیا حفاظتی مشینری کام کر رہی تھی"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ مکمل آن تھی" ــــــ شاکر نے جواب دیا۔

"اچھا سنو۔ جا کر ڈی۔ ایس۔ پی شاہد کو بلا لاؤ۔ لیکن اس مس کو یہ نہ پتہ چلے کہ میں شاہد کو بلا رہا ہوں" ــــــ عمران نے کہا۔ اور شاکر سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ عمران نے ایک طرف رکھا ہوا سر خالد کا پیڈ اٹھایا۔ اور اس کے اوپر کے دو تین کاغذ پھاڑ کر اس نے اس راکھ کو ان کاغذات میں اکٹھا کر کے انہیں پڑیا کی طرح لپیٹا اور پھر انہیں جیب میں ڈال لیا۔

"وہ جنیٹا تو میرا سر کھا رہی ہے کہ اس کا قیمتی نوادر سر خالد کے پاس ہے۔ وہ اُسے فوراً دیا جائے" ــــــ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"سنو وہ زیور اور اس کی ڈبیا میں لے جا رہا ہوں۔ اس پر مزید تحقیقات ہونی ہیں۔ تم ان چیزوں کی موجودگی سے صاف مکر جانا۔ البتہ اُسے یہ بتا دینا کہ میں یہاں انکوائری کر رہا ہوں" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر عمران صاحب۔ آپ کس حیثیت سے یہاں سے یہ چیزیں لے جائیں گے۔ مجھے بعد میں اعلیٰ حکام کو جواب دینا مشکل ہو جائے گا" ــــــ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔ جیسے اُسے عمران کا یہ اقدام پسند نہ آیا ہو۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض کا کہہ دینا۔ کہ میں اس کا نمائندہ ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ویری سوری۔ آپ یہ چیزیں یہاں سے نہیں لے جا سکتے۔ میں نے صرف فیاض صاحب سے دوستی اور سر رحمان کی وجہ سے آپ کو یہاں آنے دیا ہے۔ لیکن یہ اصول کے خلاف ہے۔ کہ کوئی غیر متعلق آدمی کوئی چیز یہاں سے لے جائے۔ میں مجبور ہوں" ــــــ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد واقعی اصول پسند آفیسر ہے۔

"اوکے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو جانتے ہو" ــــــ عمران نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کا چیف۔ آپ کا مطلب ہے ایکسٹو۔ مم ــــ مگر......." ــــ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد اتنا بڑا حوالہ سن کر بُری طرح گڑبڑا گیا تھا۔

"میں اس کا نمائندہ ہوں۔ ٹھہرو۔ میں بات کرا دیتا ہوں تمہاری" عمران نے کہا۔ اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر اس نے اپنے جسم کی آڑ لے کر تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ریسیور پر سخت اور سرد آواز سنائی دی۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی شاہد کا جسم یہ آواز سنتے ہی خود بخود تن سا گیا۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ سر خالد کی رہائش گاہ سے۔ میں یہاں سے چند چیزیں مزید تحقیقات کے لئے لے جانا چاہتا

ہوں۔ مگر سٹی تھانے کے ڈی۔ ایس۔ پی شاہد صاحب مجھ سے اتھارٹی طلب کر رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فون اسے دو"۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔ لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"یس۔۔۔ یس۔۔۔ سر۔ شاہد عرض کر رہا ہوں سر۔ ڈی۔ ایس۔ پی سٹی تھانہ سر"۔۔۔ ایکسٹو جیسے عہدے کے ساتھ براہ راست بات کرتے ہوئے ڈی۔ ایس۔ پی شاہد کا نہ صرف لہجہ بلکہ وہ ہاتھ بھی کانپ رہا تھا جس میں اس نے رسیور پکڑ رکھا تھا۔

"عمران میرا نمائندہ ہے۔ سمجھے۔ کیا اتنا کہنا کافی ہے یا۔۔" ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کافی ہے سر۔ میں سمجھ گیا سر"۔۔۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شرمندگی کے تاثرات بھی موجود تھے۔

"اب کیا خیال ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ یہ سارا سامان لے جا سکتے ہیں عمران صاحب۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کی اتنی بڑی حیثیت ہے"۔۔۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میری حیثیت پر نہ جاؤ۔ مجھے تو سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی جھڑکیاں دے دیتا ہے۔ بہرحال مجھے تمہاری اصول پرستی پسند آئی ہے۔ اب میں جا رہا ہوں۔ تم اس جنید اسپارک کو بعد میں اطمینان سے ڈیل کرتے رہنا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار سر خالد کی کوٹھی سے نکل کر تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"کچھ پتہ چلا عمران صاحب۔ سر خالد کیسے ہلاک ہوئے ہیں"۔ عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اب شاید کچھ پتہ چل جائے۔ میں لیبارٹری میں جا رہا ہوں۔ ایک کپ چائے بنا کر لے آؤ وہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا۔

جنیڈا اسپارک کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ جب اُسے اس پولیس آفیسر نے بتایا کہ عمران اس سے پہلے سر خالد کے خاص کمرے میں موجود رہا تھا۔ اور پھر اچانک چلا گیا۔ تو جنیڈا فوراً سمجھ گئی کہ ڈبیا اور زیور عمران ہی لے گیا ہوگا۔ کیونکہ سر خالد کے خاص کمرے میں باوجود تلاش کے اُسے یہ دونوں چیزیں نہ ملی تھیں۔

" میں اس کی ہڈیوں سے بھی وہ زیور برآمد کر لوں گی" ——— جنیڈا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سر خالد کی کوٹھی سے باہر نکل آئی۔ چونکہ وہ ٹیکسی پر ہوٹل سے یہاں پہنچی تھی۔ اس لئے کوٹھی سے باہر نکل کر اُسے ٹیکسی حاصل کرنے کے لیے کالونی کے چوک تک پیدل جانا پڑا۔ لیکن چوک پر بھی کوئی ٹیکسی نہ تھی۔ البتہ ایک جدید قسم کا ریستوران اُسے نظر آ گیا۔ ریستوران

کے بیرونی برآمدے میں ایک فون بوتھ بھی موجود تھا۔ جنیڈا نے پرس کھول کر دیکھا تو اس میں سکے موجود تھے۔ چونکہ ہوٹل سے چلتے ہوئے وہ سوچ چکی تھی کہ موقع ملتے ہی وہ کسی پبلک فون بوتھ سے پاسٹر کو فون کر کے اس سے رپورٹ لے گی۔ اس لئے اس نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے خاصی تعداد میں سکے لے کر پرس میں ڈال لئے تھے۔ فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر سکے ڈال کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن اُسی لمحے اُسے ایک مقامی آدمی شرابیوں کی طرح جھوم کر چلتا ہوا فون بوتھ کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس آدمی کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نشے میں آؤٹ ہو کر ادھر ادھر لڑکھڑاتا پھر رہا ہو۔ لیکن جنیڈا نے اُسے دیکھتے ہی آخری نمبر ڈائل کرنے کی بجائے رابطہ کاٹ دیا۔ رابطہ کٹتے ہی سکے کھڑکھڑاتے ہوئے واپسی والے خانے میں آ گرے۔ جنیڈا نے سکے نکالے اور انہیں دوبارہ ڈال کر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ شرابی اب دیوار کے ساتھ کھڑا جھوم رہا تھا۔ لیکن اس بار جنیڈا نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے تھے۔ مگر دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کوئی رسیور ہی نہ اٹھا رہا تھا۔

" یہ عمران کبھی فلیٹ میں ملتا ہی نہیں" ——— جنیڈا نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔ چونکہ کال

نہ ملی تھی۔ اس لئے سکے ایک بار پھر کھڑکھڑاتے ہوئے واپسی والے خانے میں آ گرے۔ جنیفا نے سکے نکال کر پرس میں ڈالے اور پھر فون بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اس شرابی کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے اُسے غور سے دیکھا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر باہر آ گئی۔ اس بار خالی ٹیکسی اُسے آسانی سے مل گئی۔

"پلازہ مارکیٹ" ـــــ جنیفا نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ جنیفا نے جان بوجھ کر اس مارکیٹ کا نام لیا تھا جو شلٹن ہوٹل کے قریب تھی۔ لیکن وہاں گاہکوں کا بے پناہ ہجوم رہتا تھا۔

اب وہ فوری طور پر پاسٹر سے بات کر کے اس سے تفصیلی رپورٹ بھی لینا چاہتی تھی۔ اور اُسے مزید ہدایات بھی دینا چاہتی تھی۔ اور اُسے معلوم تھا کہ پلازہ مارکیٹ میں اُسے نگرانی سے بچ کر فون کرنے کا موقع بہرحال مل جائے گا۔ پلازہ مارکیٹ کے آغاز میں ہی اس نے ٹیکسی چھوڑ دی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہجوم میں داخل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ مارکیٹ کے اندر بھی بے شمار چھوٹی چھوٹی سڑکیں تھیں۔ ان پر بھی بڑی بڑی دکانیں تھیں اور وہاں بھی خاصا ہجوم تھا۔ جنیفا مختلف گلیوں میں سے ہوتی ہوئی اچانک مڑ کر ایک ریستوران میں داخل ہو گئی۔ ریستوران گاہکوں سے بھرا ہوا تھا۔ جنیفا سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

"ایک فون کرنا ہے پلیز" ـــــ جنیفا نے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مس۔ ادھر فون روم میں چلی جائیے وہاں اطمینان سے بیٹھ کر فون کر لیجئے" ـــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے سائیڈ میں موجود ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جنیفا سر ہلاتی ہوئی تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں میز پر فون رکھا ہوا تھا۔ اور ایک کرسی بھی موجود تھی۔ جنیفا نے ہی دروازہ بند کیا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے پاسٹر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی پاسٹر کی آواز سنائی دی۔

"جنیفا بول رہی ہوں۔ کیا رپورٹ ہے" ـــــ جنیفا نے تیز لہجے میں کہا۔

"وکٹری مادام۔ سر خالد نے واقعی اس زیور سے ملکہ نوری کے خزانے کا راز تلاش کر لیا تھا۔ میں اسے مسلسل اینٹر کر رہا تھا۔ پھر اس نے پیڈ اٹھا کر اس پر اشارات لکھنے شروع کر دیئے۔ میں نے اس کی نقل حاصل کرنی شروع کر دی۔ پھر اس نے ایک نقشہ بھی ترتیب دیا۔ جب اس نے کام مکمل کر لیا تو وہ کرسی سے اٹھ کر بے اختیار ناچنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ عظیم خزانہ عظیم خزانہ کے الفاظ بھی چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔

چنانچہ میں نے فائرنگ کا آغاز کر دیا۔ پہلے میں نے سرفا پہ آر کسم فائر کیا۔ وہ چونکہ حرکت کر رہا تھا۔ اس لئے بڑی سے ٹارگٹ میں آیا۔ اس کے بعد میں نے میز پر پڑے ہو۔ کاغذوں پر الٹیاس فائر کر دیا۔ کاغذ جل کر راکھ ہو گئے۔ ا آخر میں آپریٹس کو مکمل طور پر سلنٹ فائرنگ کے ذریعے کر دیا۔ اس طرح مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اب مجھے آپ کی کال کا انتظار تھا" ــــــ پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ اس کی مائیکرو فلم تیار کر لو۔ وہ زیور ا ڈبیا عمران ساتھ لے گیا ہے۔ اور مجھے میز پر کاغذ کی را بھی نظر نہیں آئی۔ اس لئے یقیناً وہ راکھ بھی لے گیا ہوگا کے آدمی بھی مسلسل میری نگرانی کر رہے ہیں۔ اس لئے بے حد محتاط ہونا پڑ رہا ہے۔ میں حالات درست ہوتے ہ تمہیں خود اطلاع کر دوں گی۔ اس کے بعد اس خزانے کے حصول کے لئے کام شروع کیا جائے گا" ــــــ جنیٹرا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اگر یہ عمران آڑے آ رہا ہے تو کیوں نہ اسے ختم کر دیا جا" پاسٹر نے کہا۔

" ایسی کوئی حماقت نہ کرنا۔ ابھی تک تم اور تمہارے آد مکمل طور پر اس کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ لیکن تمہاری سے حملہ ہوتے ہی وہ تمہاری راہ پر لگ جائے گا وہ زیاد

سے زیادہ مجھ پر شک کر رہا ہے۔ لیکن وہ مجھ پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتا۔ اور ویسے بھی اس زیور اور ڈبیا سے وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ زیور بہرحال میں اس سے واپس لے ہی لوں گی۔ اس لئے تم نے ہر حالت میں مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہی رہنا ہے" ــــــ جنیٹرا نے تیز لہجے میں کہا۔

" اگر ایسا ہے مادام تو کیوں نہ میں سب کچھ پیک اپ کر کے خاموشی سے واپس گریٹ لینڈ چلا جاؤں۔ مائیکرو فلم بھی ساتھ لے جاؤں گا۔ آپ بھی وہ زیور لے کر واپس آ جائیں۔ اس طرح یہ عمران کچھ بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ہم مکمل انتظامات کے ساتھ واپس آ کر خاموشی سے یہ خزانہ نکال کر لے جا سکتے ہیں۔ اس وقت اس عمران کو پتہ بھی نہ چلے گا اور ہم کام مکمل بھی کر لیں گے" ــــــ پاسٹر نے کہا۔

" تمہاری یہ تجویز درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم سب کچھ پیک اپ کر کے خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ فلم مادام کے حوالے کر دینا۔ میں بھی عمران سے زیور لے کر واپس آ جاؤں گی۔ اس طرح عمران کو اگر کوئی شک وشبہ ہوگا بھی سہی تو ختم ہو جائے گا" ــــــ جنیٹرا نے اس کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ میں ابھی واپسی کی تیاری شروع کر دیتا ہوں۔ کل ہم روانہ ہو جائیں گے" ــــــ پاسٹر نے جواب دیا اور جنیٹرا نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر پرس سے رومال نکال کر

اس نے ڈائل کو اچھی طرح صاف کرنا شروع کر دیا۔ اُسے معلوم تھا۔ کہ اگر اس نے اسے صاف نہ کیا تو نگرانی کرنے والے ڈائل پر مخصوص پاؤڈر چھڑک کر اس کی انگلی کے نشان سے نمبروں کا پتہ چلا سکتے ہیں۔ چنانچہ اچھی طرح صفائی کرنے کے بعد اس نے رومال واپس پرس میں ڈالا اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اس نے ایک فون کال کے معاوضے کے طور پر ایک چھوٹا سا نوٹ کاؤنٹرمین کے حوالے کیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ریستوران سے باہر نکل آئی۔ اب وہ پیدل ہی اپنے ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایک بار اُسے خیال آیا تھا کہ وہ ریستوران سے نکل کر سیدھی عمران کے فلیٹ میں چلی جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ وہاں سے فون اٹنڈ نہ کئے جانے کا مطلب تھا کہ فلیٹ بند ہے اور ظاہر ہے وہ اب سڑک پر کھڑے ہو کر تو اس کا انتظار نہ کر سکتی تھی۔ اور دوسرا کوئی ٹھکانہ عمران کا وہ جانتی نہ تھی۔ اس لئے اس نے یہی سوچا کہ ہوٹل سے وقفے وقفے سے فون کر کے وہ چیک کرتی رہے گی۔ جب عمران فلیٹ میں پہنچے گا تو پھر وہ بھی فلیٹ میں پہنچ جائے گی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ عمران سے زیور واپس حاصل کر لے گی اور عمران ٹکریں مارنے کے باوجود اصل مشن کے بارے میں کچھ بھی نہ جان سکے گا۔

" یہ بات تو طے ہے کہ سر خالد کو قتل کیا گیا ہے۔ اور قتل بھی آر کسم ریز فائر کے ذریعے ہوا ہے اور یہ آر کسم ریز فائرنگ اس ڈبیا میں موجود مشینری سے ہوئی ہے لیکن اس سے بات اور زیادہ الجھ گئی ہے۔ کہ آخر سر خالد کو اس طرح قتل کرنے کا مقصد کیا تھا" ——— عمران نے آپریشن روم میں داخل ہو کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اور اس ڈبیا کا تعلق بہرحال جنیڈا سے ہے۔ اس لئے یہ قتل جنیڈا نے ہی کیا ہو گا" ——— بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ لیکن آر کسم ریز فائرنگ کے لئے انتہائی پیچیدہ مشینری چاہیئے۔ اور یہ مشینری بہرحال جنیڈا کے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پورٹیبل نہیں ہو سکتی۔ کہ جنیڈا اسے بیگ میں ڈالے

ساتھ ساتھ لئے پھرتی ہو"——عمران نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ جنیڈا کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے فائرنگ کی ہے"——بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" ہاں اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے۔ کہ جنیڈا یہاں اکیلی نہیں آئی۔ یقیناً اس کے ساتھ کاریکا کا پورا گروپ آیا ہو گا۔ جسے سامنے نہیں لایا گیا۔ منظر پر صرف جنیڈا ہی رہی ہے۔ لیکن بلیک زیرو اصل مسئلہ ہے مقصد تلاش کرنے کا۔ اب تک ہونے والی ساری کارروائی کا ہی کوئی مقصد سامنے نہ آرہا تھا کہ اب سر خالد کو قتل کر دیا گیا ہے"——عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھری ہوئی تھیں۔

" ہو سکتا ہے سر خالد نے کوئی ایسا راز پا لیا ہو۔ جسے یہ لوگ سامنے نہ لانا چاہتے ہوں"——بلیک زیرو نے کہا۔

" بظاہر یہی لگتا ہے۔ ڈبیا کو زیور کے ساتھ ان کے خاص کمرے میں پہنچائے جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی باقاعدہ پلاننگ کی گئی تھی۔ بس سر خالد کی موت آئی ہوئی تھی۔ کہ ہماری ساری توجہ اس زیور کو چیک کرنے تک ہی محدود رہی۔ ڈبیا کی طرف خیال ہی نہیں گیا۔ لیکن آخر سر خالد نے کیا ایسی چیز حاصل کر لی تھی۔ جس کے لئے ان کا قتل کیا جانا ضروری ٹھہرا۔ کاغذات کی راکھ سے ظاہر ہوتا ہے۔

کہ وہ کاغذات پر نوٹس لیتے رہے ہیں۔ لیکن ان کاغذات کو جلا دیا گیا۔ ان پر کوئی ادر ریز استعمال کی گئی ہیں اور جس جدید انداز میں یہ ساری کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاریکا انتہائی جدید ترین آلات کے استعمال میں ماہر ہے۔ ہو سکتا ہے ان کاغذات کو جلانے سے پہلے کسی جدید ترین شعاعوں کے ذریعے ان کی نقول حاصل کر لی گئی ہوں۔ میں نے پیڈ کے کاغذات کو بھی چیک کیا۔ میرا خیال تھا کہ شاید پیڈ پر لکھنے کی وجہ سے قلم کے دباؤ کے نشانات پیڈ کے نچلے کاغذات پر موجود ہوں۔ لیکن یہ کاغذات بھی قطعی صاف تھے۔ شاید سر خالد پیڈ سے کاغذ علیحدہ کر کے اس پر لکھنے کے عادی تھے"——عمران نے اس طرح بات کی جیسے وہ بلیک زیرو کی بجائے یہ باتیں اپنے آپ کو سنوا رہا ہو۔

" یہ سارا فساد یقیناً اس زیور کا ہے عمران صاحب۔ سر خالد نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہو گا۔ اسی زیور سے ہی کیا ہو گا"——بلیک زیرو نے کہا۔

" ظاہر ہے زیور اور اس ڈبیا کے علاوہ تیسری تو کوئی چیز جنیڈا کی طرف سے ان تک نہیں پہنچی۔ اسی نظریئے کے تحت میں نے زیور پر بنے ہوئے نشانات پر بڑی جان سوزی کی ہے۔ لیکن وہ سب نشانات ہی ہیں۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ شاید اس میں کوئی نقشہ یا کوئی راز وغیرہ چھپایا گیا ہو"——

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا سر خالد کے علاوہ اور کوئی ایسا ماہر نہیں ہے جو اس زیور سے کچھ حاصل کرنے کے قابل ہو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں یہ زیور ہمارے علاقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس میں صرف سر خالد ہی اتھارٹی تھے۔ ان جیسی گہری نظر یورپ یا ایکریمیا کا کوئی ماہر نہیں رکھ سکتا۔ البتہ جنرل ریسرچ کی بات دوسری ہے۔ لیکن آج تک کسی خزانے کا پتہ نہیں چلایا جا سکا"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آخری صورت یہی رہ جاتی ہے کہ اس جنیڈا پیارک کو سر خالد کے قتل کے الزام میں پکڑا جائے اور پھر اس سے ساری بات اگلوائی جائے"۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑی بے چارگی کے سے انداز میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پولیس اور سیکرٹ سروس میں پھر کیا فرق رہ جائے گا بلیک زیرو"۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"جب اور کوئی حل ہی نظر نہ آ رہا ہو۔ تو پھر کیا کیا جائے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ کیس واقعی میرے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ سر خالد ہمارے ملک کے لئے بہت بڑا سرمایہ تھے۔ اور ان کے قاتل کو ہر صورت میں سزا ملنی چاہئے لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم سوچ رہے ہو ہمیں خود اس

سارے مسئلے کو حل کرنا ہے۔ خود"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے اس کے پاس جواب دینے کے لئے کیا رہ گیا تھا۔ ادھر عمران کی پیشانی پر مسلسل شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ اس کیس نے واقعی اسے ذہنی طور پر بے حد الجھا دیا تھا۔

"صفدر کو ٹرانسمیٹر کال کر کے اس سے رپورٹ لو۔ شاید جنیڈا کی کوئی ایسی حرکت سامنے آ جائے۔ جس سے آگے بڑھنے کا کوئی کلیو مل جائے"۔۔۔ عمران نے اچانک بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"صفدر اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ ٹرانسمیٹر پر صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جنیڈا کے بارے میں تازہ ترین رپورٹ کیا ہے اوور"۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جنیڈا نے ہوٹل ایکسچینج کے ذریعے سر خالد کی رہائش گاہ پر فون کیا۔ وہاں سے اسے اطلاع دی گئی کہ سر خالد ہلاک ہو چکے ہیں۔ پھر جنیڈا ہوٹل سے نکل کر ٹیکسی کے ذریعے سر خالد کی رہائش گاہ پہنچی وہاں پولیس موجود تھی پھر جنیڈا کے باہر آنے سے پہلے عمران صاحب اپنی کار میں سر خالد کی رہائش گاہ سے نکلتے دکھائی دیئے۔ اس کے

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جنیفر باہر آئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ ٹیکسی فوری طور پر نہ ملنے کی وجہ سے وہ کالونی کے چوک پر گئی۔ وہاں ایک ریستوران کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ سے اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے۔ لیکن جب دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر پلازہ مارکیٹ کے آغاز میں اتر کر پیدل چلتی ہوئی ہجوم میں گم ہو گئی۔ پھر ایک ریستوران میں انکوائری سے پتہ چلا ہے۔ کہ جنیفر نے فون روم میں بیٹھ کر کسی کو فون کیا ہے۔ وہ کافی دیر فون روم میں رہی۔ اور جب پتہ چلا کہ جنیفر اس کے بعد ابھی تک فون روم سے کسی اور نے کال نہیں کی تو میں نے پاؤڈر کے ذریعے وہ نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی جس پر جنیفر نے کال کی تھی۔ لیکن شاید ڈائل کو کال کرنے کے بعد اچھی طرح صاف کر دیا گیا تھا۔ ہوٹل سے بھی جنیفر نے کئی بار عمران صاحب کے فلیٹ پر فون کرنے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف سے رسیور ہی نہیں اٹھایا گیا۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں ہی ہے اوور" ــــ صفدر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے نگرانی جاری رکھو اوور اینڈ آل" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" اس ریستوران سے یقیناً جنیفر نے اپنے گروپ کو کال کیا ہوگا۔ ویسے یہ لڑکی بے حد ذہین اور ہوشیار ہے۔

کسی کلیو کو بھی نظر انداز نہیں کرتی " ــــ عمران نے کہا۔

" واقعی عمران صاحب۔ ورنہ عام طور پر کال ملانے کے بعد ڈائل کو صاف کر دینے کا خیال کسی کو بھی نہیں آتا" ــــ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے رسیور اٹھایا۔ اور انکوائری سے ہوٹل شلٹن کے نمبر پوچھ کر اس نے ہوٹل شلٹن کے نمبر ڈائل کئے۔

" ہوٹل شلٹن" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

" مس جنیفر اسپارک سے بات کرائیے" ــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" ہولڈ آن کیجئے" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر جنیفر اسپارک کی آواز ابھری۔

" جنیفر اسپارک بول رہی ہوں" ــــ جنیفر اسپارک کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

" مبارک ہو مس جنیفر اسپارک" ــــ عمران نے بڑے خلوص لہجے میں مبارک دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ علی عمران تم۔ کس بات کی مبارک دے رہے ہو تم میرا نوادر سر خالد کے کمرے سے کیوں اٹھا کر لے گئے ہو۔ میں نے کتنی بار تمہارے فلیٹ فون کیا ہے۔ لیکن وہاں سے کوئی رسیور ہی نہیں اٹھاتا۔ وہ نوادر مجھے واپس کر دو۔ وہ میری قانونی ملکیت ہے" ــــ جنیفر اسپارک نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"مبارک باد اس بات کی دے رہا ہوں کہ آخر کار تم اپنے مِ
کامیاب ہو ہی گئیں۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ مادام روز کو بھی
کر کے مبارک باد دوں کہ اس کی سوتیلی بیٹی کی ذہانت کو د
ہوئے اُسے کوئی بڑا انعام ملنا چاہیئے۔ اور کسی ذہین عورت
لئے سب سے بڑا انعام کوئی احمق شوہر ہی ہو سکتا ہے۔ کیو
ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ نجانے کس نے تمہارے ذہن میں
بات بٹھا دی ہے۔ کہ میں کسی مشن کے لئے یہاں آئی تھی۔
سر خالد کی اس اچانک موت سے تو میرا یہاں آنا ہی
ثابت ہوا ہے۔ کم از کم مرنے سے پہلے وہ اس نوادر کے
میں اپنی تصدیق شدہ رائے ہی لکھ ڈالتے تو میرا یہاں آ
بیکار ثابت نہ ہوتا۔ بہرحال تم میرا نوادر واپس کرو۔ اب
فوراً واپس جانا چاہتی ہوں۔ کیا تم فلیٹ سے فون کر دو
جنیڈا اسپارک نے اُسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جنیڈا اسپارک۔ تمہیں رائے کی اب کیا ضرورت
رہ گئی ہے۔ ملکہ توری کے خزانے کا راز تم تک پہنچ چکا
عمران نے ایک بار پھر اندھیرے میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔

"ملکہ توری کا خزانہ۔ بکواس۔ یہ سب ایسی ہی کہانیاں
ماہرین کے ذہن کی پیداوار۔ بھلا ملکہ توری کے پاس کیا خزا
ہو سکتا ہے۔ وہ تانبے کے دور کی عورت تھی۔ اس کا اپنا زیو
تانبے سے بنا ہوا ہے۔ اور وہ خزانے کی مالک تھی۔ اگر ہو گا

ہی تو بھی تانبے کے ٹکڑے ہوں گے۔ ویسے بھی ماہرین کے مطابق
س دور میں راکاس قلعے کی آبادی آج کل کے لحاظ سے کسی
یہات سے بھی کم ہو گی۔ بس قلعے کا نام ہی نام ہے۔ اس
زانے سے زیادہ قیمتی بہرحال یہ زیور ہے۔ تم بے شک اس
کا خزانہ تلاش کرتے رہو۔ مجھے تو بس وہ زیور واپس کر دو۔
ور سنو اگر تم نے وہ زیور واپس نہ کیا تو پھر میں گریٹ لینڈ
کے سفارت خانے سے رجوع کروں گی۔ تمہاری بہتری اسی
ین ہے۔ کہ تم وہ زیور مجھے واپس کر دو" ـــــ جنیڈا اسپارک
نے جواب دیا۔

"ارے ارے۔ اتنے غصے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو زیور
س لئے لے آیا تھا کہ یہ دیکھ سکوں کہ کیا سر خالد نے خزانے
کا نقشہ صحیح طور پر بنایا بھی ہے یا نہیں۔ لیکن وہاں سے جلے
ہوئے کاغذات کی جو راکھ ملی ہے۔ جب اُسے میں نے مخصوص
کیمیکلز سے چیک کیا تو مس جنیڈا اسپارک ویری سوری۔
سر خالد بھی باوجود بے پناہ ذہانت کے صحیح طور پر اس راز
کو نہیں سمجھ سکے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ زیور کی ڈبیا کو بھی اچھی
طرح چیک کر لیا گیا ہے۔ گو تمہارے آدمیوں نے اس میں
موجود مشنری کو راکھ بنا دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس
ڈبیا میں بہرحال اتنا کچھ موجود ہے جس سے تم پر سر خالد کو
قتل کرنے کا الزام ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ
سر خالد ہمارے ملک کے لئے کتنا بڑا سرمایہ تھے" ـــــ عمران

کا لہجہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"تم ایک بار پھر مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہو۔ آخر تمہ
سے کیا دشمنی ہے۔ یہ عام سی ڈبیا تھی۔ جسے تم سنگلنے
بنائے جا رہے ہو۔ میں نے یہ ڈبیا گریٹ لینڈ کے ایک
ڈیپارٹمنٹ سے خریدی ہے۔ اور اس ڈبیا پر ان کا مارک
موجود ہے۔ اور نمبر بھی۔ وہاں ریکارڈ میں میرا نام بھی مو
اس لئے تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ وہ سب بکواس ہے۔
الزام تراشی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تم کسی نامعلوم دشم
وجہ سے مجھے پھنسانے کے لئے اس جیسی کوئی اور ڈب
ڈالو۔ اب مجھے سفارت خانے سے فوری رجوع کرنا ہی
تم کمینگی کی آخری حد پر اتر آئے ہو۔ اور سر خالد نے ا
سے کوئی راز حاصل کیا ہے۔ غلط کیا ہے یا صحیح کیا ہے
اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور اب سفیر کے ذریعے
سے بات ہو گی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جنیڈا سپار
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم
اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے۔ کسی انداز میں بھی بات کی جائے۔ پلو ہی نہیں
بلیک زیرو نے جو لاؤڈر پر ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ عمران کے ر
رکھتے ہی بول پڑا۔

"یہ پلو پکڑنے کا سلسلہ مشرق میں ہوتا ہے۔ بلیک
یہاں کی عورتیں پلو لٹکائے پھر رہی ہوتی ہیں۔ مغرب میں پلو

کام۔ وہاں تو بازو میں بازو ڈالو اور رمبا سمبا ناچ شروع"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تو محاورتاً بات کی تھی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے خفیف ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اب ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ زیور جنیڈا کے حوالے کر دیں۔ سر خالد پر فاتحہ پڑھیں اور حکومت سے لمبی لمبی تنخواہیں لینے کے باوجود چادر تان کر سو جائیں" عمران نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو ظاہر ہے سوائے ہونٹ چبانے کے اور کیا کر سکتا تھا۔

عمران کی کار دانش منزل سے نکل کر اب ہوٹل شلٹن کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس نے واقعی زیور فوری طور پر جنیڈا کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی واضح فلمیں تیار کر چکا تھا۔ اور اب اس زیور کو مزید روکنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے کار ہوٹل شلٹن کی وسیع و عریض پارکنگ میں روکی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر کر اسے لاک کر ہی رہا تھا کہ ٹائیگر کی کار پارکنگ میں داخل ہوئی۔ عمران کی نظر جیسے ہی ٹائیگر پر پڑی وہ یک لخت چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تھا۔ چنانچہ وہ ہوٹل کی طرف جانے کی بجائے وہیں رک گیا۔ ٹائیگر نے بھی عمران کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ کار روک کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا عمران

کی طرف بڑھا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا۔

"ٹائیگر۔ اگر کبھی عبدالعلی کی ضرورت پڑ جائے تو وہ کہاں مل سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"عمران صاحب۔ عبدالعلی حاضر ہے۔ حکم فرمائیے"۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کسی سائنسی تھیوری پر بات کرنا چاہتا ہے۔

"میری کار میں بیٹھو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر جلدی سے گھوم کر دوسری سائیڈ پر آیا۔ اور سائیڈ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار کو بیک کر کے واپس موڑا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آ گئی۔

"آرکسم ریز عبدالعلی کا خاص موضوع رہی ہیں۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آرکسم ریز۔ جی ہاں"۔۔۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جب تک کار سنٹرل گارڈن نہ پہنچ جائے تم آرکسم ریز کے بارے میں اپنی یادداشت کو پوری طرح تیز کر لو"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کار سنٹرل گارڈن کی پارکنگ میں

روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی اترا۔ اس کی پیشانی پر لکیروں کا جال ابھر آیا تھا۔ عمران اسے لے کر باغ کے ایک پرسکون کونے میں آ کر بیٹھ گیا۔

"سنو ٹائیگر۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے آرکسم ریز پر خاصا کام کیا ہوا ہے۔ اب ایک ایسا مسئلہ درپیش ہے۔ جس میں آرکسم ریز کو بالکل جدید انداز میں استعمال کیا گیا ہے۔ میں تمہیں مسئلے کی تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ تم اس پر غور کرو۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات تمہارے ذہن میں آ جائے جو میرے ذہن میں نہیں آ رہی"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فرمائیے"۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے اسے سر خالد کے بند کمرے میں آرکسم ریز سے قتل ہونے اور زیور کی اس ڈبیا کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔ ٹائیگر بڑے غور سے یہ سنتا رہا۔ لیکن وہ بولا نہیں۔

"اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ آرکسم ریز کو تھری پنچ سسٹم سے کنٹرول کر کے فائر کیا گیا ہے۔ اور تھری پنچ سسٹم کی فائرنگ رینج بھی کچھ زیادہ وسیع نہیں ہوتی۔ اس لئے لازماً یہ مشین دارالحکومت میں ہی کسی جگہ نصب کی گئی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس مشین کو کیسے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ میں نے زولو آن تھیوری پر بھی سوچا ہے لیکن وہ بھی بیکار ثابت ہوئی ہے۔ تمہارے ذہن میں کوئی تھیوری آ رہی ہو تو بتاؤ"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر چند لمحے خاموش

رہنے کے بعد یک لخت چونک پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے گریٹ لینڈ کے سائنسدان ہاسٹن کی نئی تھیوری فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کے بارے میں تو پڑھا ہوگا" ——— ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ اگر فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کے تحت فضا میں ریڈیو لہروں کو پھیلایا جائے تو تھری پنچ سسٹم کے مرکز کی نشاندہی ہو سکتی ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ تھری پنچ سسٹم ریڈیو لہروں کے تھری ایکس شارٹ سرکل تھیوری پر کام کرتا ہے۔ اور تھری ایکس شارٹ فضا میں ایتھر میں کئی روز قائم رہتا ہے۔ اور فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ یقیناً اس تھری ایکس شارٹ سرکل کو وہیں سے بریک کرے گا۔ جہاں سے اس کا آغاز ہوا ہوگا۔ اگر فضا میں اس مقام کی نشاندہی ہو جائے تو پھر آسانی سے تھری پنچ سسٹم مرکز کی نشاندہی ہو سکتی ہے" ——— ٹائیگر نے کہا اور عمران کے چہرے پر یک لخت مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ ویری گڈ۔ واقعی یہ تھیوری قابل عمل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عبدالحلی ابھی زندہ ہے۔ اس سے مل کر مسرت ہوئی ہے" ——— عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ تو ٹائیگر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے مقابلے میں بے چارہ عبدالحلی کیا حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تو اندھے کے پیر تلے بٹیر آجانے والی بات ہے" ——— ٹائیگر نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بٹیر کو پیر تلے دینے کے لئے اندھا بننا کوئی مہنگا سودا نہیں ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹائیگر صرف مسکرا کر رہ گیا۔

"آؤ۔ میں تمہیں ہوٹل شلٹن چھوڑ دوں تاکہ تم اطمینان سے بٹیروں کو پیر تلے دے سکو" ——— عمران نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ ابھی یہ تجربہ کریں گے۔ مگر کہاں" ٹائیگر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ کرنا تو ابھی ہی پڑے گا۔ ورنہ بٹیر اڑ گیا تو باقی ساری عمر اندھا ہی رہنا پڑے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب۔ اس کے لئے تو لیبارٹری کی ضرورت ہوگی" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"سرداور کی لیبارٹری کب کام آئے گی" ——— عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی......"

ٹائیگر نے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا۔

" نہیں ـــــ سردار مجھے بھی بڑی مشکل سے برداشت کرتے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے" ـــــ عمران نے کہا اور کار سنٹرل گارڈن کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکال کر شلٹن ہوٹل کی طرف موڑ دی۔

چوڑے چہرے اور فراخ پیشانی والا ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک آرام کرسی پر نیم دراز آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس آدمی نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ دروازے پر ایک الجھے ہوئے بالوں اور چھریرے بدن کا آدمی کھڑا تھا اس کی فراخ پیشانی شکنوں سے پر تھی۔ اور چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

" باس۔ ہمیں چیک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے" ـــــ الجھے بالوں والے نے تیز لہجے میں کہا۔

" کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو سٹونی۔ کون چیک کر رہا ہے " کرسی پر نیم دراز آدمی نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔

" سپیشل مشینری ابھی کھولی نہیں گئی۔ کیونکہ اسے سب سے

آخر میں کھولا جانا تھا۔ میں نے اس کی ولاسٹی چیک کرنے کی غرض سے اُسے کھولا تو سپیشل مشینری نے حیرت انگیز کاشن دینے شروع کر دیئے ہیں" ـــــ سٹڈنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز کا کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو سٹڈنی۔ تم بڑی طرح الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہو" ـــــ پاسٹر نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"یب۔ سپیشل مشینری کی تھرڈ بیم ٹو فولڈ کاشن دینا شروع کر دے تو کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے" ـــــ سٹڈنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تھرڈ بیم ٹو فولڈ کاشن دے رہی ہے۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ سپیشل مشینری کا مرکز فضا میں تلاش کیا جا رہا ہے۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہیں تم نشے میں تو نہیں ہو" ـــــ پاسٹر کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔

"میرے ساتھ آؤ اور خود دیکھ لو" ـــــ سٹڈنی نے جواب دیا۔ اور پاسٹر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر راہداری میں دوڑتا ہوا وہ ایک کھلے دروازے میں مڑ کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ جس کی ایک دیوار کے ساتھ نصب ایک قد آدم مگر چوڑائی میں خاصی لمبائی تک پھیلی ہوئی انتہائی جدید ترین مشینری کی طرف بڑھتا گیا۔ مشینری آن تھی۔ سٹڈنی بھی اس کے پیچھے تھا۔ جب کہ اس ہال نما کمرے

میں موجود دیگر مشینوں کو کھول کر بڑے بڑے ڈبوں میں پیک کیا جا رہا تھا۔ تقریباً چھ آدمی اس کام میں مصروف تھے۔

"اوہ اوہ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ آج تک ایکریمیا کے سائنسدان تھری پنچ سسٹم شارٹ سرکل کے مرکز کو تلاش نہیں کر سکے۔ اور اس پس ماندہ ملک میں ایسی کوشش۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں" ـــــ پاسٹر نے مشین کے سامنے رکتے ہوئے بے اختیار ہاتھوں سے دونوں آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"تھری زیڈ ایکس مشین کھل چکی ہے ورنہ کم از کم یہ تو پتہ چل جاتا کہ آخر یہ کیسے ممکن ہوا" ـــــ سٹڈنی نے کہا۔

"ایکس زیڈ ابھی کام کر رہا ہے۔ مارٹی کو کہو فوراً چیک کر کے بتائے کہ فضا میں کیا پھیلایا گیا ہے۔ جلدی کرو۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے" ـــــ پاسٹر نے چیختے ہوئے کہا اور سٹڈنی تیزی سے مڑ کر سائیڈ میں رکھی ہوئی تپائی پر موجود انٹرکام سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے ایک نمبر پریس کیا۔

"یس مارٹی۔ فرام ایکس زون" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مارٹی یہاں سپیشل مشینری پر تھرڈ بیم ٹو فولڈ کاشن دے رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تھری پنچ ـــــ شارٹ سرکل

جواب ایتھر میں موجود ہے ۔ کہ مرکز کو کسی پراسرار انداز میں چیک کئے جانے کی کوشش کی جارہی ہے ۔ تھری زیرو ایکس مشین کھل چکی ہے ۔ اس لئے اب تم چیک کر کے بتاؤ کہ فضا میں کیا پھیلایا جا رہا ہے ۔ جلدی چیک کر کے بتاؤ" سڈنی نے تیز لہجے میں کہا ۔

" میں ابھی چیک کرتا ہوں "۔۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے حیرت بھری آواز سنائی دی ۔ جیسے اسے بھی سڈنی کی بات پر یقین نہ آرہا ہو ۔ اور سڈنی نے ہونٹ چباتے ہوئے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا ۔

" سڈنی ۔ اس پس ماندہ ملک میں اس قدر جدید مشینری کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے ۔ کم از کم مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس سپیشل مشینری کی لائیننگ میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہو ۔ کوئی ۔ ٹی ۔ زیڈ ٹرانسسٹر پوری طرح چارج نہ ہو رہا ہو "۔۔۔۔ پاسٹر نے سڈنی کے دوبارہ مشین کے قریب آنے پر اس سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" اگر ایسی بات ہوتی پاسٹر تو پھر ٹی ۔ تھری فوراً کاشن دینا شروع کر دیتی ۔ حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ وہ کاشن نہیں دے رہی "۔۔۔۔ سڈنی نے جواب دیا اور پاسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر تقریباً سات آٹھ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور سڈنی دوڑتا ہوا انٹرکام کی طرف لپکا ۔

" یس ۔۔۔۔ سڈنی اٹنڈنگ "۔۔۔۔ سڈنی نے رسیور اٹھاتے ہی کہا ۔

" سڈنی ۔ انتہائی حیرت انگیز نتیجہ سامنے آیا ہے ۔ فضا میں فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے" دوسری طرف سے مارٹی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا ۔

" فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ اور یہاں ۔ کیا کہہ رہے ہو " سڈنی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ اور پاسٹر بھی اس کی بات سن کر دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا ۔ اس نے جھپٹ کر سڈنی کے ہاتھ سے رسیور لے لیا ۔

" مارٹی ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کے لئے انتہائی جدید ترین لیبارٹری کی ضرورت ہے ۔ اور پھر فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ تو اس قدر جدید تھیوری ہے کہ شاید یہاں والوں نے اس کا نام بھی نہ سنا ہو گا ۔ کیا تم نے رزلٹ لینے میں تو غلطی نہیں کی "۔۔۔۔ پاسٹر نے تیز آواز میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" نہیں پاسٹر ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔ فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کی وجہ سے ریڈیو لہریں پہلے ٹی ۔ کراس فیلڈ میں ایڈجسٹ کی جاتی ہیں ۔ اور اس کے بعد لازماً ایتھر میں موجود تھری بنچ شارٹ سرکل کے مرکز کو تلاش کر لیا جائے گا "۔۔۔۔ دوسری طرف سے مارٹی نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ - ویری بیڈ - ٹھیک ہے - تمام مشینری فوری طور پر آف کر دو - فوراً " ___ پاسٹر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پھینکا اور تیزی سے سپیشل مشینری کی طرف بڑھا - سڈنی پہلے ہی اُسے آف کرنے میں مصروف تھا -

" لیکن اس سے کیا فائدہ ہو گا پاسٹر - شارٹ سرکل کا مرکز تلاش ہوتے ہی ہمارا یہ سنٹر سامنے آ جائے گا - اب مشینری آف ہونے سے کیا فرق پڑے گا " ___ سڈنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا -

" تمہارا کیا مطلب ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں " ___ پاسٹر نے کہا -

" میرا خیال ہے کہ ایسا صرف ہمارے سنٹر کو ٹریس کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے - اس لئے ہمیں فوراً سپیشل مشینری کو تباہ کر کے اسے غائب کر دینا چاہئے - اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے " ___ سڈنی نے تیز لہجے میں کہا -

" اوہ نہیں - اس قدر قیمتی مشینری کیسے تباہ کی جا سکتی ہے - ہم خواہ مخواہ گھبرا گئے ہیں - ان لوگوں کو تھری پنچ سسٹم کا کسی طرح علم ہی نہیں ہو سکتا - آرکسم ریز چارجر جو ڈبیا میں تھا - وہ مکمل طور پر آف ہو چکا ہے - پھر کیا یہ لوگ جادو جانتے ہیں - یہ کوئی اور ہی چکر ہے " ___ پاسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا -

" خدا کرے ایسا ہی ہو - لیکن پھر بھی ہمیں انتہائی محتاط رہنا چاہیئے " ___ سڈنی نے مشین کا فائنل بٹن آف کرتے ہوئے کہا -

" ادھر میرے ساتھ آؤ " ___ پاسٹر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا - اور تیزی سے ہال نما کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا - چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں اُسی کمرے میں واپس پہنچ گئے - جس میں پہلے پاسٹر بیٹھا ہوا تھا -

" سنو - اگر واقعی یہ سب کچھ ہمارے لئے کیا جا رہا ہے - تو پھر ان کا مقصد یقیناً وہ فلم حاصل کرنا ہے جو ملکہ توری کے خزانے کی ہے - اگر وہ فلم یہاں سے ہٹا دی جائے تو پھر یہ لوگ ہمارے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں کر سکتے - تمہیں معلوم تو ہے کہ یہ سارا پراجیکٹ یہاں باقاعدہ حکومت کے ساتھ معاہدے کے تحت لایا گیا ہے - اور پاکیشیا حکومت کو علم ہے کہ اس پراجیکٹ سے ہم یہاں فضا میں پائی جانے والی ایتھر کی تہہ کو چیک کر رہے ہیں - تاکہ اس بات کا اندازہ لگایا جا سکے کہ یہاں جدید ترین ٹیلی مواصلات کی ترقی کے لئے کیا شارٹ سرکل سٹلائٹ سٹیشن قائم کیا جا سکتا ہے یا نہیں - اور ہم نے باقاعدہ اس پر ریسرچ بھی کی ہے اور اس سلسلے میں ریسرچ رپورٹ بھی تیار کر لی ہے - اس لئے اگر یہاں کوئی آتا بھی ہے تو اُسے آسانی سے مطمئن کیا جا سکتا ہے ہمارے اصل مشن کا تو کسی کو علم ہو ہی نہیں سکتا " ___ پاسٹر

نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے پاسٹر لیکن تم نے دو باتوں کو مدنظر نہیں رکھا۔ ایک تو یہ کہ اگر واقعی وہ ہمیں ٹریس کرنے کے لئے فضا میں فاسٹ ٹیپنگ ریڈیو ویز سرکٹ قائم کر رہے ہیں۔ تو ظاہر ہے انہیں اس بات کا علم ہو جائے گا۔ کہ ہم نے کھری پنچ سسٹم کا شارٹ سرکل فضا میں قائم کیا ہے۔ اور اگر واقعی ایسا ہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہ علم ہو گیا ہے کہ بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ سر خالد کو اس کھری پنچ شارٹ سرکل سے آرکسیم دینے کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو تحقیقات ہم سرکاری طور پر کر رہے ہیں۔ اس کے لئے کھری پنچ شارٹ سرکل کو فضا میں قائم کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ اس صورت حال میں کیا یہ لوگ واقعی ہماری بات پر یقین کر لیں گے"۔۔۔ سٹڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی اگر اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم سب سر خالد کے قتل کے الزام میں گرفتار کئے جا سکتے ہیں"۔۔۔ پاسٹر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں۔ کہ کھری پنچ سسٹم پیدا کرنے والی سپیشل مشینری کو تباہ کر کے آتشدان سپیشل میں ڈال کر مکمل طور پر جلا دیں۔ اور باقی پیک شدہ مشینری کو دوبارہ

ایڈجسٹ کر دیں۔ جس سے یہی ظاہر ہو کہ ہمارا مرکز اب بھی باقاعدہ ریسرچ ورک کر رہا ہے۔ اس سنٹر کو حکومت پاکیشیا ور ہمارے سفارت خانے کا مکمل تحفظ حاصل ہے۔ اور ہم سب گریٹ لینڈ کے انتہائی معزز سائنسدانوں میں شامل وتے ہیں۔ سپیشل مشینری کی عدم موجودگی میں کسی طرح بھی ہم پر کوئی الزام ثابت نہ ہو سکے گا۔ اور ہم ہر طرح سے قانونی طور محفوظ ہو جائیں گے۔ البتہ تمہارا مسئلہ دوسرا ہے۔ تم اس یسرچ کے تحت یہاں نہیں آئے۔ اس لئے تم وہ فلم لے کر ری طور پر یہاں سے کسی ہوٹل میں شفٹ ہو جاؤ۔ تمہارے اغذات اصلی ہیں اور تم سیاح کے طور پر یہاں آئے ہو۔ پھر تمہارا کسی طرح بھی مادام جنیفا کے ساتھ کوئی تعلق بت نہیں کیا جا سکتا۔ تم اطمینان سے فلم لے کر کسی بھی ائٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ جا سکتے ہو"۔۔۔ سٹڈنی نے ویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے" سٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس اس سارے کام کو تکمیل دینے کے ے ابھی کافی وقت ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو بس اپنا مان لے کر یہاں سے خاموشی سے نکل جاؤ۔ باقی سب میں خود سنبھال لوں گا"۔۔۔ سٹڈنی نے کہا اور پاسٹر سر ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"او۔کے ــــــ تم جا کر انتظامات کراؤ اور اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دینا۔ میں اپنا سامان لے کر یہاں سے ابھی چلا جاتا ہوں" ــــــ پاسٹر نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور سڈنی سر ہلاتا ہوا مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

HASSAN RAZA.

"تمہاری تھیوری سو فیصد درست نکلی عمران۔ یہ دیکھو رزلٹ۔ تھری پنچ شارٹ سرکل کا مرکز ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ ٹریس ہوئی ہے" ــــــ سرداور نے دھاکے سے اپنے دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے ہاتھ میں کمپیوٹر رزلٹ کارڈ تھا۔

"ذیشان کالونی۔ ویری گڈ۔ اب سر خالد کے قاتل بچ کر نہ جا سکیں گے" ــــــ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور سرداور سے کارڈ لے کر اس نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اور پھر تیزی سے میز پر موجود ٹیلی فون کے نچلے حصے پر موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سرداور اس دوران میز کی طرف سے گھوم کر اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس لئے ان کی فون کی طرف پشت ہو گئی تھی ۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے ہاتھ کی اوٹ اس طرح کر لی تھی ۔ کہ سر داور اگر دیکھ بھی لیں تو انہیں ایکسٹو کے مخصوص نمبروں کا علم نہ ہو سکے ۔ لیکن جب سر داور کرسی پر بیٹھے ۔ اس سے پہلے عمران آخری نمبر ڈائل کر چکا تھا ۔

" ایکسٹو " ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی ۔

" میں عمران بول رہا ہوں جناب سر داور کی لیبارٹری سے میں نے جناب وہ مرکز تلاش کر لیا ہے ۔ جہاں سے سر خالد کو قتل کرنے کے لئے آرکسم ریز کو فائر کیا گیا ہے ۔ یہ ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بنتا ہے ۔ ذیشان کالونی چونکہ سر داور کی لیبارٹری سے کافی دور ہے ۔ اس لئے آپ وہاں نگرانی کے لئے ممبرز بھجوا دیں ۔ میں خود وہاں جا رہا ہوں " ـــــ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ممبرز کو وہاں بھجوا دیتا ہوں ۔ تم بھی فوراً وہاں پہنچنے کی کرو " ـــــ دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔

" عمران یہ بتاؤ ۔ یہ فاسٹ ٹیڈنگ سرکٹ کے ذریعے تھری پنچ شارٹ سرکل کے مرکز کو تلاش کرنے کا خیال آخر تمہیں

کیسے آیا ۔ بظاہر تو ایسا سوچنا بھی ناممکن ہے " ـــــ سر داور نے عمران کے رسیور رکھتے ہی کہا ۔

" یہ میری سوچ نہیں ہے سر داور " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" تمہاری سوچ نہیں ہے ۔ کیا مطلب " ـــــ سر داور نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" اب آپ کو کیا بتاؤں ۔ آپ کہیں ناراض نہ ہو جائیں " ـــــ عمران نے کہا ۔

" میں ناراض ہو جاؤں ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو ۔ اگر یہ تمہاری سوچ نہیں ہے تو پھر یقیناً یہ کسی انتہائی ذہین اور انتہائی جدید ترین تھیوریز سے واقف کسی بڑے سائنسدان کی ہی سوچ ہو سکتی ہے ۔ اور اگر واقعی ایسا کوئی سائنسدان یہاں موجود ہے ۔ تو میں اس سے ملنا فخر سمجھوں گا " ـــــ سر داور نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" وہ بے چارہ تو میری منتیں کر رہا تھا ۔ کہ مجھے سر داور کی لیبارٹری میں لے چلو میں خود اس سارے سیٹ اپ پر کام کرنا چاہتا ہوں ۔ لیکن میں نے اسے کہا کہ سر داور میرا وجود لیبارٹری میں نجانے کس طرح برداشت کرتے ہیں تمہیں وہاں کون گھسنے دے گا " ـــــ عمران نے کہا ۔ تو سر داور کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں ۔

" کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ تو تم نے بے حد ظلم کیا ہے ۔ اتنا

بڑا سائنسدان اگر میری لیبارٹری میں آنا چاہتا تھا تو میں اُسے خوش آمدید کہتا" ــــــ سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا شاید انہیں غصہ اس بات پر آرہا تھا کہ عمران نے انہیں اس بڑے سائنسدان سے ملنے کے موقعے سے محروم کر دیا ہے۔

" وہ سائنسدان نہیں ہے سرداور۔ ایک عام سا غنڈہ ہے۔ جو کلبوں، باروں، ہوٹلوں میں غنڈہ گردی کر کے روٹی کماتا ہے۔ اس کا نام ٹائیگر ہے۔ اب آپ خود بتائیے ایسے آدمی کو میں بھلا اس قدر قیمتی اور خفیہ لیبارٹری میں کیسے لے آسکتا تھا" ــــــ عمران نے کہا۔

" ہونہہ۔ تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ تم اب سائنسدانوں کو غنڈے کہنے لگے ہو" ــــــ سرداور کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

" ارے ارے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں سرداور۔ میں بھلا آپ جیسے معزز سائنسدان سے ایسا مذاق کر سکتا ہوں" عمران نے سرداور کے بے پناہ غصے پر گھبراتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ اگر تم اس کا نام نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ لیکن تم کسی سائنسدان کو غنڈہ کہو، کم از کم یہ میری برداشت سے باہر ہے" ــــــ سرداور کا غصہ واقعی عروج پر تھا۔

" سرداور۔ سائنسدان تو انتہائی محترم شخصیات ہوتی ہیں۔ میں تو انہیں غنڈہ کہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ جہاں

تک ٹائیگر کا تعلق ہے۔ وہ ہے تو زیرِ زمین دنیا کا فرد۔ لیکن ذہین آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے سائنس کا مطالعہ اس کا مشغلہ ہو۔ آپ اُسے جو مرضی آئے سمجھیں۔ آپ کے پاس یہاں وائڈ رینج ٹرانسمیٹر ہے وہ مجھے دیجئے۔ میں ابھی آپ کے سامنے اُسے کال کر کے بات کرتا ہوں" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سرداور نے میز کی دراز کھولی اور ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ لیکن ان کے چہرے پر ابھی تک ناراضگی بلکہ کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو ــــــ عمران کالنگ اوور" ــــــ عمران نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

" یس ــــــ ٹائیگر اٹنڈنگ اوور" ــــــ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اور سرداور ٹرانسمیٹر سے بولنے والے کے منہ سے ٹائیگر کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

" ٹائیگر۔ میں سرداور کی لیبارٹری سے کال کر رہا ہوں۔ تمہاری بتائی ہوئی تھیوری بالکل غلط ثابت ہوئی ہے اوور" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" غلط ثابت ہوئی ہے۔ اوہ مگر...... اوور" ــــــ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن شاید حیرت یا پریشانی کی وجہ سے وہ فقرہ مکمل نہ کر سکا تھا اور اوور کہہ

دیا تھا۔

"سنو سرداور میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی ضد ہے کہ تم نے تو صحیح تھیوری بتائی ہو گی۔ لیکن میں نے خود اس میں کہیں غلطی کی ہے۔ اس لئے تم خود اپنی اس تھیوری کو مختصر طور پر بتا دو تاکہ سرداور اسے سن سکیں اوور"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ٹائیگر نے وہی تھیوری بتا دی جو اس سے پہلے اس نے عمران کو سنٹرل گارڈن میں بتائی تھی۔

"میں داور بول رہا ہوں۔ تم نے اپنا نام ٹائیگر کیوں رکھا ہوا ہے۔ تمہارا اصل نام کیا ہے۔ تم جیسے سائنسدان کو اس قسم کا نام نہیں رکھنا چاہیئے اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر کی بات ختم ہوتے ہی عمران سے پہلے سرداور بول پڑے۔

"سرداور۔ میں سائنسدان نہیں ہوں۔ البتہ سائنسدانوں کی عزت ضرور کرتا ہوں۔ میرا تعلق تو زیر زمین دنیا سے ہے۔ اور وہاں ایسے ہی نام پسند کئے جاتے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے۔ ویسے میں سخت شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے آپ بھی ڈسٹرب ہوئے اور اصل مقصد بھی حل نہ ہو سکا۔ لیکن یہ بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آخر یہ تھیوری فیل کیوں ہوئی اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فیل نہیں ہوئی پاس ہو گئی ہے۔ اور اب شاید حیرت کی

شدت سے میرا دماغ پھٹ جائے گا۔ کہ زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد بھی سائنس میں اس قدر گہری نظر رکھ سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ تھیوری تو میرے ذہن میں بھی نہ آ سکتی۔ بہرحال تم فوراً مجھ سے بالمشافہ ملو۔ میں تم سے مزید بات کرنا چاہتا ہوں اوور"۔۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"اوہ۔ خدا کا شکر ہے کہ عمران صاحب کا مقصد حل ہو گیا۔ ویسے آپ جیسے سائنسدان سے ملاقات تو میرے لئے انتہائی خوش بختی ہو گی سر۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باقی باتیں بعد میں ہوں گی اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سرداور۔ میں نے صرف آپ کا غصہ دور کرنے کے لئے اتنا وقت صرف کیا ہے۔ ورنہ مجھے وہاں ذیشان کالونی فوراً پہنچنا چاہیئے تھا۔ بہرحال پھر ملاقات ہو گی۔ فی الحال مجھے اجازت دیجئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری عمران۔ واقعی مجھے تمہاری بات پر بے حد غصہ آیا تھا۔ لیکن میرے تصور میں بھی نہ تھا۔ کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ بہرحال اب تم فارغ ہوتے ہی اسے ساتھ لے آنا۔ میں اس سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ سرداور نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اُسے مار دھاڑ سے فرصت ملے گی تو آئے گا۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ اسے کسی طرح گھیر گھار کر یہاں لے آؤں۔ خدا حافظ" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار سر داور کی لیبارٹری سے نکل کر ذیشان کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ذیشان کالونی امراء کی کالونی تھی۔ اور وہاں بڑی بڑی محل نما کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ کالونی لیبارٹری سے بالکل مخالف سمت میں دارالحکومت کی دوسری سمت تھی۔ اس لئے عمران کو پورا شہر کراس کر کے وہاں تک پہنچنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ ذیشان کالونی میں داخل ہو کر اس نے جیسے ہی کار مطلوبہ کوٹھی سے ذرا پہلے ایک گھنے درخت کے نیچے روکی ایک طرف سے تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا ہی تھا کہ تنویر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"عمران کوٹھی نمبر اٹھارہ میں تو کوئی سائنسی پراجیکٹ قائم ہے باہر باقاعدہ بورڈ لگا ہوا ہے۔ میں نے چیف کو اطلاع دی تو اس نے تم سے بات کرنے کے لئے کہا ہے" ___ تنویر نے قریب آکر کہا۔

"اچھا۔ تو باقاعدہ بورڈ بھی لگا رکھا ہے۔ بہت خوب۔ آؤ میرے ساتھ" ___ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور۔

ساتھ ہی وہ دوبارہ سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ تنویر گھوم کر دوسری سمت آیا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"اکیلے آئے ہو یا اور بھی کوئی ساتھ ہے" ___ عمران نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"صدیقی اور چوہان عقبی طرف موجود ہیں" ___ تنویر نے جواب دیا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کوٹھی واقعی محل نما تھی۔ اور گیٹ پر ایک بڑا سا بورڈ بھی موجود تھا۔ عمران نے کار گیٹ پر روکی اور پھر کھڑکی سے سر نکال کر بورڈ کو پڑھنے لگا۔

"سٹلائٹ ریسرچ پراجیکٹ۔ تو یہاں سٹلائٹ پر گریٹ لینڈ کے تعاون سے ریسرچ ہو رہی ہے" ___ عمران نے بورڈ پڑھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چند تعارفی کارڈ نکالے اور ان میں سے ایک کو ہاتھ میں رکھ کر باقی واپس جیب میں ڈال لئے۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک غیر ملکی باہر آگیا۔ وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"ہمارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ غیر ملکی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس۔ مگر یہ تو سائنسی

پراجیکٹ ہے۔ یہاں انٹیلی جنس کا کیا کام ہو سکتا ہے"۔۔۔
غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کیا تم ہی اس پراجیکٹ کے انچارج ہو"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔
"اوہ نہیں۔ ڈاکٹر ایرک سٹڈنی پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں"۔۔۔ غیر ملکی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو جا کر یہ کارڈ انہیں دو۔ ہم نے انتہائی ضروری مسئلے پر بات کرنی ہے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور مڑ کر کار کا دروازہ کھولا۔ اور سیٹ پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی واپس مڑا۔ اور چھوٹے گیٹ سے اندر چلا گیا۔
"مسئلہ کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ سر خالد کو انتہائی پُراسرار طور پر ان کی رہائش گاہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔ اور ایک قیمتی راز غائب ہے۔ چیف نے سر داور کی مدد سے کسی انتہائی پیچیدہ تھیوری کے تحت اس کوٹھی کی نشاندہی حاصل کی ہے۔ کہ اس کوٹھی میں ایسی مشینری موجود ہے جس کے ذریعے سر خالد کو ہلاک کیا گیا ہے۔ ہم نے ان کے قاتلوں کو بھی ٹریس کرنا ہے اور وہ راز بھی واپس حاصل کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے مختصر لفظوں میں اُسے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ یہ ٹریسنگ والا کام تم خود کر لینا۔ باقی راز کی برآمدگی

کا کام مجھ پر چھوڑ دینا"۔۔۔ تنویر نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
"بورڈ تو پڑھ سکتے ہو۔ گریٹ لینڈ اور حکومت پاکیشیا کے درمیان باقاعدہ معاہدے کے تحت یہ پراجیکٹ قائم ہوا ہے۔ اس لئے یہاں تمہارا پولیس ایکشن نہیں چل سکے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے اس طرح بُرا سا منہ بنا لیا جیسے عمران نے یہ بات کر کے اُسے کونین چبانے پر مجبور کر دیا ہو۔ اُسی لمحے بڑا پھاٹک کھل گیا۔ اور عمران کار آگے بڑھا لے گیا۔ وسیع و عریض لان کراس کر کے اس نے پورچ میں جا کر کار روک دی اور پھر وہ دونوں ہی نیچے اتر آئے۔ اُسی لمحے برآمدے میں سے ایک غیر ملکی اتر کر ان کی طرف بڑھا۔
"آیئے جناب۔ ڈاکٹر صاحب کا دفتر ادھر ہے"۔۔۔ آنے والے نے کہا۔ اور ایک سائیڈ پر مڑ گیا۔ ایک راہداری میں سے وہ انہیں گزار کر ایک کمرے کے دروازے پر لے آیا۔ جس کے باہر آفس کی پلیٹ کے ساتھ ہی ایک نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔ جس پر ڈاکٹر ایرک سٹڈنی کے نام کے نیچے سائنس کی ڈگریوں کی ایک لمبی قطار بھی موجود تھی۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔
"تشریف لے جایئے ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔ غیر ملکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کمرہ واقعی کسی پراجیکٹ ڈائریکٹر

کے آفس کے طور پر سجا ہوا تھا۔ اور ایک طویل و عریض دفتری میز کے پیچھے ایک الجھے بالوں اور فراخ پیشانی والا باوقار آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اور تنویر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف لائیے۔ میرا نام ڈاکٹر ایرک سڈنی ہے۔ اور میں پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوں"۔۔۔ سڈنی نے اٹھ کر میز کی سائیڈ سے باہر نکل کر عمران اور تنویر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مجھے عمران کہتے ہیں۔ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس ہوں۔ اور یہ انسپکٹر تنویر ہیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اپنا اور تنویر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور سڈنی نے باری باری ان دونوں سے مصافحہ کیا۔ اور پھر ایک کونے میں رکھے ہوئے صوفوں پر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود بھی ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی غیر ملکی جس نے پھاٹک کھولا تھا۔ مشروب کی تین بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔ بوتلیں ملٹی کلر ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی تھیں اس نے ایک ایک بوتل ان تینوں کے سامنے رکھیں اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔

"لیجئے۔ ویسے تو مجھے آپ جیسے آفیسر سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ آپ کی یہاں پراجیکٹ میں آمد کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی"۔۔۔ سڈنی

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم سر خالد کے قتل کی تحقیقات کے سلسلہ میں آئے ہیں" عمران نے غور سے سڈنی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے براہ راست وار کیا۔ اور سڈنی کے چہرے کا رنگ ایک لمحے کے لئے بدل گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے بڑی خوب صورتی سے اپنے تاثرات کو حیرت میں بدل لیا۔

"سر خالد کے قتل کی تحقیقات کے لئے آئے ہیں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ سر خالد کون ہیں۔ اور یہاں آپ کے آنے کی وجہ"۔۔۔ ایرک سڈنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے یہاں کتنے سائنسدان کام کر رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔

"بارہ سائنسدان ہیں اور باقی چھ ملازم ہیں۔ اور ان سب کے نام باقاعدہ یہاں وزارت سائنس میں رجسٹرڈ ہیں۔ ہم یہاں سٹلائٹ ریسرچ کے لئے باقاعدہ ایک معاہدے کے تحت آئے ہیں۔ اور مسٹر عمران میں یہ بھی بتا دوں کہ ہم سب گریٹ لینڈ کے معزز سائنسدان ہیں۔ ہمارا کسی قتل وغیرہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو سر خالد نام کے کسی آدمی سے واقف ہی نہیں ہیں"۔۔۔ سڈنی نے تیز اور درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا میں آپ کے پراجیکٹ کی مشینری کو دیکھ سکتا ہوں"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشینری کو۔ اور آپ دیکھیں گے۔ میرا مطلب ہے آپ انٹیلی جنس آفیسر ہیں کوئی سائنسدان تو نہیں ہیں۔ ویسے بھی یہ انتہائی جدید ترین مشینری ہے۔ یہاں پاکیشیا کے تو سائنسدان بھی اس کے متعلق کچھ نہ جانتے ہوں گے" ـــــ ایمرک سٹڈنی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے مشینری سمجھنے کی بات تو نہیں کی۔ صرف دیکھنے کی بات کی ہے اور ہر وہ آدمی جو آنکھیں رکھتا ہو بہرحال دیکھ تو سکتا ہے۔ ہاں اگر آپ کو اعتراض ہو تو دوسری بات ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ معزز سائنسدان ہم سے تعاون ضرور کریں گے" ـــــ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آیئے" ـــــ ایمرک سٹڈنی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید بیزاری اور کوفت کے آثار موجود تھے ـــــ تقریباً ایک گھنٹے تک وہ کوٹھی کے تہہ خانوں اور بڑے بڑے کمروں میں گھومتے رہے۔ جہاں واقعی انتہائی جدید ترین اور قیمتی مشینری نصب تھی۔ اور سفید کوٹ پہنے کریٹ لینڈ سے متعلق سائنسدان انہیں آپریٹ کر رہے تھے۔ عمران دوسری منزل پر گیا۔ لیکن دوسری منزل پر اس مشینری کی ورکشاپ اور سٹور وغیرہ تھے۔ جہاں پیکنگ میٹریل موجود تھا۔

"آپ کی تسلی ہو گئی ہے" ـــــ ایمرک سٹڈنی نے واپس

دفتر میں آتے ہی کہا۔

"ہاں مسٹر ایمرک سٹڈنی۔ لیکن یہاں مجھے تھری پنج سسٹم کی مخصوص مشینری کہیں نظر نہیں آئی۔ اس کی کیا وجہ ہے" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تھری پنج سسٹم کی مشینری۔ اس کا یہاں کیا تعلق۔ یہ سٹلائٹ ریسرچ پراجیکٹ ہے" ـــــ ایمرک سٹڈنی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لئے تو پوچھ رہا ہوں ڈاکٹر ایمرک سٹڈنی۔ کہ اس کی یہاں موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"یہاں موجودگی۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ خود ہی تو کہہ رہے ہیں کہ وہ یہاں نظر نہیں آئی۔ اب کہہ رہے ہیں کہ وہ یہاں موجود ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری مسٹر عمران۔ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے۔ جتنا شاید آپ کے پاس ہے" ایمرک سٹڈنی کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

"آپ سائنسدان ضرور ہیں ڈاکٹر ایمرک سٹڈنی۔ لیکن بہرحال انٹیلی جنس آفیسر نہیں ہیں۔ آپ کو دیکھنے پر اعتراض تھا۔ لیکن انٹیلی جنس سے متعلق افراد کی نظریں جو کچھ دیکھ لیتی ہیں۔ وہ شاید سائنسدان کبھی نہ دیکھ سکیں۔ اوپر سٹور میں تھری پنج سسٹم مشینری کی خالی پیکنگ موجود ہے۔ مگر پوری کوٹھی میں کہیں تھری پنج سسٹم مشینری موجود نہیں ہے۔

اب فرمائیے۔ کہاں ہے وہ مشینری"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔ اور ایرک سٹڈنی کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید خوف کے تاثرات ابھرے او وہ بُری طرح ہونٹ کاٹنے لگا۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ چونک کر بولا

"اوہ۔ اس لئے آپ پوچھ رہے ہیں۔ اب سمجھا یہ پیکنگ ہمارے یہاں آنے سے پہلے ادیہ اسی طرح موجود تھی۔ شاید یہاں اس کوٹھی میں پہلے بھی کوئی سائنس پراجیکٹ کام کرتا رہا ہے"۔۔۔۔ ایرک سٹڈنی نے کہا اور عمران بے اختیار مسکر دیا۔

"واقعی آپ ذہین آدمی ہیں۔ بڑی جلدی آپ نے ایک قابل قبول جواب سوچ لیا ہے۔ لیکن یہ میرا ساتھی انسپکٹ تنویر انٹیلی جنس میں آنے سے پہلے پولیس کے ٹارچر سیل انچارج تھا۔ اور شاید آپ نہ جانتے ہوں۔ کہ ہمارے ملک کی پولیس تو مجرموں سے اعتراف جرم کرا لیتی ہے۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ کہ مسٹر خالد سے آپ نے جو راز حاصل کیا ہے وہ شرافت سے میرے حوالے کر دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ کاریکا کی چیف جنیڈا سپارک بھی گرفتار ہو چکی ہے"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت انتہائی سرد اور جارحان ہو گیا تھا۔

"تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ میں ابھی سفارتخانے

سے بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ ایرک سٹڈنی اچھل کر کھڑا ہوتے ہوئے غصے سے چیخ کر کہا۔ اور پھر تیزی سے میز کی طرف مڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ میز تک پہنچتا۔ تنویر یک لخت اٹھ کر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے سٹڈنی بُری طرح چیختا ہوا کمرے کے درمیان قالین پر جا گرا۔ تنویر نے جھپٹ کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں زوردار ٹھوکر ماری اور کمرہ ایرک سٹڈنی کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔

"بس فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ اٹھا کر اس صوفے پر بٹھا دو"۔۔۔۔ عمران نے وہیں بیٹھے بیٹھے کہا اور تنویر نے گردن سے پکڑ کر ایرک سٹڈنی کو اس طرح اٹھا کر صوفے پر بٹخ دیا۔ جیسے پرانے زمانے میں دھوبی کپڑے کو پتھر پر پٹختے تھے۔

ایرک سٹڈنی کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی پڑ رہی تھیں اور جسم کانپ رہا تھا۔ اس کی باچھوں سے خون کے قطرے رس رہے تھے۔ وہ بُری طرح کراہ رہا تھا۔

"آپ نے دیکھ لیا ڈاکٹر ایرک سٹڈنی کہ ہمارے ملک کی پولیس کس طرح کام کرتی ہے۔ اور ابھی تو یہ صرف ٹریلر تھا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے تنویر کا بازو گھوما اور زوردار تھپڑ کی آواز کے ساتھ ہی ایرک سٹڈنی

اچھل کر صوفے پر ہی گر گیا۔ اس کے حلق سے ایک بار پھر کربناک چیخ نکلی۔

"بب۔۔۔ بب ۔۔۔ بتاتا ہوں رحمت مارو مجھے۔ بتاتا ہوں" ایرک سٹڈنی نے یک لخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور تنویر نے ایک بار پھر اسے گردن سے پکڑ کر سیدھا بٹھا دیا۔

"اب بتاؤ۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"۔۔۔ تنویر نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"پپ۔۔۔ پپ۔۔۔ پانی۔ مجھے پانی دے دو۔ مم مم میں مر جاؤں گا"۔۔۔ ایرک سٹڈنی نے بری طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم جیسے کتوں کی جان اتنی آسانی سے نہیں نکلا کرتی۔ پہلے بتاؤ۔ پھر پانی ملے گا"۔۔۔ تنویر نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ ملکہ توری کے خزانے کے راز کی فلم پاسٹر لے گیا ہے۔ اس کے پاس تھی وہ فلم"۔۔۔ ایرک سٹڈنی نے اٹک اٹک کر اور ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو کر صوفے پر گر گیا۔

"اسے پانی پلا دو تنویر۔ وہ باتھ روم کا دروازہ ہے۔ شاید یہ بے چارہ خالی۔ سائنسدان ہے۔ ٹائیگر جیسا سائنسدان نہیں ہے۔ اگر یہ مر گیا تو سارا مسئلہ خراب ہو جائے گا"۔۔۔

عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا باتھ روم کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک جگ اٹھائے واپس آیا اور اس نے پہلو کے بل پڑے ہوئے ایرک سٹڈنی کو سیدھا کیا اور پھر ایک ہاتھ میں تھوڑا سا پانی لے کر اس نے اس کے چہرے پر چھڑک دیا۔ دوسرے لمحے ایرک سٹڈنی جھرجھری لے کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔

"یہ لو۔ پیو پانی"۔۔۔ تنویر نے گردن سے پکڑ کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی جگ اس کے منہ سے لگا دیا۔ ایرک سٹڈنی نے پیاسے اونٹ کی طرح جلدی جلدی پانی پینا شروع کر دیا۔ اور پانی جیسے جیسے اس کے حلق سے اترتا گیا۔ اس کی بگڑی ہوئی حالت اسی طرح تیزی سے سنبھل گئی۔ تنویر نے جگ ہٹا لیا۔ اور پھر اسے بے نیازی سے ایک سائیڈ کی دیوار سے دے مارا۔ شیشے کا جگ ایک دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹا اور نہ صرف اس کی کرچیاں نیچے گر کر بکھر گئیں بلکہ پانی بھی قالین پر گر کر پھیل گیا۔ اور عمران تنویر کی اس حرکت پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ تنویر کی اس حرکت سے ایرک سٹڈنی اور زیادہ سہم گیا تھا۔

"ہاں تم پاسٹر کے متعلق بتا رہے تھے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔ اور پھر جواب میں ایرک سٹڈنی واقعی

کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح آن ہو گیا۔ اس نے یہاں پہنچنے سے لے کر فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ چیکنگ پھر سپیشل مشین کی تباہی اور پاسٹر کے فلم لے کر نکلنے تک ساری تفصیل بغیر رکے بتادی۔

"پاسٹر کا حلیہ کیا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔ اور ایرک سٹڈنی نے پوری تفصیل سے اس کا حلیہ بتادیا۔

"کیا وہ اصل نام سے یہاں آیا ہوا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کے کاغذات اصل ہیں۔ لیکن وہ سیاح کے روپ میں آیا ہے" ——— ایرک سٹڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ پاسٹر کس ہوٹل میں ٹھہرا ہو گا" ——— عمران نے پوچھا۔

"اس نے بتایا تو نہیں۔ لیکن وہ کسی اچھے ہوٹل میں ٹھہرا ہو گا۔ کیونکہ وہ اچھے ہوٹلوں میں ٹھہرنا زیادہ پسند کرتا ہے" ایرک سٹڈنی نے کہا۔

"او۔ کے ایرک سٹڈنی۔ تم نے اپنے آپ کو مزید ٹوٹ پھوٹ سے بچا لیا ہے۔ لیکن تمہاری بتائی ہوئی باتیں چیک کرنی بھی ضروری ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے صوفے کے پیچھے کھڑے ہوئے تنویر کو آنکھ کا مخصوص اشارہ کیا تو تنویر کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس کی مڑی ہوئی

انگلی کا ہک پوری قوت سے ایرک سٹڈنی کی کنپٹی پر پڑا اور ایرک سٹڈنی چیختا ہوا ایک بار پھر صوفے پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

عمران اٹھ کر میز کی طرف بڑھا۔ جہاں ایک انٹرکام کے ساتھ ساتھ فون بھی موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز ابھری۔

"عمران بول رہا ہوں جناب" ——— عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایرک کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"اس پاسٹر کو فوری طور پر تلاش کیا جانا ضروری ہے۔ میں ممبرز کو ہدایات دے دیتا ہوں وہ اسے تلاش کر لیں گے" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"یہاں موجود سب لوگ سائنسدان ہیں اور ایک خصوصی پراجیکٹ پر حکومت سے معاہدے کے تحت آئے ہوئے ہیں۔ لیکن بہرحال یہ سر خالد کے قاتل تو ہیں۔ اس لئے میری تجویز ہے جناب کہ سر خالد کے قتل کے کیس کو انٹیلی جنس کو ریفر کر دیا جائے" ——— عمران نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم انہیں کہاں سنبھالتے پھریں گے۔ میں سر رحمان کو بریف کر دیتا ہوں۔ ویسے بھی یہ کیس انہی کے

محکمے کا بنتا ہے۔ تمہارے پاس ریڈ کیپسول تو ہو گا"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ وہ تو میں ہر وقت پاس رکھتا ہوں۔ تاکہ کسی بھی وقت کسی خوب صورت لڑکی کو دیکھ کر رعب حسن سے بے ہوش ہونا پڑ جائے تو اس سے کافی مدد مل جاتی ہے"۔ عمران نے یک لخت پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ ریسیور تنویر کو دو"۔۔۔ ایکسٹو نے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ریسیور تنویر کی طرف بڑھاتا تنویر نے خود ہی جھپٹ کر ریسیور اس کے ہاتھ سے لیا۔ وہ عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یس سر۔ تنویر بول رہا ہوں"۔۔۔ تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران سے ریڈ کیپسول لے کر اس کی مدد سے یہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دو۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلے جاؤ۔ انٹیلی جنس کے یہاں پہنچنے سے پہلے تم لوگوں نے یہاں سے چلا جانا ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تنویر نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تمہیں میں نے ہزار بار منع کیا ہے۔ کہ چیف کے ساتھ بکواس مت کیا کرو۔ لیکن تم باز نہیں آتے۔ کسی دن تم

میرے ہی ہاتھوں مارے جاؤ گے"۔۔۔ تنویر نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ ابھر آئی تھی۔

"میرے ساتھ یہ پولیس ایکشن نہیں چلے گا۔ میں سائنسدان نہیں ہوں۔ ہونہہ ایک تو جان ماری کر کے کام کرو اور جب رپورٹ دو تو الٹا جھاڑیں بھی سنو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"جس کی قسمت میں ہی جھاڑیں سننا ہوں اُسے تو سننا ہی پڑیں گی۔ بہرحال وہ ریڈ کیپسول نکالو۔ ایسا نہ ہو یاسر نکل جائے"۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اس بات سے مسرت کا احساس ہو رہا تھا کہ عمران نے ایکسٹو سے جھاڑیں سننے کو تسلیم کر لیا ہے۔

"کیا کیا جائے۔ ٹریننگ تو لینی ہی پڑتی ہے۔ آج چیف کی جھاڑیں سنوں گا تو کل سیکنڈ چیف۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے جولیا۔۔۔۔"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کیا کرو۔ وہ ریڈ کیپسول نکالو"۔۔۔ تنویر نے انتہائی غصے سے اس کا فقرہ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جیسا بھائی ویسی ہی بہن۔ بہرحال یہ لو کیپسول اور باہر جا کر اسے توڑ دو۔ لیکن سانس بند کر لینا مگر ہمیشہ کے لئے نہیں۔ آخر بہن کی ڈولی دینے کے لئے بھائی کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر تنویر کے

ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور تنویر کیپسول لے کر دروازے کی طرف بڑھ گیا
عمران نے تنویر کے جانے کے بعد دروازہ بند کیا اور پھر اس نے اس طویل و عریض دفتری میز کی دراز کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اُسے دراصل اس نوادر چور کاریکا کے بارے میں تفصیلات کی تلاش تھی۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ کاریکا صرف نوادرات چوری کرنے تک ہی محدود نہیں ہے۔ کیونکہ جس انداز میں یہ لوگ انتہائی قیمتی اور جدید مشینری استعمال کر رہے ہیں۔ اور جس پائے کے سائنسدان اس تنظیم سے وابستہ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوادر چوری کا دھندہ صرف ایک آڑ ہے۔ کاریکا کے اصل مقاصد یقیناً کچھ اور ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کا تعلق کاریکا سے تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی ایسا کلیو یہاں سے لازماً مل جائے گا جس سے کاریکا کے اصل مقاصد کا علم ہو جائے گا اور پھر تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد وہ میز کی ایک خفیہ دراز سے ایک ڈائری برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ پاکٹ ڈائری تھی۔ عمران نے جیسے ہی اسے کھولا اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ڈائری میں بظاہر صرف سائنسی اصطلاحات ہی درج تھیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے کسی سائنسدان نے اپنی یادداشت کے لئے اس میں مختلف مساواتیں اور کلیات لکھ رکھے ہوں۔ لیکن پہلے ہی صفحے کو غور سے دیکھنے کے بعد عمران کی آنکھوں میں چمک لہرا اٹھی۔

"بہت خوب۔ یہ واقعی جدت ہے۔ سائنسی کلیات میں کوڈ۔

بہت خوب۔ اسے سائنسی کوڈ کہا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے بے اختیار تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اور پھر دو تین صفحات پلٹنے کے بعد اس نے ڈائری اپنی جیب میں رکھ لی۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر واپس آ گیا۔

"وہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں"۔۔۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مبارک ہو۔ بڑا معرکہ مارا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار جھینپ سا گیا۔

"بس تمہیں یہی بکواس کرنی آتی ہے آؤ اب یہاں سے چل دیں۔ چیف نے کہا ہے کہ انٹیلی جنس کے آنے سے پہلے ہمیں یہاں سے چلا جانا چاہیئے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"تم جاؤ۔ میں کم از کم انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ سے اس ریڈ کیپسول کی قیمت تو وصول کر لوں۔ تمہارا چیف تو بس لینا جانتا ہے۔ دینے والا تو خانہ ہی اس کے حساب میں ہوتا ہی نہیں" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جو مرضی آئے کرو۔ میں جا رہا ہوں"۔۔۔ تنویر نے کہا اور تیزی سے دوبارہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ جب تنویر کو گئے ہوئے کچھ دیر گزر گئی تو عمران آگے بڑھا۔ اور اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے ایک سٹڈنی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور باہر کی طرف چل پڑا۔ وہ تنویر کو اس لئے پہلے بھیجنا چاہتا تھا تاکہ اس ایک سٹڈنی کو اٹھا کر

دانش منزل لے جا سکے ۔ اُسے یقین تھا کہ اس ایک سٹڈی کی کاریکا میں انتہائی اہم پوزیشن ہو گی ۔ اس لئے اس سے کاریکا کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں ۔

پاسٹر اپنا مخصوص بیگ لے کر کوٹھی سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کالونی کے بڑے چوک کی طرف بڑھتا گیا ۔ جہاں سے اُسے آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی ۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں ۔ اُسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قدر جدید سائنسی پراجیکٹ کو بھی یہاں کسی طرح ٹریس کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن صورت حال اس کے سامنے تھی ۔ اور اس صورت حال کی وجہ سے انتہائی قیمتی سپیشل مشینری کو تباہ کر کے جلا دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا ۔ لیکن اسے بس اس بات کا اطمینان تھا کہ اس کے پاس ملکہ توری کے خزانے کا راز محفوظ

ہے ۔ اُسے معلوم تھا کہ اس خزانے سے اس جیسی ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مشینیں خریدی جا سکتی ہیں ۔ اُسے معلوم تھا کہ ملکہ توری کے اس خزانے کی اس وقت کاریکا کو انتہائی شدت سے ضرورت تھی ۔ کیونکہ کاریکا ـــــ اصل میں جس مشن پر کام کر رہی تھی اس کے لئے انتہائی کثیر سرمائے کی ضرورت تھی چونکہ اُسے ٹیکسی مل گئی ۔ تو اس نے اُسے کسی اچھے سے ہوٹل میں چلنے کے لئے کہا ۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ایک نظر پاسٹر کو دیکھا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی ۔ وہ شاید پاسٹر کی حیثیت دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا ۔ کہ اس کے لئے اچھا ہوٹل کون سا ہو سکتا ہے ۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ٹیکسی دارالحکومت کے مشہور ہوٹل لیک دیو کے کمپاؤنڈ گیٹ کے ساتھ روک دی ۔ پاسٹر نے میٹر دیکھ کر اُسے کرایہ دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوا اور مین گیٹ کی طرف بڑھتا گیا ۔ لیکن ابھی وہ مین گیٹ تک پہنچا ہی تھا کہ شیشے کا بنا ہوا مین گیٹ کھلا اور ایک غیر ملکی جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا باہر نکلا ۔ اور دوسرے لمحے پاسٹر اور وہ غیر ملکی دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھک گئے ۔

" ارے ارے ۔ کہیں یہ فریب نظر نہیں ۔ پاسٹر ہی ہو نا تم "
ہوٹل سے نکلنے والے غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"یہی بات میں بھی کہنا چاہتا تھا کہ بلارڈ د اور یہاں پاکیشیا میں" ــــــ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ پاسٹر۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم سے یہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ کہاں جا رہے ہو۔ یہ بیگ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ رہائش کے لئے ہوٹل میں جا رہے ہو" ــــــ بلارڈ و نے جلدی سے آگے بڑھ کر پاسٹر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ کیا تم بھی یہیں رہ رہے ہو" ــــــ پاسٹر نے پوچھا۔

" ارے نہیں۔ اور سنو۔ میرے ہوتے ہوئے تم ہوٹل میں نہیں رہ سکتے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں نے یہاں ایک کوٹھی لے رکھی ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔ بڑے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔ اس لئے ذرا تفصیل سے باتیں بھی ہو جائیں گی" ــــــ بلارڈ د نے اس کے ہاتھ سے بیگ لیتے ہوئے کہا اور پاسٹر نے بھی سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلارڈ و کی نئی کار میں بیٹھا ہوا ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔

" یہاں تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے" ــــــ پاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہے ایک چکر۔ کوٹھی پر چل کر بتاؤں گا" ــــــ بلارڈو نے ہنستے ہوئے کہا اور پاسٹر نے سر ہلا دیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ بلارڈ د نے مخصوص انداز

میں تین بار ہارن بجایا تو کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلتا گیا اور بلارڈ د کار اندر لے گیا۔ پورچ میں دو مسلح آدمی موجود تھے۔ لیکن یہ دونوں مقامی تھے۔

" آؤ۔ یہ ساری کوٹھی تمہارے لئے ہے" ــــــ بلارڈ د نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور پاسٹر مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ساؤنڈ پروف لیکن انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بلارڈ و نے انتہائی قیمتی شراب کی بوتل الماری سے نکالی اور پھر دو جام لے کر وہ پاسٹر کے سامنے کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے بوتل کھول کر دونوں جام بھرے اور پھر ایک جام پاسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

" پہلے میں تمہیں اپنے متعلق بتا دوں۔ تمہیں معلوم تو ہے۔ کہ میرا دھندہ اسلحے کی سمگلنگ ہے۔ اور پاکیشیا آج کل اسلحے کی ایشیا میں بہت بڑی منڈی بنا ہوا ہے۔ پاکیشیا کے ہمسایہ ملک بہادرستان میں روسیاہ کے خلاف گوریلا جنگ جاری ہے۔ اس لئے وہ بھی جان بوجھ کر چشم پوشی سے کام لیتے ہیں بس اس سلسلے میں گزشتہ ڈیڑھ سالوں سے میں یہاں موجود ہوں" ــــــ بلارڈ و نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن بلارڈ د۔ وہاں گریٹ لینڈ میں تو تمہاری اتنی حیثیت بہرحال نہ تھی کہ تم اتنے بڑے پیمانے پر اسلحے کا دھندہ کر سکو۔ بہادرستان کو اسلحے کی سپلائی کا فیلڈ یقیناً بے حد وسیع ہو گا" ــــــ پاسٹر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اس قدر بڑا کہ شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔ میں یہاں ایک بین الاقوامی تنظیم کے خصوصی نمائندے کے طور پر کام کر رہا ہوں" بلارڈو نے ہنستے ہوئے کہا اور پاسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم بتاؤ کہ یہاں پاکیشیا میں تمہاری آمد کیسے ہوئی" بلارڈو نے کہا۔

"سیاحت" ـــــ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلارڈو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکے سے کھچاؤ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔ مجھ پھر بلارڈو پر" ـــــ بلارڈو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پاسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں بلارڈو۔ تم میرے کاغذات اور ویزہ چیک کر سکتے ہو" ـــــ پاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یہاں رہ کر دنیا سے لاتعلق ہو چکا ہوں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ تم کاریکا نامی تنظیم سے نہ صرف متعلق ہو چکے ہو بلکہ اس کے اہم ترین آدمی بھی ہو۔ ایک اور بات بھی تمہیں بتا دوں کہ کاریکا کو اسلحہ سپلائی کرنے کا کام بھی وہی تنظیم کرتی ہے جس کا میں یہاں نمائندہ ہوں۔ اس لئے کھل کر بات کرو۔ ورنہ میں کان سے پکڑ کر تمہارے سر پر جوتے بھی لگا سکتا ہوں" ـــــ بلارڈو

نے کہا اور پاسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم تو واقعی بے حد تیز جا رہے ہو بلارڈو۔ اس تنظیم سے متعلق ہو کر تو تم شیطان کے بھی کان کاٹنے لگے ہو۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں کاریکا سے متعلق ہوں اور یہاں بھی کاریکا کے ایک مشن پر آیا ہوا ہوں۔ ویسے میں ابھی یہاں نہیں پہنچا۔ تقریباً ایک ماہ سے یہاں ہوں۔ البتہ فوری طور پر مجھے ہوٹل میں رہائش کرنے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ اس لئے ہوٹل جا رہا تھا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کل میں واپس گریٹ لینڈ چلا جاؤں گا۔ میرا مشن یہاں مکمل ہو چکا ہے" ـــــ پاسٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے اتنی جلدی میں تمہیں کیسے بھیج سکتا ہوں پاسٹر۔ اب تم مل ہی گئے ہو تو دو چار روز یہاں رہنا پڑے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارے مطلب کی ہر چیز تمہیں یہاں مل جائے گی" بلارڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بلارڈو۔ میرا کل یہاں سے ہر صورت میں نکل جانا انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ سارا مشن ہی تباہ ہو سکتا ہے۔ البتہ تم ایسا کرو کہ اپنے کسی آدمی کے ذریعے کل کے لئے اس فلائٹ میں سیٹ بک کرا دو۔ جو سب سے پہلے گریٹ لینڈ جا رہی ہو" ـــــ پاسٹر نے جواب دیا۔

"اگر یہ بات ہے تو ظاہر ہے میں تمہیں روک نہیں سکتا۔ سیٹ بھی بک ہو جائے گی۔ فکر مت کرو" ـــــ بلارڈو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پاسٹر نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں

بے تکلف دوست ماضی کے قصے دوہرانے میں مصروف ہو گئے۔ یہ قصے اس قدر دلچسپ تھے کہ انہیں وقت کا بھی احساس نہ ہوا۔

"ارے باتوں میں وقت کا بھی احساس نہیں رہا۔ کھانا یہیں منگوا لیں یا کسی ہوٹل میں چل کر کھایا جائے" ——— بلارڈو نے ہاتھ میں بندھی ہوئی کلائی کی گھڑی دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"یہیں کھا لیتے ہیں۔ اب کون ہوٹل میں جائے" ——— پاسٹر نے کہا۔ اور بلارڈو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

پاسٹر یہاں آ کر گو پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا ذہن مسلسل سڈنی کی طرف ہی تھا۔ وہ وہاں پیش آنے والی صورت حال کے متعلق جاننا چاہتا تھا۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ وہ یہاں سے سڈنی کو فون کر کے اس سے بات کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اگر وہاں کوئی چکر چل بھی چکا ہو تو اس کا فون کرنا اسے کسی نئی مشکل میں نہ ڈال دے جب کہ اب وہ ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔

"کیا بات ہے۔ کس سوچ میں گم ہو" ——— بلارڈو نے تھوڑی دیر بعد کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بلارڈو۔ تمہارے پاس کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے بتائے ہوئے پتے پر جا کر ایک عمارت کی نگرانی کرے اور پھر وہاں

جو کچھ ہو اس کی تفصیلی رپورٹ دے سکے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خود کسی کی نظروں میں نہ آ جائے" ——— پاسٹر نے چونک کر کہا۔

"ایک چھوڑ دو ایک سو آدمی ایسے موجود ہیں۔ میں نے بتایا تو ہے کہ میں یہاں ایک بین الاقوامی تنظیم کا نمائندہ ہوں۔ یہاں ہمارا پورا ریکیٹ کام کر رہا ہے۔ تم ذرا کھل کر بات کرو۔ تم چاہتے کیا ہو۔ مجھ پر اعتبار کرو پاسٹر" ——— بلارڈو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں تم پر اعتبار کیا جا سکتا ہے بلارڈو۔ ورنہ اس معاملے میں اعتبار تو ایک طرف میں کسی سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا" ——— پاسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر سائنس پراجیکٹ کے قیام سے سر خالد کے سائنسی انداز میں قتل، نوادر میں سے فلم حاصل کرنے سے لے کر مشینری کی چیکنگ اور پھر وہاں سے نکلنے تک تفصیل بتا دی لیکن اس نے اس فلم کی تفصیلات نہ بتائیں۔

"اوہ کہیں تم یہاں کی سیکرٹ سروس سے تو نہیں ٹکرا گئے یہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور تیز ہے۔ اور تنظیم کے بڑوں نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی ہوئی ہے کہ میری سرگرمیاں کسی طور بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں نہ آئیں" ——— بلارڈو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ سیکرٹ سروس کا اس سارے مسئلے سے کیا تعلق۔ ویسے بھی اس فلم اور میرے متعلق سوائے ایکسٹو کے

اور اس کے ساتھیوں کے کسی کو علم نہیں ہے۔ اور اب تو ایرک سٹڈنی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں۔ ویسے بھی منظر پہ جنیڈا اسپارک ہے۔ اور تم جانتے تو ہو کہ وہ کس قدر تیز اور ذہین لڑکی ہے۔ لیکن اسے بھی معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں" ــــ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے کاغذات تمہارے اسی نام سے ہیں" بلارڈو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں" ــــ پاسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم صرف سائنسدان ہو۔ تمہیں ان چکروں کا کوئی علم نہیں ہے۔ اگر تمہارے اس سائنس پراجیکٹ کو ٹریس کرنے والی سیکرٹ سروس یا ایسی ہی کوئی ایجنسی ہے پاسٹر تو پھر سمجھو کہ وہ ایرپورٹ پر تمہارے استقبال کے لئے تیار کھڑے ہوں گے" ــــ بلارڈو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے وہ کیا کہہ سکتے ہیں۔ میرا کسی چیز سے کیا تعلق۔ میں تو سیاح ہوں۔ قانونی طریقے سے آیا ہوں۔ اور قانونی طریقے سے واپس جا رہا ہوں۔ میرے کاغذات اصلی ہیں اور میرا کسی سے کوئی تعلق کہیں ثابت ہی نہیں ہو سکتا" پاسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایرک سٹڈنی تمہارا حلیہ جانتا ہے اور یقیناً جنیڈا اسپارک بھی جانتی ہو گی" ــــ بلارڈو نے کہا۔

"ہاں مگر......" ــــ پاسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارے اس سائنس پراجیکٹ کو چیک کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں تمہارے اس طریقہ کار کا علم ہو گیا ہے۔ جس کے ذریعے تم نے وہ راز حاصل کیا ہے اور اس سرخالد کو ہلاک کیا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ جو کوئی بھی ہوں گے۔ صرف ایرک سٹڈنی سے گفتگو کر کے اور پراجیکٹ کی مشینری دیکھ کر ہی واپس نہ چلے جائیں گے۔ وہ ایرک سٹڈنی یا اس کے کسی بھی ساتھی پر تشدد کر کے اس سے اصل بات اگلوا لیں گے۔ اور ایرک سٹڈنی بھی تمہاری طرح صرف سائنسدان ہے اس لئے وہ فوراً ہی ساری بات اگل دے گا۔ اور پھر اس سے تمہارا حلیہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ لوگ پورے دارالحکومت میں تمہاری تلاش شروع کر دیں گے۔ اگر تم ہوٹل میں ہوتے تو فوراً پکڑے جاتے۔ ظاہر ہے وہاں تم نے کاغذات کی وجہ سے اصل نام پر ہی کمرہ بک کرانا تھا۔ لیکن چلو تم یہاں محفوظ ہو۔ مگر وہ اب ایئرپورٹ کی ہی نگرانی کریں گے اور پھر جیسے ہی تمہارے نام سے ٹکٹ بنے گی اور تم وہاں پہنچو گے۔ وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ اس کے بعد تم خود سوچ سکتے ہو۔ کہ تمہارا کیا حشر ہو گا" ــــ بلارڈو نے جواب دیا اور پاسٹر کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ اوہ۔ میں نے تو اس پوائنٹ پر غور ہی نہیں کیا بلارڈو اوہ واقعی اگر ایسا ہے تو پھر تو مجھے گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن

بلارڈو تم خود سوچو کہ وہ ایرک سٹڈنی یا مجھ پر کیسے بغیر کسی ثبوت کے ہاتھ ڈال سکتے ہیں "۔۔۔۔ پاسٹر نے کہا اور بلارڈو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" پاسٹر یہ گریٹ لینڈ نہیں ہے۔ یاکیشیا ہے۔ اور پھر تم اب صرف سائنسدان نہیں ہو۔ بلکہ ایک مجرم بھی ہو۔ تم نے کسی آدمی کو قتل بھی کیا ہے اور کوئی راز بھی حاصل کیا ہے۔ اس لئے وہ تمہارے ساتھ جو سلوک چاہیں کر سکتے ہیں "۔۔۔۔ بلارڈو نے کہا اور پاسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" اوہ۔ یہ تو تم نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ میں تو ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ اگر یہ بات ہے تو میں یہاں سے نکل بھی نہ سکوں گا "۔۔۔۔ پاسٹر نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو پاسٹر۔ تم بلارڈو کے دوست ہو۔ اور اس کے پاس پہنچ چکے ہو۔ اب دنیا کی کوئی طاقت تم تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور میں تمہیں یہاں سے آسانی سے نکال بھی سکتا ہوں۔ تمہارے کاغذات بھی تیار ہو جائیں گے۔ تم پر ایسا میک اپ کر دیا جائے گا۔ کہ جسے مشین بھی چیک نہ کر سکے۔ اس لئے قطعی بے فکر رہو۔ البتہ وہ عمارت مجھے بتاؤ تاکہ میں معلوم کرا سکوں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے۔ پھر اس کے مطابق آئندہ کا پروگرام بنائیں گے "۔ بلارڈو نے کہا اور پاسٹر نے اُسے ارباب کالونی کی کوٹھی کا پتہ بتا دیا۔ بلارڈو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ پاسٹر واقعی بے حد خوف زدہ ہو گیا تھا

بلارڈو کی باتوں نے اُسے اس انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر بلارڈو اُسے اچانک نہ مل جاتا تو یقیناً وہ آسانی سے گرفتار ہو جاتا۔ تھوڑی دیر بعد بلارڈو اندر داخل ہوا۔

" میں نے انتظامات کر دیئے ہیں۔ ہمیں تفصیلی رپورٹ مل جائے گی۔ آؤ اب کھانا کھا لیں۔ فکر مت کرو۔ تم یہاں ہر لحاظ سے محفوظ رہو گے "۔۔۔۔ بلارڈو نے کہا اور پاسٹر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ کھانا واقعی پرتکلف تھا۔ لیکن پاسٹر سے کچھ کھایا نہ جا رہا تھا۔ اس خوف نے اس کی بھوک اڑا دی تھی گو بلارڈو اُسے ہر لحاظ سے تسلی دے رہا تھا۔ لیکن نجانے کیا بات تھی کہ خوف نے اس کے دل کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ دوبارہ اُسی کمرے میں آ گئے۔ اور ایک بار پھر شراب کا دور چلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس فون پیس تھا۔

" بوبی کی کال ہے ماسٹر "۔۔۔۔ مقامی آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا "۔۔۔۔ بلارڈو نے چونک کر کہا اور فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ وہ آدمی تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا۔ بلارڈو نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو بوبی۔ ماسٹر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ بلارڈو نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ اس وقت انٹیلی جنس کے قبضے میں ہے۔ وہاں انٹیلی جنس کے اعلیٰ حکام موجود ہیں اور وہاں موجود تمام افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ماسٹر آپ کی ہدایت پر میں نے تمام بڑے ہوٹلوں میں موجود اپنے ایجنٹوں کو الرٹ کر دیا تھا کہ اگر کوئی پاسٹر نام کے آدمی کے متعلق انکوائری کرے تو وہ مجھے رپورٹ دیں اور ماسٹر تقریباً تمام بڑے ہوٹلوں سے یہی رپورٹیں مل رہی ہیں کہ اس پاسٹر نامی آدمی کو چیک کیا جا رہا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ چیک کرنے والے کون لوگ ہیں۔ کیا انٹیلی جنس کے آدمی ہیں"۔۔۔۔ بلارڈو نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ یہ نئے لوگ ہیں۔ انٹیلی جنس سے تو میرے آدمی اچھی طرح واقف ہیں"۔۔۔۔ بوبی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب مزید انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔ اس معاملے کو مکمل طور پر یہیں ڈراپ کر دو" بلارڈو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور بلارڈو نے اوکے کہہ کر بٹن آف کیا اور فون پیس کو اس نے میز پر رکھ دیا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے پاسٹر نے پوچھا۔ چونکہ وہ کافی فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ بوبی کی آواز نہ سن سکتا تھا۔ اور جب بلارڈو نے اسے بوبی کی رپورٹ بتائی تو پاسٹر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ۔ تم درست کہہ رہے تھے بلارڈو۔ واقعی اگر میں ہوٹل میں ہوتا تو اب تک گرفتار کر لیا جاتا لیکن یہ بہت برا ہوا ہے۔ ایرک سٹفنی اور اس کے ساتھی اور پھر اس قدر قیمتی سائنس پراجیکٹ ان سب کا کیا ہو گا"۔۔۔۔ پاسٹر نے کہا۔

"انہیں تم بھول جاؤ۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ تمہاری تنظیم خود ہی اس مسئلے سے نمٹتی رہے گی۔ تمہارا کام صرف اپنی جان بچا کر یہاں سے جانا اور وہ راز نکال کر لے جانا ہے۔ اور اس سلسلے میں تمہاری پوری مدد کروں گا تم یہاں ہر لحاظ سے محفوظ ہو"۔۔۔۔ بلارڈو نے کہا۔ اور پاسٹر نے سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے اب وہ مکمل طور پر بلارڈو کے رحم و کرم پر ہی تھا۔ مگر اسے یقین تھا کہ بلارڈو اس کا پرانا اور بے تکلف دوست ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اس کی مدد کرے گا۔

جنیڈ اسپارک نے عمران سے بات چیت کے بعد واقعی سفارت خانے فون کیا اور سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری نے اُسے تسلی دی۔ کہ وہ اس بارے میں پوری تحقیقات کر کے اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات چیت کرنے کے بعد اُسے اس کا نوادر واپس دلا دے گا۔ اس لئے جنیڈ اسپارک اب ہر لحاظ سے مطمئن ہو گئی تھی۔ پاسٹر کے متعلق اُسے معلوم تھا کہ وہ کل صبح کسی بھی وقت اطمینان سے وہ فلم لے کر پاکیشیا نکل جائے گا۔ اس لئے عمران یا کوئی ادارہ ایجنسی کسی بھی طرح اس پر کوئی الزام ثابت نہ کر سکے گی۔ اس لئے وہ اطمینان سے سو گئی تھی۔ لیکن دوسری صبح اس نے ناشتے سے فارغ ہو کر جیسے ہی اخبار اٹھایا وہ بُری طرح اچھل پڑی۔ کیونکہ اخبار میں

سر خالد کے سائنسی انداز میں قتل کی خبر کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی موجود تھی کہ ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں موجود سائنسی پراجیکٹ بھی ٹریس کر لیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سر خالد کو ہلاک کیا گیا ہے اور وہاں سے گرفتار ہونے والے سائنسدانوں نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ جنیڈا پھٹی پھٹی آنکھوں سے خبر کی تفصیلات پڑھتی چلی گئی۔ خبر میں اس پوری واردات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ سر خالد کو کسی قدیم ملکہ کے خزانے کا نقشہ حاصل کرنے کے لئے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور یہ خزانہ پاکیشیا میں ہی ہے۔ خبر میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس ساری واردات کا کھوج سنٹرل انٹیلی جنس نے سر خالد کے قتل کے چند گھنٹوں بعد ہی لگا لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان سائنسدانوں کے نام بھی موجود تھے۔ جنہیں اس قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ جنیڈا اسپارک تیزی سے نام پڑھتی رہی لیکن اس فہرست میں نہ ہی ایرک سٹڈی کا نام تھا اور نہ پاسٹر کا۔ اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی ذکر کیا گیا تھا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا۔ سائنسی پراجیکٹ کو کیسے ٹریس کیا گیا۔ نہیں۔ یہ ناممکن ہے"۔۔۔۔ جنیڈا اسپارک نے اخبار واپس میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ وہ فوری طور پر اس ہوٹل سے نکل کر کسی خفیہ جگہ پہنچ جائے۔ کیونکہ اُسے

معلوم تھا کہ اخبارات میں صرف وہی تفصیلات دی جاتی ہیں۔ جو حکومت چاہتی ہے اور اگر سائنس یہ اجیکٹ کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ تو پھر یقیناً انہیں یہ بھی علم ہوگا کہ سر خالد کو کیسے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور ان سے کیا حاصل کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اس کے زیور کی ڈبیا کی وجہ سے ہی یہ سارا سلسلہ ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اب مجرم تھی ——— اس نے حفظ ما تقدم کے طور پر ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے پہلے سے بندوبست کر رکھا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ اپنی نگرانی کرنے والوں کو آسانی سے ڈاج دے دے گی۔ وہ جب پاکیشیا آئی تھی تو اس نے مختلف کاغذات اور مختلف ناموں سے بیک وقت ہوٹل ریمبزے اور ہوٹل شلٹن میں کمرے بک کروائے تھے اور پھر اس نے ایک روز ہوٹل شلٹن کے اس کمرے میں گزارا بھی تھا۔ اس کے بعد وہ ہوٹل ریمبزے میں شفٹ ہوئی تھی اور جب اس نے عمران کو ڈاج دینے کے لئے ہوٹل ریمبزے چھوڑا تو چونکہ وہ جنیڈا اسپارک کے روپ میں ہی وہاں رہنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے ہوٹل شلٹن میں نیا کمرہ بک کرایا تھا۔ اور یہ اتفاق تھا کہ وہ پہلے والا کمرہ بھی اسی چوتھی منزل میں ہی تھا۔ وہاں کچھ لباس اور بریف کیس اور اس کے اس نام کے کاغذات وغیرہ بھی موجود تھے۔ اس لئے اب وہ آسانی سے اس نئے نام اور میک اپ سے اس کمرے میں شفٹ ہو سکتی تھی۔ اس طرح اگر یہاں بھی

اس کی نگرانی ہو رہی ہوگی تو نگرانی کرنے والے یقیناً ڈاج کھا جائیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے بیگ کے خفیہ خانے سے ماسک میک اپ کا سامان۔ اور ایک مختلف لباس نکالا اور تیزی سے باتھ روم میں داخل ہو گئی۔ اس کے ہاتھ بے پناہ تیز رفتاری سے کام کر رہے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد جب وہ باتھ روم سے باہر آئی تو وہ مکمل طور پر اپنے چہرے، آنکھوں کے رنگ اور بالوں کو تبدیل کر چکی تھی لباس بھی مختلف تھا۔ اب اُسے کوئی آسانی سے جنیڈا اسپارک کے طور پر نہ پہچان سکتا تھا۔ بریف کیس میں سے اس نے صرف کرنسی اور دوسرے کمرے کی چابی نکالی۔ باقی ہر چیز کو وہیں چھوڑ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر راہداری میں جھانکا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ شاید ابھی کمروں میں مقیم افراد سو رہے تھے۔ جنیڈا اسپارک جلدی سے باہر آئی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر اطمینان سے چلتی ہوئی آخری کمرے کی طرف بڑھتی گئی۔ اس نے چابی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر جا کر دروازہ بند کر کے وہ اس سے پشت لگائے کھڑی لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے ایک بار پھر مڑ کر راہداری میں دیکھا تھا۔ لیکن راہداری اُسی طرح خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اب پوری طرح مطمئن تھی کہ اب اُسے جنیڈا اسپارک

کے طور پر کوئی چیک نہ کر سکے گا۔ اب اس کا نام کرسٹی تھا۔ اور اس کا تعلق گریٹ لینڈ کی بجائے ایکریمیا سے تھا۔ چند لمحے اسی طرح دروازے سے پشت لگا کر کھڑے رہنے کے بعد وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے بستر کی چادر کو اس طرح بے ترتیب کر دیا جیسے وہ یہاں سوتی رہی ہو۔ پھر اس نے الماری میں رکھا ہوا دوسرا سامان وغیرہ نکالا اور اسے بھی اس طرح ترتیب دے دیا جیسے وہ اسے استعمال کرتی رہی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ہوٹل سروس کا نمبر ملا دیا۔

"یس ۔۔۔ ہوٹل سروس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روم نمبر ٹونٹی فائیو۔ فورتھ سٹوری۔ ناشتہ بھجوا دو" ۔۔۔ جنیڈا نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس مس۔ آپ تشریف لے آئی ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ میں رات گئے آئی تھی" ۔۔۔ جنیڈا نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ گو وہ ناشتہ پہلے کر چکی تھی۔ لیکن شک مٹانے کی غرض سے اس نے دوبارہ ناشتہ منگوا لیا تھا تھوڑی دیر بعد ناشتہ سرو کر دیا گیا۔ اور جنیڈا کو مجبوراً دوسری بار ناشتہ کرنا پڑا۔ جب ناشتے کے خالی برتن اٹھا لئے گئے تو وہ اٹھ کر آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔ اب وہ اس

ساری صورت حال پر نئے سرے سے غور کر کے کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ بظاہر نہ صرف سارا مشن فیل ہو گیا تھا بلکہ وہ قیمتی نوادر بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا مشن تھا جس میں وہ اس بری طرح ناکام ہوئی تھی۔

مجھے پاسٹر کے متعلق کس طرح معلوم کرنا چاہئے کہ کیا وہ بھی ساتھ گرفتار ہوا ہے یا نہیں۔ لیکن کس طرح معلوم کیا جائے یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد آخر ایک تجویز اس کے ذہن میں آ گئی۔ وہ اٹھی اور اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر آ گئی۔ کمرے کو لاک کر کے وہ اطمینان سے چلتی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل سے باہر آ چکی تھی۔ ابھی سڑکوں پر رش نہ تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے فٹ پاتھ پر چلتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ کافی آگے جا کر اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر چلنے کے لئے کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سنٹرل انٹیلی جنس کی نئی عمارت کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی۔ اس کے ذہن میں اخبار میں درج سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا نام موجود تھا۔ جس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ ارباب کالونی کی کوٹھی پر اس کی سرکردگی میں انٹیلی جنس نے ریڈ کیا تھا۔ کرایہ ادا کرنے کے بعد وہ گیٹ کے پاس ہی انکوائری کی طرف بڑھ گئی۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ میں ایکریمین ٹائمز کی فارن رپورٹر ہوں"۔۔۔۔۔ کرسٹی نے انکوائری پر بیٹھے ہوئے باوردی آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب ابھی دفتر آئے ہیں"۔۔۔۔۔ انکوائری پر بیٹھے ہوئے آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اُسے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے دفتر کا راستہ بھی بتا دیا۔ کرسٹی چند لمحوں بعد اس دفتر کے سامنے موجود تھی۔

"سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کہو کہ ایکریمین ٹائمز کی فارن رپورٹر ان سے ملنا چاہتی ہے"۔۔۔۔۔ جنیفڈا نے دروازے پر کھڑے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ باہر آیا۔

"آیئے مس"۔۔۔۔۔ چپڑاسی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں پردہ ہٹاتے ہوئے کہا اور جنیفڈا کمرے میں داخل ہو گئی۔ خاصا بارعب ٹائپ کا دفتر تھا۔ اور بڑی سی میز کے پیچھے ایک باوردی آدمی بھی موجود تھا۔ جو بڑے غور سے اُسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ خاصا بارعب تھا۔

"میرا نام کرسٹی ہے۔ اور میں ایکریمین ٹائمز نارک کی فارن ایجنٹ ہوں"۔۔۔۔۔ جنیفڈا نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بیٹھیں۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ صبح صبح آپ کی آمد کس سلسلے میں ہوئی ہے"۔۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بڑے بارعب سے لہجے میں کہا۔

"صبح کے اخبار پاکیشیا ٹائمز میں سر خالد کی ہلاکت اور کسی سائنس پراجیکٹ کے بارے میں تفصیلی خبر موجود ہے۔ اور اس خبر نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے۔ میں اس خبر کو پڑھنے کے بعد آپ کی کارکردگی سے بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ اس پیچیدہ اور سائنسی قتل کو اتنی جلد ٹریس کر لینا، واقعی آپ کو بے پناہ ذہانت اور انتہائی حیرت انگیز کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی تفصیلات نہ صرف ایکریمین ٹائمز بلکہ دنیا بھر کے اخبارات میں رپورٹ کروں اور ساتھ ہی آپ کی تصویر اور آپ کا تفصیلی انٹرویو بھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اس صدی کا حیرت انگیز کیس ہو گا۔ اور یقیناً پوری دنیا کی انٹیلی جنسز آپ کی کارکردگی کا لوہا مان جائیں گی"۔۔۔۔۔ جنیفڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی بات کو جان بوجھ کر نہ صرف طوالت دے دی تھی۔ کیونکہ اس نے چیک کر لیا تھا کہ اس کے بات کرتے ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض کا خشک اور بارعب چہرہ یک لخت نرم پڑنے لگ گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے کہ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض شہرت اور تعریف کا بھوکا ہے۔

"اوہ مس کرسٹی۔ آپ تو بے حد سمجھ دار اور ذہین رپورٹر ہیں جو آپ اس کیس کو اتنی اہمیت دے رہی ہیں۔ آپ کیا پئیں گی"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا لہجہ بھی یک لخت بدل گیا تھا۔

"یہاں دفتر میں نہیں سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ کام سے فارغ ہونے کے بعد کیوں نہ کسی اچھے سے ہوٹل میں چل کر کچھ پیا جائے۔ آپ جیسے افسر کے ساتھ تو جتنے لمحات بھی گزریں گے میرے لئے باعث فخر ہوں گے"۔۔۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ آپ کی مہربانی ہے۔ آپ یہاں کہاں ٹھہری ہوئی ہیں"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میں ہوٹل شلٹن میں ٹھہری ہوئی ہوں"۔۔۔ جنیڈا نے جواب دیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے سر ہلا دیا۔ لیکن جنیڈا نے دیکھ لیا تھا کہ شلٹن کا نام سن کر وہ خاصا مرعوب ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں۔ ویسے سارا کیس تو اخبار میں رپورٹ ہو چکا ہے"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے اخبارات اس قدر آزاد نہیں ہیں کہ وہ کچھ بھی چھاپ دیں جو حکومت نہ چھپوانا چاہے۔ اس لئے لازماً کچھ نہ کچھ تفصیلات روک لی گئی ہوں گی۔ لیکن باہر کے اخبارات مکمل رپورٹنگ

چاہتے ہیں۔۔۔ اخبار میں گرفتار ہونے والے جن سائنسدانوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے وہ مکمل نام نہیں ہوں گے۔ اہم سائنسدانوں یا ان کے سرغنوں کے نام شائع نہیں کئے گئے ہوں گے"۔۔۔ جنیڈا نے اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں مس کرسٹی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جتنے لوگ وہاں سے گرفتار ہوئے ہیں ان سب کے نام اخبار میں درج ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو میں آپ کو فائل دکھا دیتا ہوں آپ خود چیک کر لیں"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔ اور تیزی سے دراز سے ایک فائل نکال کر اس نے جنیڈا کے سامنے رکھ دی۔ جنیڈا نے فائل کھولی اور پھر اسے سرسری نظروں سے دیکھنے لگی۔ اور جب وہ صفحہ آیا جس پر گرفتار ہونے والوں کے متعلق تفصیلات تھیں۔ اس نے غور سے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور آخر میں جب اس نے اس صفحے پر نہ صرف سپرنٹنڈنٹ ملک سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے دستخط بھی دیکھے تو اسے یقین آ گیا کہ نہ صرف پاسٹر بلکہ ایک سٹرنی بھی ان کے ہاتھ نہیں چڑھ سکے۔ اب وہ کیوں ہاتھ نہیں آئے اس بات کا تو اسے علم نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن بہرحال اس سے اس کا ذہن پرسکون ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا ان کا مشن مکمل طور پر فیل نہیں ہو سکا۔

"واقعی فیاض صاحب۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ پھر تو میں اس

اخبار سے بھی رپورٹنگ کر سکتی ہوں۔ البتہ آپ کا انٹرویو لینا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے یہ طویل انٹرویو اگر ہوٹل کے کمرے میں لیا جائے تو زیادہ پُرلطف ثابت ہوگا "۔۔۔ جنیڈا نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چہرہ اس کی بات سن کر بے اختیار چمک اٹھا تھا۔

" اوہ ضرور ضرور "۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

" تو میری طرف سے آپ کو ڈنر کی دعوت ہو گئی۔ آپ ڈنر میرے ساتھ کریں گے اور پھر ہم کمرے میں جا کر اطمینان سے انٹرویو کریں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کا ایسا انٹرویو شائع ہو کہ آپ بین الاقوامی شخصیت بن جائیں "۔۔۔ جنیڈا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

" ارے ارے آپ کہاں چل دیں۔ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے کچھ منگواتا ہوں "۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

" ابھی نہیں۔ ابھی تو مجھے اس کیس کی رپورٹ تیار کر کے بھیجنی ہو گی۔ رات کو آپ جو بھی پلائیں گے۔ میں آنکھیں بند کر کے پی لوں گی۔ گڈ بائی۔ ڈنر پر ضرور آیئے۔ میں انتظار کروں گی "۔ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھی واپس ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

" کوئی رپورٹ آئی ہے پاسٹر اور جنیڈا کے متعلق "۔۔۔ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ دونوں ہی ایسے غائب ہوئے ہیں کہ کہیں سے بھی ان کا پتہ نہیں چل رہا "۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی رسیور اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔۔۔ ٹائیگر سپیکنگ "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ عمران کی توقع کے مطابق وہ ابھی اپنے کمرے میں ہی تھا۔ کیونکہ عمران جانتا تھا۔ کہ وہ تقریباً دوپہر کے بعد ہی کمرے سے نکلتا تھا اور ابھی دوپہر بھی نہ ہوئی تھی

" عمران سپیکنگ "۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس باس" ___ ٹائیگر کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"ٹائیگر۔ ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ سے رات کو ایک غیر ملکی جس کا نام پاسٹر ہے۔ نکلا ہے۔ عام خیال یہی تھا کہ وہ کسی ہوٹل میں ٹھہرا ہو گا۔ لیکن پورے دارالحکومت کے ہوٹل چیک کر لئے گئے ہیں۔ مگر اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہوٹل کی بجائے کسی پرائیویٹ رہائش گاہ پر گیا ہو گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ ارباب کالونی سے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل لیک ویو کے کمپاؤنڈ گیٹ پر اترا تھا۔ اور بقول ٹیکسی ڈرائیور وہ کرایہ دینے کے بجائے اندر گیا تھا۔ لیکن ہوٹل کے افراد اس آدمی کے وہاں آنے سے لاعلم دکھائی دیتے ہیں۔ میں تمہیں اس پاسٹر کا حلیہ اور قدوقامت بتا دیتا ہوں۔ تم ہوٹل لیک ویو سے اپنی تحقیقات کا آغاز کرو اور اسے تلاش کر کے مجھے رپورٹ دو" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے پاسٹر کا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیلات جو اس نے ایمک سٹڈنی سے حاصل کی تھیں ٹائیگر کو سنا دیں۔

"یس باس۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں" ___ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دو گے" ___ عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"اس فیاض نے کام خراب کیا ہے۔ اس نے سارا کیس اخبار کو رپورٹ کر دیا ہے۔ اس لئے صبح صبح جنیٹا بھی

غائب ہو گئی ہے۔ ورنہ رات کو تو وہ اپنے کمرے میں ہی تھی" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اس احمق نے واقعی بڑی زیادتی کی ہے۔ اب تو پاسٹر بھی جہاں ہو گا ہوشیار ہو گیا ہو گا۔ مجھے اس بات کا خیال بھی نہ رہا تھا۔ کہ وہ ایسا کرے گا ورنہ اُسے خاص طور پر منع کر دیا جاتا۔ بہرحال اب ان دونوں کو اور خاص طور پر اس پاسٹر کو ہر صورت میں ملنا چاہیئے۔ ملکہ توری کے خزانے کے نقشے والی فلم اس کے پاس ہے۔ اور یہ خزانہ جو کچھ بھی ہے۔ پاکیشیا کی ملکیت ہے" ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کاریکا کا یہاں مشن واقعی اس خزانے کا نقشہ حاصل کرنا تھا۔ حالانکہ اس ایمک سٹڈنی نے کاریکا کے متعلق جو تفصیلات بتائی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تنظیم پوری دنیا پر سائنسی حربوں سے کنٹرول کرنے کے لئے کام کر رہی ہے" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہاں اس کا یہی مشن تھا۔ کاریکا کو اپنے مشن کے لئے کثیر سرمائے کی ضرورت تھی۔ اور اس جنیٹا اسپارک کا خیال ہے کہ ملکہ توری کے اس خزانے سے انہیں اس قدر دولت ضرور مل جائے گی جس سے وہ اپنے مشن کو مکمل کر سکیں۔ بہرحال میں نے ضروری تفصیلات سر سلطان کے حوالے کر دی ہیں۔ وہ انہیں گریٹ لینڈ حکومت تک پہنچا دیں

گے۔ اس طرح نہ صرف کاریکا ختم ہو جائے گی بلکہ دنیا پر منڈلانے والا ایک بھیانک خطرہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اس جنیٹا اسپارک کو تلاش کر لیا ہے۔ صرف حتمی تصدیق باقی رہتی ہے۔ اس کے لئے اس کا میک اپ چیک کرنا پڑے گا"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل سے رپورٹ دیا کرو"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"سوری باس۔ جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے رپورٹ دی تھی۔ کہ جنیٹا اسپارک کو ہال میں سے گزر کر باہر جاتے نہ دیکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس نگرانی کے لئے میں نے ہوٹل کے دو ایسے ملازمین کو خاصی بھاری رقم دے کر ان کی ڈیوٹی لگائی تھی جو نائٹ شفٹ میں کام کرتے ہیں۔ اور ان کی رپورٹ کے مطابق میرے چیک کرنے سے پہلے ہوٹل میں مقیم کوئی بھی مرد یا عورت ہوٹل سے باہر نہ گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے چوتھی منزل تو کیا ہر منزل کے ایمرجنسی ڈورز کو بھی چیک کیا۔ کہ کہیں وہ ان عقبی دروازوں کے ذریعے نہ نکل گئی ہو۔ لیکن وہ

دروازے بھی باقاعدہ بند ہے۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ جنیٹا اسپارک بہرحال ہوٹل سے باہر نہیں گئی۔ اس کے بعد میں نے مزید انکوائری شروع کر دی۔ تو یہ معلوم ہوا کہ چوتھی منزل کے کمرہ نمبر پچپن میں رہنے والی ایک ایکریمین لڑکی کرسٹی جو کئی دنوں سے غائب تھی اچانک رات کو کسی وقت واپس آ گئی ہے۔ اس کا پتہ مجھے ہوٹل سروس والوں سے لگا۔ کیونکہ کرسٹی نے ان سے ناشتہ طلب کیا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ناشتے کے بعد کرسٹی کمرے سے باہر آ گئی۔ گو اس کا حلیہ وغیرہ جنیٹا اسپارک سے قطعی مختلف تھا۔ لیکن قد و قامت ایک جیسی تھی۔ وہ ہوٹل سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھی۔ اور سیدھی سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر گئی۔ وہاں اس نے اپنے آپ کو ایکریمین ٹائمز کی فارن رپورٹر ظاہر کیا۔ اور وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے کمرے میں کافی دیر رہی۔ اس کے بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس ہوٹل میں آ گئی۔ اور اب وہ اپنے کمرے میں ہے۔ میں نے ہوٹل رجسٹر سے اس کے کوائف چیک کئے ہیں تو وہاں اس کے متعلق سیاح ہونا درج ہے۔ اگر وہ واقعی رپورٹر ہوتی تو لازماً اس کے کاغذات میں رپورٹر ہی درج ہوتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ کرسٹی ہی دراصل جنیٹا اسپارک ہے۔ اور اس نے پہلے سے یہاں کرسٹی کے نام سے کمرہ بک کرا رکھا تھا۔ چونکہ دونوں کمرے ایک ہی منزل پر ہیں اس لئے وہ

پہلے کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ اور اس نے میک اپ کر لیا“ ـــــ صفدر نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

” تم وہیں ٹھہرو۔ میں عمران کو بھیجتا ہوں۔ وہ اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ اسے چیک کرے گا“ ـــــ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

” سپرنٹنڈنٹ فیاض سے اس کا صبح صبح ملنا تو بتا رہا ہے کہ اخبار میں وہ کیس کے بارے میں پڑھنے کے بعد وہاں کسی خاص مقصد کے لئے گئی ہو گی“ ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

” ابھی معلوم ہو جاتا ہے“ ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

” سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو۔ فیاض سپیکنگ“ ـــــ دوسری طرف سے فیاض نے اپنا نام پورے عہدے سمیت بتلاتے ہوئے کہا۔

” سپیشل ایڈیٹر۔ ایکریمین ٹائمز۔ رونالڈ بول رہا ہوں ناناک سے“ ـــــ عمران نے خالصتاً ایکریمی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

” اوہ آپ۔ جی فرمائیے“ ـــــ دوسری طرف سے فیاض کا لہجہ گو یک لخت نرم پڑ گیا تھا۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

” ہمارے اخبار کی رپورٹر مس کرسٹی نے آپ کے تعاون کی بے حد تعریف کی ہے مسٹر فیاض۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں کیس کی پوری تفصیلات نہیں بتائیں۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے“ ـــــ عمران نے کہا۔

” ایسی بات کر کے انہوں نے زیادتی کی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم نے گرفتار ہونے والے سائنسدانوں کے پورے نام اخبار میں نہیں دیئے۔ اس پر میں نے انہیں اصل فائل دکھا دی۔ اور انہوں نے خود گرفتار ہونے والے سائنسدانوں کی فہرست دیکھی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کیوں آپ سے شکایت کی ہے“ ـــــ فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے کرسٹی کی اس شکایت کا بڑا دکھ ہوا ہے۔

” اچھا یہ بات ہے۔ تعاون کا شکریہ سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ مجھے یقین ہے کہ کرسٹی کو غلط فہمی ہوئی ہے“ ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

” صفدر کا شک سو فیصد درست ہے۔ یہ کرسٹی ہی جینیٹا سپارک ہے۔ اس نے صبح اخبار میں کیس کے بارے میں پڑھا تو میک اپ اور کمرہ بدل لیا“ ـــــ بلیک زیرو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ کام صفدر کی بجائے اس نے خود سرانجام دیا ہو اور عمران مسکرا دیا۔

” تو پھر وہ وہاں فیاض کے پاس کیا چیک کرنے گئی تھی۔ وہ

اگر جنیڈا ہے تو وہ خود چیف ہے۔ اُسے علم ہوگا کہ پاسٹر پہلے ہی نکل چکا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہو سکتا ہے وہ ایمک سٹڈنی کے بارے میں معلوم کرنے گئی ہو" ـــــ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں بلیک زیرو۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے بھی پاسٹر کے نکل جانے کا علم نہیں ہے۔ کیونکہ اصل کردار پاسٹر تھا۔ فلم اس کے پاس تھی۔ بہرحال اب پاسٹر کو ڈھونڈنے کا ایک سکوپ نکل آیا ہے۔ وہ جہاں بھی ہے۔ لازماً جنیڈا سے رابطہ کر کے مزید ہدایات لینے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر وہ نہ کرے گا تو اب جنیڈا لازماً کرے گی۔ اس لئے اب ضروری ہو گیا ہے کہ جنیڈا اسپارک کی سپارکنگ کا درست طور پر جائزہ لیا جائے" ـــــ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل شلٹن کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا ایک طرف بیٹھا ہوا صفدر تیزی سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"وہ کمرے میں ہے۔ اس نے گریٹ لینڈ کال کر کے کسی مادام سے بات کی ہے۔ اور اس سے پوچھا ہے کہ کیا رپورٹ اور اُسے لے آنے والا واپس پہنچ گیا ہے یا نہیں۔ لیکن دوسری

طرف سے نہیں میں جواب دیا گیا۔ تو اس نے بتایا کہ یہاں رپورٹ تو مل گئی ہے جو چیف رپورٹر کے پاس ہے۔ البتہ اخبار چھپتے ہی چلا گیا ہے۔ جس پر اس مادام نے اُسے فوراً چیف رپورٹر کو رپورٹ کرنے کے لئے کہا ہے۔ بس یہی باتیں ہوئی ہیں" ـــــ صفدر نے عمران کے ہال میں داخل ہوتے ہی اُسے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ کرسٹی چونکہ اب نئے میک اپ میں اپنے آپ کو مکمل طور پر محفوظ خیال کر رہی ہے۔ اس لئے اس نے مادام روز سے بات کی۔ اور اس بات چیت سے یہ بات بھی اب حتمی طور پر سامنے آ گئی کہ فلم پاسٹر کے پاس ہے اور پاسٹر ابھی تک گریٹ لینڈ نہیں پہنچا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کمرہ نمبر پچیس کے دروازے پر پہنچ گیا اس نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"کون ہے" ـــــ اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ جنیڈا سے یکسر مختلف تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بھیجا ہے" ـــــ عمران نے بھی لہجہ بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر جنیڈا سے بالکل مختلف لڑکی کھڑی تھی۔ لیکن عمران کو دیکھ کر وہ یک لخت بُری طرح چونکی اور پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"مادام کرسٹی۔ کیا آپ ہمیں اندر نہ آنے دیں گی۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا خصوصی پیغام ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آؤ" ۔۔۔ کرسٹی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور اس کے پیچھے صفدر اندر داخل ہوئے۔ کرسٹی صفدر کو بھی دیکھ کر چونکی تھی۔ لیکن ایک بار پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ یہی کرسٹی ہی جنیڈا اسپارک ہے۔ کیونکہ ذیشان کالونی کے چوک پر جب ریستوران کے برآمدے میں جنیڈا پبلک فون بوتھ میں فون کر رہی تھی تو صفدر نشے میں آؤٹ شرابی کی اداکاری کرتا ہوا وہاں گیا تھا تاکہ فون پر ہونے والی بات چیت سن سکے۔ اس کے علاوہ وہ چونکہ کبھی جنیڈا کے سامنے نہ آیا تھا۔ اس لئے کرسٹی کا اسے دیکھ کر چونکنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کرسٹی نہیں جنیڈا ہے۔

"فرمایئے۔ کیا پیغام ہے" ۔۔۔ کرسٹی نے ان کے قریب آتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فرماتے ہیں مادام کرسٹی ۔۔۔ اگر جلد ہی جلدی فرمائشیں پوری ہونے لگ جائیں تو بیگم کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جب بیگم کا دماغ براہِ راست ساتویں آسمان پر پہنچ جائے تو پھر بے چارہ فرمائشیں پوری کرنے والا لامحالہ اسے حقیر نظر آنے لگ جاتا ہے۔ ویسے مجھے علی عمران کہتے

ہیں۔ یہ بات مجھے بھی آج تک سمجھ نہیں آئی۔ کہنے کو تو لوگ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً آپ کا نام کرسٹی ہے مگر آپ کو جنیڈا اسپارک بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیا خیال ہے" ۔۔۔ عمران کی زبان پوری رفتار سے رواں ہو گئی۔

"کیا تم پاگل ہو۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو" ۔۔۔ جنیڈا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا یہ خیال بھی غلط ہے۔ کہ صرف پاگل ہی بکواس کرتے ہیں۔ پاگل کی بجائے پاسٹر بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ بہرحال سپرنٹنڈنٹ فیاض کا پیغام یہ ہے کہ آپ فوراً اس سائنس پراجیکٹ پر چھاپے سے پہلے نکل جانے والے سائنسدان پاسٹر کا پتہ بتا دیں۔ ورنہ انہوں نے یہ آدمی ساتھ بھیجا ہے۔ یہ پتہ تلاش کرنے کا ماہر ہے۔ گذشتہ گیارہ سالوں سے اخبارات میں تلاش گمشدہ کے اشتہار پڑھتا چلا آ رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ہوٹل انتظامیہ کو بلاتی ہوں۔ نجانے یہ لوگ تم جیسے پاگلوں کو یہاں کیوں آنے دیتے ہیں" ۔۔۔ جنیڈا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھنے لگی۔

"بے شک بلا لیں۔ تاکہ میں ان سے پوچھ سکوں کہ وہ مسز خالہ کم قاتلہ کو کمرہ ہی کیوں بک کرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ کون — سر خالد" — جنیفڑا ابھی تک اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

"صفدر، مس جنیفڑا اسپارک کو ماسک میک اپ کرنے کا صحیح طریقہ سمجھا دو۔ کنپٹی کے پاس دھاگہ ابھی تک لٹک رہا ہے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جنیفڑا کا ہاتھ لاشعوری طور پر کنپٹی پر پہنچا ہی تھا کہ صفدر نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ جنیفڑا کی طرف کر دیا۔

"اپنا ماسک میک اپ اتار دو مس جنیفڑا۔ اور عمران صاحب کی بات کا جواب دو۔ ورنہ تم اپنی روح کا بھی پتہ نہ چلا سکو گی کہ تمہارے جسم سے نکل کر کہاں گئی ہے" — صفدر کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تم مجھ پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتے۔ سمجھے" — یک لخت جنیفڑا نے ایک جھٹکے سے ماسک میک اپ اتارتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ ماسک اس نے ایک طرف اچھال دیا تھا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھی۔

"پھر تمہیں ماسک میک اپ کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی میک اپ نہیں کیا۔ میں تو اپنے کمرہ نمبر اٹھارہ میں تھی کہ تم مجھے یہاں اغوا کر کے لے آئے ہو اور مجھے اب یہ ماسک پہننے پر مجبور کر رہے ہو" — جنیفڑا نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"سنو جنیفڑا اسپارک۔ ایرک سٹڈنی یہاں کی سیکرٹ سروس کے قبضے میں ہے۔ اور سیکرٹ سروس نے اس سے کاریکا کا اصل مشن معلوم کر لیا ہے۔ اور اب تک اس کی ساری تفصیلات حکومت گریٹ لینڈ تک پہنچ چکی ہوں گی۔ اس کے بعد تم خود سوچ سکتی ہو کہ تمہاری سوتیلی ممی مادام روز سمیت کاریکا کے تمام افراد، اس کے اڈے اور خاص طور پر اسکوٹ لینڈ میں تیار ہونے والی وہ خفیہ لیبارٹری جہاں کاریکا ایسی ایسی ایجادات کرنے کے لئے کوشاں ہے جس کی مدد سے وہ پوری دنیا کو کنٹرول کر سکے، سب کچھ فنش ہو چکا ہے۔ اور تم کاریکا کی عملی طور پر سربراہ ہو۔ اس لئے تمہاری گرفتاری گریٹ لینڈ کے لئے بہت بڑا تحفہ ثابت ہوگی۔ لیکن یہ مسئلہ گریٹ لینڈ کا ہے، پاکیشیا کا نہیں ہے۔ پاکیشیا کا مسئلہ وہ فلم ہے جس میں ملکہ تودی کے خزانے کا نقشہ ہے۔ اور جو پاسٹر کے پاس ہے اگر تم مجھے پاسٹر کا پتہ بتا دو تو میں یہ بھول جاؤں گا کہ تمہارا بھی تعلق سر خالد کے قتل سے ہے۔ ورنہ یاد رکھو پاکیشیا میں قاتلوں کو مقدمے کے فیصلے تک جن کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا ہے وہ دوزخ سے بھی بدتر ہوتی ہیں" — عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم — مم — مجھے معاف کر دو عمران۔ میں تمہاری منت کرتی ہوں۔ میں تمہاری کنیز بن کر رہنے کے لئے

تیار ہوں مگر مجھے چھوڑ دو۔ میں نے سر خالد کو قتل نہیں کیا۔ مجھے تو معلوم بھی نہ تھا کہ پاسٹر کا یہ ارادہ ہے۔ پاسٹر نے ایسا کیا ہے۔ فلم بھی اُس کے پاس ہے۔ اور مجھے خود نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے"۔۔۔ جنیڈا نے یک لخت انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تم چیف ہو اور تمہیں علم نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کرو عمران۔ مجھے چونکہ خود نہیں معلوم تھا کہ اس زیور میں نقشہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے سر خالد کو اس کی رائے کے لئے کہا۔ سر خالد اس معاملے میں اتھارٹی ہیں۔ چنانچہ مجھے معلوم تھا کہ اگر اس نوادر میں نقشہ ہوا تو وہ یقیناً اُسے ٹریس کر لیں گے۔ پاسٹر اور اس کے ساتھیوں کو علیحدہ رکھا گیا۔ میرا بھی براہِ راست پاسٹر سے صرف اتنا رابطہ تھا کہ میں نے اُسے بتا دیا تھا کہ نوادر سر خالد کے پاس پہنچ چکا ہے۔ یقین کرو مجھے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس ڈبیا میں کوئی میکنزم ہے"۔۔۔ جنیڈا اسپارک نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"پاسٹر کیا یہاں پہلی بار آیا ہے۔ یا پہلے بھی آتا رہا ہے" عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔

"نہیں وہ پہلی بار آیا ہے۔ بلکہ مجھ سمیت سب لوگ یہاں پہلی بار آئے ہیں"۔۔۔ جنیڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ارباب کالونی کی کوٹھی سے نکل کر کہاں جا سکتا ہے۔

وہ کسی ہوٹل میں بھی نہیں ٹھہرا۔ بتاؤ کہاں جا سکتا ہے وہ"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے"۔۔۔ جنیڈا نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کرتا اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ واچ ٹرانسمیٹر پر کسی کی کال آ رہی ہے۔ عمران نے چونک کر گھڑی کو دیکھا اور پھر ڈائل پر ایک ہندسہ جلتا بجھتا دیکھ کر وہ سمجھ گیا۔ کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے اور ٹائیگر کو اس نے پاسٹر کی تلاش کی ذمہ داری سونپی تھی۔ اس نے جلدی سے ونڈ بٹن کو کھینچا اور مخصوص انداز میں دبا دیا۔ پھر اس نے گھڑی کان سے لگا دی۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ ٹائیگر کالنگ اوور"۔۔۔ گھڑی میں سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اوور"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے پاسٹر کا پتہ چلا لیا ہے۔ وہ اس وقت بلارڈو کے پاس ہے۔ اس بلارڈو کا تعلق بھی گریٹ لینڈ سے ہے۔ اور یہ یہاں اسلحے کی سمگلنگ سے متعلق ہے۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا۔ پوری رپورٹ دو اوور"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ میں ہوٹل لیک ویو گیا اور پھر وہاں تفصیلی تحقیقات کے بعد مجھے گیٹ پر کھڑے ہونے والے دربان سے معلوم ہو گیا کہ اس حلیے کا ایک غیر ملکی ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے گیٹ کی طرف آ رہا تھا کہ بلارڈو ہوٹل سے باہر نکلا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح ملے جیسے بہت پرانے دوست ہوں۔ اس کے بعد وہ بلارڈو کی کار میں بیٹھ کر چلا گیا بلارڈو کا کلیو ——— ملنے کے بعد میں نے بلارڈو گروپ کے ایک مقامی آدمی بوبی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ بوبی غائب ہے۔ بلارڈو بھی کسی اڈے پر نظر نہیں آ رہا۔ اب جیسے ہی اس کا پتہ چلے گا میں دوبارہ کال کر دوں گا اوور" ——— ٹائیگر نے پوری رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"چیف کلب میں اوور" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہیں رکو۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن کو دوبارہ کھینچ کر اس نے دبایا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"بلارڈو نام کے کسی آدمی کو جانتی ہو تم" ——— عمران نے جنیڈا اسپارکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بلارڈو۔ ہاں۔ گریٹ لینڈ کا ایک عام سا بدمعاش ہے پاسٹر کا پرانا دوست ہے۔ مگر وہ یہاں کیسے آسکتا ہے۔ البتہ میں نے سنا تھا کہ وہ اسلحہ سمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم ڈی۔ ایف سے منسلک ہو گیا ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی" ——— جنیڈا نے کہا۔

"ڈی۔ ایف۔ اوہ اچھا" ——— عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اچانک اس کا بازو تیزی سے گھوما اور جنیڈا اسپارک چیختی ہوئی اچھل کر پہلو کے بل فرش پر بچھے ہوئے قالین پر جا گری۔ مڑی ہوئی انگلی کے ہک کی کنپٹی پر ایک ہی بھرپور ضرب نے اُسے تڑپنے کا بھی موقع نہ دیا اور وہ نیچے گرتے ہی بے ہوش ہو گئی۔

عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر فون پیس کے نیچے لگا ہوا وہ بٹن پریس کر دیا جس سے ہوٹل ایکس چینج کے بغیر براہِ راست کال ہو سکتی تھی اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ رکرسٹی ہی دراصل جنیڈا سپارک تھی۔ اس نے ماسک میک اپ کر رکھا تھا۔ لیکن وہ بھی اس پاسٹر کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ البتہ ٹائیگر

کی طرف سے مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ پاسٹر کا کوئی دوست بلارڈو اُسے ہوٹل لیک ویو کے گیٹ پر مل گیا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے اور اب وہ دونوں غائب ہیں۔ اس بلارڈو کا تعلق اسلحہ سمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم ڈی۔ الیف سے ہے۔ جنیڈا چونکہ سر خالد کے قتل کی اہم ملزمہ ہے۔ اس لئے میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ آپ سر رحمان کو اس کی اطلاع کر دیں کہ یہ کمرہ نمبر پچیس چوتھی منزل ہوٹل شلٹن میں موجود ہے وہ خود ہی اسے گرفتار کر لیں گے۔ میں اور صفدر فوری طور پر اس پاسٹر کی تلاش میں جانا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس پاسٹر کو فوری تلاش کرو تاکہ اس سے فلم حاصل کی جا سکے۔ یہ زیادہ ضروری ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ صفدر۔ اب انٹیلی جنس خود ہی اسے یہاں سے لے جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈی۔ الیف کے بارے میں اُسے معلوم تھا کہ وہ یہاں خفیہ طور پر ہندوستانی مجاہدین کو اسلحہ سمگل کر رہی ہے۔ لیکن چونکہ حکومت پاکیشیا کی یہی پالیسی تھی۔ اس لئے عمران نے اس طرف توجہ نہ دی

تھی۔ لیکن اب بہرحال پاسٹر کو برآمد کرنا ضروری تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر اس پر توجہ دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کسی بین الاقوامی تنظیم کے لئے کسی ایک آدمی کو ملک سے نکال دینا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا اور اگر پاسٹر کو فوری طور پر برآمد نہ کیا گیا تو پھر پاسٹر یہ فلم لے کر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

صُبح کے اخبار میں جب پاسٹر نے سائنس پراجیکٹ
پر انٹیلی جنس کے چھاپے اور تمام سائنسدانوں کی گرفتاری
کے ساتھ ساتھ یہ بھی پڑھا کہ انٹیلی جنس کو اس بات کا علم
ہو گیا ہے کہ اس سائنس پراجیکٹ کے ذریعے ہی سر خالد کو
قتل کیا گیا ہے اور ان سے کوئی راز حاصل کیا گیا ہے۔ تو
وہ بُری طرح گھبرا گیا۔ اُسے اب پھانسی کا پھندہ اپنی گردن
کے گرد محسوس ہونے لگ گیا تھا۔ لیکن بلارڈو نے اُسے
تسلی دی اور پھر بلارڈو نے اس کے چہرے پر ہلکا سا میک
اپ کیا۔ اور اُسے کار میں بٹھا کر اس رہائش گاہ سے باہر
آ گیا۔ اب اس کی کار شہر سے نکل کر مضافات کی طرف اُڑی
چلی جا رہی تھی۔

" یہ تم کہاں لے جا رہے ہو مجھے" پاسٹر نے ادھر دیکھتے ہوئے کہ

" اپنے سب سے خفیہ اڈے میں جہاں کوئی مکھی بھی میری
اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی۔ وہاں تم مکمل طور پر محفوظ
رہو گے۔ ایک دو روز میں تمہارے کاغذات تیار ہو جائیں
گے اور پھر تمہیں خاموشی سے گریٹ لینڈ بھجوا دیا جائے گا۔
یہ اڈہ دارالحکومت سے دور ایک مضافاتی قصبے میں ہے۔
نہ تم دارالحکومت میں ہو گے نہ تمہیں کوئی تلاش کر سکے گا"
بلارڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" شکریہ بلارڈو۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں
گا" ــــ پاسٹر نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں پاسٹر۔ آخر دوست کب کام آتے
ہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ آخر اس فلم میں ایسی کیا چیز ہے۔ جس
کے پیچھے یہاں کی انٹیلی جنس پاگل ہو رہی ہے۔ کیا کوئی ملکی
راز ہے" ــــ بلارڈو نے کہا۔

" ارے نہیں بلارڈو۔ یہ صرف ایک قدیم خزانے کے
نقشے کی فلم ہے" ــــ پاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے جو تم نے یہ بچگانہ بات
کر دی ہے۔ کسی خزانے کے نقشے کے لئے اور اتنا بڑا
سائنس پراجیکٹ قائم کرنا کہاں کی تک ہے" ــــ بلارڈو
نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے قدرے ناراضی سے لہجے
میں کہا۔

" ایک تو تمہاری یہ عادت بے حد بُری ہے کہ تم فوراً

ناراض ہونے لگ جاتے ہو۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہ خزانہ کیا اہمیت رکھتا ہے "۔۔۔۔ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس کی تفصیل نہ بتاتا لیکن اس وقت وہ مکمل طور پر بلارڈو کے رحم و کرم پر تھا۔ اس نے بلارڈو کی دلچسپی کے پیش نظر اس کی تفصیل بتا دی۔ اس کا خیال یہ بھی تھا کہ تفصیل معلوم ہو جانے کے بعد بلارڈو کو اس کی اہمیت کا احساس بھی ہو جائے گا۔

" کیا یہ خزانہ صرف تانبے کے بنے ہوئے نوادرات پر مشتمل ہو گا "۔۔۔۔ بلارڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" نوادرات تو بہرحال ہوں گے ایک ایک نوادر عالمی منڈی میں لاکھوں کروڑوں ڈالر میں فروخت ہو گا۔ لیکن سب ماہرین آثار قدیمہ اس بات پر متفق ہیں کہ قدیم زمانے کی ملکہ توری نایاب ہیروں کو اکٹھا کرنے کی بے حد شوقین تھی۔ قدیم زبان میں توری چمکدار ہیرے کو ہی کہتے ہیں۔ اور یہ ملکہ ہیروں کے بارے میں ایسا جنون رکھتی تھی کہ اس کا نام ہی ملکہ توری پڑ گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس جنون کے پیش نظر اس ملکہ نے دور دور تک فوج کشی کی اور جس علاقے کو فتح کیا۔ وہاں سے ہیرے لوٹے اور اپنے خزانے میں جمع کر دیئے۔ بہرحال یقین ہے کہ اربوں کھربوں ڈالر کے ہیرے بھی نوادرات کے ساتھ ہی ملیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین

آثار قدیمہ اس خزانے کو تلاش کرتے رہے۔ لیکن اس کا پتہ نہ چل سکا "۔۔۔۔ پاسٹر نے اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور بلارڈو جو کار چلا رہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

" اس خزانے کی کھدائی کے لئے تو لمبی چوڑی پلاننگ اور مشینری کی ضرورت پڑے گی۔ اور ظاہر ہے یہاں کی حکومت کو اس کا پتہ چل جائے گا "۔۔۔۔ بلارڈو نے کہا۔

" کاریکا تمام پلاننگ بہت سوچ سمجھ کر کرتی ہے بلارڈو۔ کاریکا اس خزانے کی تلاش میں تھی۔ اور عام خیال تھا کہ اس خزانے کا نقشہ ملکہ توری کے گلے میں دکھائے جانے والے تین زیورات میں سے کسی ایک میں ہے۔ لیکن اسے اس طرح چھپایا گیا ہے کہ سوائے اس علاقے کی قدیم اشاراتی زبانوں کے ماہر کے کوئی اسے دریافت نہیں کر سکتا۔ پھر ایک زیور کے متعلق کاریکا کو معلومات مل گئیں لارڈ کلاڈس گریٹ لینڈ کا انتہائی مشہور ماہر آثار قدیمہ ہے۔ لارڈ کلاڈس نے پاکیشیا میں بھی آثار قدیمہ پر بڑا کام کیا ہے کاریکا کو پتہ چلا کہ لارڈ کلاڈس کے پاس ایک زیور موجود ہے جو اُسے راکاس قلعے کی کھدائی کے دوران ملا تھا۔ جو اس نے چھپا لیا اور کسی کو نہ بتایا۔ وہ شاید خود اس خزانے کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن لارڈ کلاڈس کو اس زیور پر خزانے کا نقشہ نہ ملا۔ تو وہ یہی سمجھا کہ خزانے کا نقشہ باقی دو زیوروں میں سے کسی ایک پر ہو گا۔ کیونکہ ملکہ توری اپنے گلے میں ہر وقت تین

مختلف قسموں کے زیور پہنے رہتی تھی ۔ اور اس کے جتنے بھی مجسمے دریافت ہوتے ہیں ۔ ان سب میں یہی تین زیور ہی دکھائے گئے ہیں ۔ لارڈ کلاڈس نے اس زیور کی دریافت کا کسی سے ذکر نہ کیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً پوری دنیا کے ماہرینِ آثارِ قدیمہ اور نوادرات حاصل کرنے والے شوقین اس پر پل پڑتے ۔ مگر کاریکا کو اتفاق سے اس کا علم ہو گیا ۔ خزانہ نہ بھی ملتا تب بھی یہ زیور نوادرات کی دنیا میں کروڑوں ڈالر قیمت کا تھا ۔ چنانچہ چیف مادام جنیٹا اسپارک نے اُسے حاصل کرنے کی پلاننگ کی اور وہ چونکہ خود آثارِ قدیمہ کے مضمون میں باقاعدہ ڈگری یافتہ ہے ۔ اس لیے اس نے لارڈ کلاڈس کی ملازمت اختیار کر لی ۔ لارڈ کلاڈس کافی بوڑھا ہو گیا تھا اس لئے اُسے اب سیکرٹری کی ضرورت پڑی تھی ۔ چیف نے اس کی سیکرٹری بن کر اس زیور کا سراغ لگایا اور پھر ایک روز لارڈ کلاڈس کو ہلاک کر دیا گیا ۔ اس کی ہلاکت کو ایکسیڈنٹ ظاہر کیا گیا ۔ اور زیور کو اڑا لیا گیا ۔ اس کے بعد کاریکا نے پلاننگ کی کہ اس زیور کو پاکیشیا کے ماہر آثارِ قدیمہ سر خالد تک اس طرح پہنچایا جائے کہ وہ صرف اس کی تصدیق کر کے اپنی تصدیق شدہ رائے دے تاکہ پاکیشیا کے پریس میں یہ خزانے والی بات نہ آئے ۔ لیکن کاریکا چاہتی تھی کہ اگر سر خالد ۔۔۔ یہ نقشہ تلاش کر لے تو نقشہ بھی حاصل کر لیا جائے اور سر خالد کو بھی ہلاک کر دیا جائے تاکہ دنیا میں کسی کو اس نقشے

کا علم تک نہ ہو سکے ۔ اس کے لئے یہ سائنس پراجیکٹ تیار ہوا چیف جنیٹا نے یہ زیور سر خالد کے حوالے کر دیا ۔ سر خالد نے نقشہ دریافت کر لیا اور پلاننگ کے تحت سر خالد کو ہلاک کر دیا گیا اور فلم حاصل کر لی گئی ۔ یہ سائنسی طریقہ اس قدر جدید تھا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا کہ یہاں پاکیشیا میں کوئی اسے ٹریس بھی کر سکتا ہے ۔ لیکن نجانے کس طرح یہ ٹریس کر لیا گیا ۔ اور انٹیلی جنس نے سائنس پراجیکٹ پر قبضہ کر لیا ۔ سائنسدانوں کو گرفتار کر لیا ۔ اور انہیں اس فلم کا بھی علم ہو گیا" ۔۔۔ پاسٹر نے کہا ۔

"تم نے پہلے بتایا تھا کہ جنیٹا اسپارک نے یہاں آتے ہی اس علی عمران کو الجھا دیا تھا ۔ اس کی کیا ضرورت تھی ۔ یہ کام انتہائی خفیہ طور پر بھی تو ہو سکتا تھا" ۔۔۔ بلارڈ نے کہا ۔

"ہاں ۔ ہو تو سکتا تھا ۔ لیکن مادام روز اس علی عمران کے بارے میں ذاتی طور پر واقف تھیں ۔ ان کا کہنا تھا کہ سر خالد کے اس قتل کی تحقیقات اعلیٰ پیمانے پر ضرور ہو گی ۔ اور چونکہ سر خالد بین الاقوامی شہرت کے حامل آدمی تھے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا جائے ۔ اور یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ۔ یہ خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے ۔ قتل کے بعد لازماً اس بات کا علم ہو جاتا کہ جنیٹا اسپارک

سر خالد سے ملتی رہی ہے۔ تو وہ جنیڈا اسپارک کے بارے میں تفصیلی تحقیقات کرے گا۔ اس طرح کاریکا سامنے آ سکتی ہے۔ چنانچہ اُسے الجھانے اور جنیڈا اسپارک پر اس کا شک دور کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ جنیڈا اسپارک آغاز سے ہی اس علی عمران کے سامنے رہے۔ اس علی عمران کو ذہنی طور پر اس طرح الجھا دیا جائے کہ اصل بات تک اس کا ذہن پہنچ ہی نہ سکے اور چونکہ جنیڈا اسپارک شروع سے ہی سامنے رہے گی۔ اس لئے سر خالد کے قتل کے بعد عمران لامحالہ اس پر شک نہ کر سکے گا۔ سائنس پراجیکٹ اور میرا جنیڈا اسپارک سے براہِ راست کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اس لئے عمران کسی بھی طرح ہم دونوں کے درمیان کوئی رابطہ پیدا نہ کر سکے گا" ۔۔۔ پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اگر یہ نقشہ نہ ملتا تو کیا پھر بھی سر خالد کو قتل کر دیا جاتا" بلارڈو نے پوچھا۔

" نہیں۔ پھر پلاننگ دوسری تھی۔ نوادر کی قیمت کے بارے میں رائے لی جاتی۔ جنیڈا اسپارک یہ رائے لے کر ایک طرف ہو جاتی۔ لیکن سائنس پراجیکٹ کی وجہ سے سر خالد کا وہ خاص کمرہ جس میں اس نے اپنی زندگی بھر کے انتہائی قیمتی نوادرات جمع کر رکھے تھے۔ اور جن کی حفاظت کے لئے اس نے انتہائی جدید ترین حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے وہ ہمارے لئے اوپن ہو جاتا۔ اور ہم کسی بھی وقت اپنے سائنسی نظام کی بدولت

سر خالد کا یہ سارا خزانہ لوٹ کر یہاں سے چلے جاتے۔ اس طرح بھی کاریکا کو کروڑوں ڈالر کے نوادرات مل جاتے" ۔۔۔ پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن میرا وہ سوال تو اپنی جگہ برقرار ہے۔ کہ اب یہ خزانہ نکالا جائے گا۔ تو حکومت کو اس کا علم نہ ہو جائے گا" ۔۔۔ بلارڈو نے کہا۔ چونکہ کار مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھی جا رہی تھی۔ اس لئے ان دونوں کے درمیان مسلسل گفتگو جاری تھی۔

" ہاں وہ بات تو رہ گئی۔ اس کے لئے کاریکا نے ایک پلاننگ کی ہوئی ہے۔ مغربی پہاڑی علاقوں میں تانبے کی ایک نئی کان دریافت ہوئی ہے۔ یہ کان ویسٹرن کارمن کے ماہرین نے دریافت کی ہے۔ اور وہی اس میں سے تانبا نکالیں گے گو راکاس قلعہ اور تانبے کی کان میں خاصا فاصلہ ہے۔ لیکن کاریکا کے پاس چونکہ انتہائی جدید مشینری اور سائنسدان ہیں۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگر نقشہ مل جاتا ہے تو ویسٹرن کارمن کے ان ماہرین کی جگہ وہ لوگ لے لیں گے جو کاریکا کے ممبران ہیں۔ وہاں تانبہ نکالنے والی مشینری کے ساتھ ہی ایسی مشینری پہنچا دی جائے گی جو خفیہ طور پر اس کان کے اندر سے اس خزانے والی جگہ تک سرنگ تیار کر دے گی۔ اس کے بعد تانبہ بھی نکلتا رہے گا۔ اور خزانہ بھی۔ ویسٹرن کارمن اور ریاکیشیا کے درمیان اس کان کے سلسلے میں جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس

کے مطابق آدھا تانبہ پاکیشیا اور آدھا ویسٹرن کارمن کی حکومت کا ہوگا۔ چنانچہ اس آدھے میں یہ خزانہ بھی پیک ہو کر ویسٹرن کارمن پہنچتا رہے گا۔ جہاں سے کاریکا اسے آسانی سے حاصل کرے گی۔ اس طرح دنیا بھر میں کسی کو یہ علم بھی نہ ہو سکے گا اور ملکہ توری کا تمام خزانہ کاریکا کے پاس پہنچ جائے گا"۔۔۔ پاسٹر نے جواب دیا۔ اور بلارڈو نے سر ہلا دیا۔

"واقعی شاندار پلاننگ ہے"۔۔۔ بلارڈو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد سڑک کے کنارے ایک چھوٹے سے قصبے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ چونکہ یہاں ایک بہت بڑی بیئر مل تھی۔ اس لئے یہ قصبہ اب خاصا جدید بن گیا تھا۔ اور یہاں کی آبادی بھی خاصی پھیل گئی تھی۔ بلارڈو نے کار قصبے کے اندرونی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی۔ اور وہ ایک نئی اور جدید رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بلارڈو کی کار ایک درمیانے سائز کی جدید تعمیر شدہ کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ بلارڈو نے نیچے اتر کر ستون پر موجود کال بیل بٹن کو پریس کر دیا۔ اور دوبارہ کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

"بوبی آ گیا ہے"۔۔۔ بلارڈو نے اسے دیکھتے ہی تحکمانہ

لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ابھی پہنچے ہیں"۔۔۔ آنے والے نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر اس نے پھاٹک کھول دیا۔ اور بلارڈو کار کوٹھی کے اندر لے گیا۔ پورچ میں دو کاریں بھی موجود تھیں۔ بلارڈو نے کار روکی اور پھر وہ اور پاسٹر دونوں نیچے اتر آئے۔ پاسٹر کے ہاتھ میں وہ بریف کیس بھی تھا جو وہ سائنس پراجیکٹ سے نکلتے وقت ساتھ لے آیا تھا۔

"سلام باس"۔۔۔ اسی لمحے ایک کمرے سے نکل کر ایک سخت گیر چہرے اور انتہائی مضبوط ورزشی بدن کے مالک نوجوان نے جو مقامی ہی تھا آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ بوبی ہے پاسٹر میرا اسسٹنٹ ہینڈ۔ ڈی۔ ایف ہیڈ کوارٹر کا انچارج اور بوبی یہ میرا بے تکلف اور پرانا دوست پاسٹر ہے"۔۔۔ بلارڈو نے باقاعدہ بوبی اور پاسٹر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ان دونوں نے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ رسمی جملے بھی پورے کئے۔ بلارڈو پاسٹر کو لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔ یہاں صوفے اور ان کے درمیان سنٹر ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔

"بوبی۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ پاسٹر کے جعلی کاغذات تیار کرانے ہیں اور اسے اس طرح پاکیشیا سے باہر نکالنا ہے کہ کسی کو کسی قسم کا کوئی شک نہ پڑ سکے"۔ بلارڈو نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بوبی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہو جائے گا باس۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن ایئرپورٹس ریلوے اسٹیشن۔ بس اور ویگن اڈوں پر انتہائی سخت چیکنگ کی جا رہی ہے۔ اور پھر چیکنگ سے ایسے لگتا ہے جیسے چیکنگ کرنے والوں کو کسی چھوٹی سی میز کی تلاش ہو حتیٰ کہ وہ مسافروں کے دانتوں کو بھی سپیشل مشینوں سے چیک کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک میری معلومات ہیں یہ چیکنگ پاسٹر صاحب کے سلسلہ میں ہی ہو رہی ہے۔ اس لئے اگر پاسٹر صاحب بتا دیں کہ وہ اپنے ساتھ کیا لے جانا چاہتے ہیں تو پھر انہیں اس چیز سمیت بے داغ انداز میں نکالنے کی منصوبہ بندی کی جائے" بوبی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ارے وہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ ایک مائیکرو فلم ہے اور بس" ــــ پاسٹر نے چونک کر کہا۔

" مائیکرو فلمیں تو مختلف سائزوں اور شکلوں کی ہوتی ہیں۔ پاسٹر صاحب۔ جس انداز میں یہاں چیکنگ ہو رہی ہے۔ اس میں صرف مائیکرو فلم کہہ دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ آپ وہ فلم مجھے ایک نظر دکھا دیں اس کے بعد آپ کا کام ختم۔ میں ایسی منصوبہ بندی کروں گا کہ آپ کی طرف کوئی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا" ــــ بوبی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ دکھا دیتا ہوں" ــــ پاسٹر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔ اس نے اپنا بریف کیس

اٹھایا اور بجائے اُسے کھولنے کے اس نے اس کے عام سے ہینڈل کی ایک سائیڈ کو انگلی کی مدد سے مخصوص انداز میں دبایا تو ہینڈل کھٹاک کی ہلکی سی آواز سے ایک طرف سے بریف کیس سے علیحدہ ہو گیا۔ دوسرے لمحے ہینڈل کے اندرونی خلا سے ایک کیپسول جتنی مائیکرو فلم باہر آ گئی۔

" یہ ہے فلم" ــــ پاسٹر نے کہا۔

" اوہ۔ ذرا دکھانا۔ کتنی چھوٹی سی فلم میں کتنی بڑی دولت بند ہے۔ حیرت ہے" ــــ ساتھ بیٹھے ہوئے بلارڈ نے کہا اور فلم پاسٹر کے ہاتھ سے لے لی اور اُسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

" اس میں اس نقشے کی تفصیلات ہیں۔ لیکن کیا یہ تفصیلات صرف ماہر آثار قدیمہ ہی سمجھ سکتے ہوں گے" ــــ پاسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کوئی بھی آثار قدیمہ سے تعلق رکھنے والا آدمی اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے" ــــ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو پھر پاسٹر مجھے افسوس ہے کہ اتنے بڑے خزانہ پر تم جیسے احمقوں کا قبضہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ خزانہ اب میں حاصل کروں گا" ــــ بلارڈ نے یک لخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو" ــــ پاسٹر نے بے اختیار

چونک کر کہا۔ مگر دوسرے لمحے بلارڈ نے جیب سے سائیلنس لگا ریوالور نکالا۔ ٹھک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پاسٹر الٹ کر صوفے کے نیچے فرش پر جا گرا۔ گولی نے اس کی کھوپڑی کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ چند لمحوں تک اس کا جسم فرش پر پڑا لرزتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ سامنے بیٹھے ہوئے بوبی کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمایاں تھے شاید اُسے بھی بلارڈ کے اس اقدام کا علم نہ تھا۔

"یہ بہت بڑا خزانہ ہے بوبی۔ راستے میں پاسٹر کے ساتھ اس بارے میں پوری تفصیل سے بات چیت ہوئی ہے۔ تب مجھے اس کی صحیح مالیت کا اندازہ ہوا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب یہ خزانہ ڈی۔ ایف حاصل کرے گی میں ڈی۔ ایف کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ ڈی۔ ایف کے ڈائریکٹران نصف خود لینے اور نصف ہمیں دینے پر رضا مند ہو جائیں گے۔ اس نصف میں ہم دونو نصف نصف کے مالک ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں میں سے ہر ایک کے حصے میں کھربوں ڈالر کی رقم آجائے گی"۔۔۔ بلارڈ نے بوبی کو بتاتے ہوئے کہا اور کھربوں ڈالر کی رقم کا سن کر بوبی کے چہرے پر بھی بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"یس باس۔ آپ نے واقعی درست فیصلہ کیا ہے۔ انٹیلی جنس کو اس پاسٹر کی تلاش ہے۔ اُسے ہمارے متعلق تو علم

تک نہ ہو گا"۔۔۔ بوبی نے جواب دیا۔

"تم رات تک یہیں رہو گے پھر اس پاسٹر کی لاش کو ساتھ لے جاؤ اور کسی چوک پر پھینکوا دینا تاکہ سب لوگ مطمئن ہو جائیں اور ہاں کوئی بھی مائیکرو فلم اس کی جیب میں ڈال دینا تاکہ مسئلہ ہر لحاظ سے ختم ہو جائے"۔۔۔ بلارڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ خزانے والی مائیکرو فلم وہ اپنی جیب میں ڈال چکا تھا۔

"یس باس"۔۔۔ بوبی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اب واپس جا رہا ہوں"۔۔۔ بلارڈ نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار تھے۔ ظاہر ہے دنیا کے سب سے قیمتی خزانے کا راز اس کی جیب میں تھا اور سوائے بوبی کے اور کسی کو اس کے متعلق معلوم نہ تھا۔ گو اس نے بوبی کو یہی کہا تھا کہ وہ اُسے نصف حصہ دے گا۔ لیکن ایسا اس نے جان بوجھ کر کہا تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں دو آئیڈیے تھے۔ اگر تو ڈی۔ الیف نے اس خزانے کے حصول میں دلچسپی ظاہر کی تو پھر وہ بوبی کو ختم کر کے مکمل حصہ خود لے لے گا۔ اور اگر ڈی۔ الیف نے اس میں دلچسپی نہ لی تو پھر بوبی کی مدد سے وہ خود اس خزانے کو نکلنے اور فروخت کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس دوسرے خیال کی وجہ سے اس نے بوبی کو بھی زندہ رہنے دیا تھا۔ ورنہ تو دوسری گولی

بوبی کی کھوپڑی میں اب تک گھس چکی ہوتی ۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہاں مقامی طور پر بوبی اس کے لئے بے حد کار آمد ثابت ہو سکتا ہے ۔

عمران نے کار چیف کلب کے سامنے جا کر روکی اور پھر صفدر سمیت وہ اتر کر کلب کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا ۔ چیف کلب کی عمارت خاصی بڑی تھی ۔ اور عام طور پر یہ کلب امرار کے لئے مخصوص سمجھا جاتا تھا ۔ کیونکہ یہاں کی سروسز انتہائی مہنگی تھیں ۔ ابھی وہ دونوں کلب کے مین گیٹ تک پہنچے بھی نہ تھے کہ ٹائیگر ایک طرف سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا ۔ وہ اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا ۔ کوبرے کے میک اپ میں نہ تھا ۔ کوبرے کا مخصوص میک اپ وہ اس وقت کرتا تھا جب اُسے کوئی

خاص مہم درپیش ہو ۔ اس طرح ٹائیگر زیر زمین دنیا میں بیک وقت دو حیثیتوں سے متعارف تھا ۔ ایک ٹائیگر کے نام سے اور دوسرے کوبرے کے نام سے اور زیر زمین دنیا کا کوئی فرد یہ بات نہ جانتا تھا کہ ٹائیگر اور کوبرا دونوں ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں ۔ ٹائیگر کے روپ میں وہ خاصا ہنس مکھ اور ملنسار ٹائپ آدمی سمجھا جاتا تھا ۔ جس کے زیر زمین دنیا میں وسیع تعلقات تھے ۔ جب کہ کوبرا ایک انتہائی سنگ دل ۔ سفاک آدمی سمجھا جاتا تھا ۔ جس کا کام ہی بڑے سے بڑے بدمعاش کو دہشت زدہ کر دینا تھا ۔ البتہ کوبرا کبھی کبھی ہی سامنے آتا تھا ۔ اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا ۔ کہ ٹائیگر کوبرے کا خاص آدمی ہے ۔

" بوبی یا اس بلارڈو کا کچھ پتہ چلا " ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" بلارڈو تو کافی دنوں سے غائب ہے ۔ لیکن بوبی آج صبح اچانک اٹھ کر کہیں چلا گیا ہے ۔ ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی " ـــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" یہ بلارڈو کہاں رہتا ہے " ـــــ عمران نے پوچھا ۔

" اس کا کوئی مخصوص اڈہ نہیں ہے پاس ۔ بس عام طور پر اس چیف کلب میں ہی اکثر دیکھا جاتا ہے " ـــــ ٹائیگر نے کہا ۔

اس دوران وہ تینوں چلتے ہوئے کلب کے ہال میں

داخل ہو چکے تھے۔ ہال اس وقت خالی پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ ایسے کلبوں میں رش کا وقت شام اور رات کو ہی ہوتا ہے۔ کاؤنٹر پر بھی کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

"بوبی کے بعد یہاں کا انچارج کون ہے"۔۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی انچارج نہیں ہے باس۔ بس سب ملازم ہیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اُسی لمحے ایک آدمی ایک سائیڈ راہداری سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹائیگر۔ خیریت ہے۔ دوبارہ کیسے آنا ہوا"۔۔۔ آنے والے نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کیا لگے ہوئے ہو"۔۔۔۔ عمران نے آنے والے سے پوچھا۔

"میں یہاں سیل سپروائزر ہوں۔ میرا نام مارٹن ہے"۔۔۔ آنے والے نے جو ادھیڑ عمر آدمی تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مارٹن۔ دراصل ہمیں بلارڈو سے فوری ملنا ہے۔ ایک لمبے دھندے کی بات کرنی ہے۔ ادھر ہم نے ٹائیگر صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن انہوں نے بتایا ہے۔ کہ بلارڈو صاحب کو چیف منیجر بوبی کے ذریعے ملا جا سکتا ہے۔ مگر مسٹر بوبی بھی دستیاب نہیں ہیں۔ حالانکہ ہمارا مسئلہ فوری نوعیت کا ہے۔ تم جانتے تو ہو گے۔ جہاں اسلحہ ہو وہاں وقت کم ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جیب سے

ایک بڑا سا نوٹ نکال کر مارٹن کے ہاتھ میں دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب۔ میں آپ کی مدد نہ کر سکوں گا کیونکہ بلارڈو کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے کہ وہ کہاں رہتے ہیں"۔۔۔۔ مارٹن نے نوٹ واپس کرتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اُسے نوٹ واپس کرتے ہوئے شدید دکھ ہو رہا ہو۔

"چلو کوئی ایسا آدمی بتا دو جسے اس بات کا علم ہو۔ بوبی کے علاوہ آخر بلارڈو کوئی بدروح تو نہیں ہے کہ کسی کو علم ہی نہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ جی ہاں۔ ایک آدمی بتا سکتا ہوں۔ وہ بلارڈو کا بے حد قریبی دوست ہے۔ شیف اسس کا نام ہے۔ ڈریگن گیم کلب کا مالک ہے"۔۔۔۔ سپروائزر مارٹن نے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر اور صفدر بھی اس کے ساتھ ہی کلب سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور صفدر اپنی کار میں اور ٹائیگر اپنی کار میں چیف کلب سے نکل کر ڈریگن گیم کلب کی طرف بڑھنے لگے۔ ٹائیگر کی کار ان سے آگے تھی۔ جب عمران نے پارکنگ میں کار روکی تو ٹائیگر اپنی کار پہلے ہی پارک کر کے کلب کے اندر جا چکا تھا۔ کلب کی بیرونی عمارت میں ریستوران تھا۔ جب کہ نیچے تہہ خانوں خفیہ گیم کلب بنایا گیا تھا۔ عمران اور صفدر

جیسے ہی ریستوران میں داخل ہوئے ایک راہداری سے قدم بڑھاتا ہوا ٹائیگر ان کے قریب آیا۔

"عمران صاحب۔ شیف بھی اپنے ساؤنڈ پروف دفتر میں ہے اور بلارڈو بھی ابھی وہاں پہنچا ہے۔ دونوں ہی موجود ہیں" ٹائیگر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"تو چلو پھر ان دونوں کا بیک وقت انٹرویو ہو جائے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا انہیں ساتھ لے کر سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری کے آخر میں ایک دروازے تک لے آیا۔ دروازہ واقعی ساؤنڈ پروف کمرے کا تھا۔ اور سائیڈ پر شیف کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ ٹائیگر نے ہینڈل کو گھمایا اور پھر زور سے بھاری دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے عمران اور صفدر بھی اندر داخل ہوئے۔ کمرے میں دو افراد موجود تھے۔ ایک مقامی دوسرا غیر ملکی تھا۔ وہ دونوں دروازے کے اچانک کھلنے اور ان تینوں کے اس طرح اندر آنے پر حیرت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹائیگر تم۔ اور اس طرح ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ اس مقامی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں تھے۔

"بلارڈو یہی ہے ناں" ۔۔۔ ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دروازہ بند کر کے غیر ملکی کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں میں ہوں بلارڈو۔ میں نے تمہارا نام تو سنا ہوا ہے لیکن ۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔ بلارڈو نے حقارت بھرے لہجے میں کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر صوفے پر جا گرا۔ ٹائیگر کا تھپڑ اس کے گال پر پوری قوت سے پڑا تھا۔ مقامی نے جو یقیناً شیف تھا۔ تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے دھماکے کے ساتھ ہی وہ بری طرح چیختا ہوا الٹ کر پیچھے صوفے پر گرا اور پھر صوفے سمیت فرش پر جا گرا۔ بلارڈو صوفے پر گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس نے ٹائیگر کے سینے پر بھرپور انداز میں ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا کسی کمان کے انداز میں مڑی ہوئی حالت میں فضا میں ذرا سا اچھلا اور پھر ایک اور زوردار تھپڑ کھا کر فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر نے گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ میں ضرب لگا کر اسے اوپر کی طرف اچھالا اور اس کے ساتھ ہی زوردار تھپڑ نے اسے پہلو کے بل فرش پر گرا دیا۔

"ہٹ جاؤ ٹائیگر۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر جو شاید اس کی کنپٹی پر لات مارنے کے لئے ایکشن میں آ رہا تھا تیزی سے سائیڈ پر ہٹتا گیا۔ شیف اسی طرح

صوفے سمیت الٹ کر فرش پر گرا ہوا ساکت پڑا تھا۔
عمران نے اس پر فائر کرنے کے بعد اس کی طرف مڑ کر
بھی نہ دیکھا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ دل میں گولی
پیوست ہو جانے کے بعد اس کے مزید حرکت کرنے
کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ٹائیگر کے ایک طرف
ہٹتے ہی عمران نے جھک کر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش
کرتے ہوئے بلارڈو کی گردن پر مخصوص انداز میں پیر
رکھا تو بلارڈو نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اس
کی ٹانگ پکڑ کر اُسے جھٹکا دے کر گرانے کی کوشش
کی لیکن عمران نے لات رکھتے ہی اُسے تیزی سے گھما
دیا۔ دوسرے لمحے عمران کی ٹانگ تک پہنچنے والے بلارڈو
کے دونوں ہاتھ بے جان سے ہو کر نیچے گر گئے۔ اور اس
کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر وہ بھی بے حس ہو
گیا۔ بلارڈو کا چہرہ اس قدر مسخ ہو گیا تھا۔ جیسے کسی
انسانی چہرے کی بجائے تجریدی آرٹ کے مصور کا بنایا
ہوا چہرہ ہو۔ حلق سے ایسی خرخراہٹ نکلنے لگی جیسے روح
اور جسم کا رشتہ منقطع ہوتے وقت خرخراہٹ کی آواز
نکلتی ہے۔ عمران نے لات کو واپس موڑ دیا اور ساتھ
ہی پیر کا دباؤ بھی قدرے کم کر دیا۔ اور بلارڈو کا بُری
طرح مسخ ہوا چہرہ دوبارہ بحال ہونے لگ گیا۔ لیکن اس
کا پورا چہرہ پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔ کنپٹیاں اس

طرح پھڑکنے لگی تھیں۔ جیسے کھال کے اندر کوئی چیز اچھل
کر باہر نکلنے کی کوشش کر رہی ہو۔

" پاسٹر کہاں ہے بلارڈو "۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت
لہجے میں پوچھا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مر گیا۔ پاسٹر مر گیا "۔۔۔ بلارڈو کے
حلق سے بے اختیار اٹک اٹک کر لفظ نکلنے لگے۔

" وہ مائیکرو فلم کہاں ہے۔ جو اس کے پاس تھی "۔۔۔
عمران نے لات کو ذرا سا گھماتے ہوئے کہا۔

" فف۔ فف۔۔۔ فلم۔ فف۔ فف۔ فلم۔
فف۔ فف ...... "۔۔۔ بلارڈو کے حلق سے
الفاظ اور زیادہ ٹوٹ کر نکلنے لگے اور جب وہ فلم کے آگے
الفاظ وہ بول ہی نہ سکا تو عمران نے لات کو واپس پہلے
والی پوزیشن پر کر دیا۔

" بتاؤ وہ فلم کہاں ہے۔ ورنہ عبرت ناک موت مرو
گے بتاؤ "۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" فف ۔۔۔ فف فلم ڈ ڈ۔ ڈی ۔ الف ہیڈ
کوارٹر کو بھجوا دی ہے۔ میں نے بھجوا دی ہے میں نے "۔۔۔
بلارڈو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" بتاؤ کہاں ہے وہ فلم۔ سچ سچ بتاؤ "۔۔۔ عمران
نے لات کو ہلکا سا ٹرن دیتے ہوئے کہا۔

" ر ۔۔۔ ر ۔۔۔ رک جاؤ۔ مم ۔۔۔ مم ...... "۔۔۔

بلارڈو کی حالت اس قدر غیر ہو گئی کہ اس کا سانس اکھڑنے لگ گیا۔ عمران نے یک لخت لات ہٹائی کیونکہ اب اس کی فوری موت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ عمران کی لات ہٹتے ہی بلارڈو کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگ گئی۔

"اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دو اور اس کا کوٹ پیچھے اس کے آدھے بازوؤں تک اتار دو" ——— عمران نے کہا اور صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہانپتے ہوئے بلارڈو کو گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور بلارڈو چیختا ہوا اچھل کر صوفے پر اس طرح جا گرا جیسے کسی سپرنگ نے اسے نیچے سے اچھال کر صوفے پر پھینک دیا ہو۔ اس کے صوفے پر گرتے ہی ٹائیگر نے جو صوفے کی پشت پر موجود تھا اسے سیدھا کیا اور پھر اس کا کوٹ ایک جھٹکے سے اس کی پشت کی طرف سے نیچے کر دیا۔ اب بلارڈو اس طرح بے بس ہو گیا تھا جیسے کسی نے اس کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دیئے ہوں۔ کوٹ چونکہ آدھے سے زیادہ نیچے ہو گیا تھا اس لئے اب بلارڈو نہ ہی کوٹ اوپر کر کے اپنے بازوؤں کو حرکت میں لا سکتا تھا اور نہ کوٹ کو پوری طرح اتار سکتا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور آنکھوں سے حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے بے بسی کے آثار نمایاں

تھے۔ البتہ اس کا چہرہ اب پوری طرح بحال ہو چکا تھا۔

"تمہارا نام بلارڈو ہے اور تمہارا تعلق ڈی۔ ایف سے ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں" ——— عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو" ——— بلارڈو نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ہے" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلارڈو اس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سنو بلارڈو۔ مجھے معلوم ہے کہ ہوٹل لیک دیو کے مین گیٹ پر تمہاری ملاقات پاسٹر سے ہوئی اور پھر تم پاسٹر کو لے کر اپنی کار میں کہیں چلے گئے۔ پاسٹر کے پاس ایک مائیکرو فلم تھی جو تم نے اس سے حاصل کرنی تھی اور اب تم کہہ رہے ہو کہ پاسٹر ہلاک ہو چکا ہے۔ اور فلم تم نے ڈی۔ ایف ہیڈ کوارٹر کو بھجوا دی ہے" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں اسے بھجوا کر ہی یہاں شیف کے پاس آیا تھا۔ ایک کام کے سلسلے میں" ——— بلارڈو نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈی۔ ایف ہیڈ کوارٹر سے بات کر دوں۔ کیا خیال ہے۔ تمہاری تو پتہ نہیں ڈی۔ ایف میں کیا حیثیت ہو گی لیکن یہ

بتا دوں کہ ڈی ۔ ایف کا چیف کاؤنٹ جرگن میرا گہرا دوست ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ڈی ۔ ایف اسلحے کے علاوہ اور کسی جرم میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی ۔ چاہے اس سے کتنا بڑا فائدہ کیوں نہ ہو رہا ہو ۔ اس لئے اگر تم بضد ہو تو پھر میں یہیں تمہارے سامنے کاؤنٹ جرگن سے بات کر لیتا ہوں ۔ لیکن یہ سوچ لو کہ اگر کاؤنٹ جرگن نے کسی فلم کی وصولی سے انکار کر دیا تو پھر نہ صرف تمہیں ڈی ۔ ایف سے علیحدہ کر دیا جائے گا ۔ بلکہ تمہیں عبرت ناک موت بھی مرنا پڑے گا ۔ کیونکہ میں کاؤنٹ جرگن کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ اپنے کسی آدمی کو تنظیم سے ہٹ کر کسی دوسرے کام کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا ۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری یہاں موجودگی اور تمہارے کام کے بارے میں بھی مجھے مکمل تفصیلات کا علم ہے ۔ کاؤنٹ جرگن نے خود مجھ سے بات کی تھی ۔ چونکہ تمہاری تنظیم صرف بہادرستان کے مجاہدین کو اسلحہ سپلائی کر رہی ہے ۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں کام کرنے کا موقع دے رکھا ہے ۔ ورنہ کاؤنٹ جرگن بھی جانتا ہے کہ تم سب اب تک ہزار بار قبروں میں اتر چکے ہوتے ۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اصل بات اگل دو ۔ اور اپنی حیثیت بھی بچا لو اور اپنی زندگی بھی" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔

"جج ـــ جج ـــ چیف تمہیں جانتا ہے ۔ اوہ مگر ۔ یہ

ایسے ممکن ہے" ـــــ بلارڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔

"ٹائیگر ۔ فون یہاں اٹھا لاؤ ۔ اب جرگن سے بات کرنی ہی پڑے گی ۔ ورنہ کل وہ گلہ کرے گا کہ اُسے کیوں نہیں بتایا گیا وہ خود اپنے آدمی کو سزا دے دیتا" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا ساتھ پڑی ہوئی میز کی طرف بڑھنے لگا جس پر فون موجود تھا ۔

"رک جاؤ ۔ رک جاؤ ۔ مت کال کرو چیف کو ۔ وہ واقعی بے حد سخت ہے ۔ میں بتاتا ہوں ۔ فلم میرے پاس ہے" ـــــ بلارڈ نے ٹائیگر کو میز کی طرف بڑھتے دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔

"اب اسے بروقت عقل آگئی ہے ۔ ٹائیگر رک جاؤ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر مڑ کر واپس آ گیا ۔

"سنو ۔ میرے ساتھ معاہدہ کر لو ۔ میں تمہیں فلم دے دیتا ہوں تم مجھے خزانے میں سے حصہ دے دینا ۔ ورنہ تم مجھے ہلاک کر سکتے ہو لیکن فلم تک تمہارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا" ـــــ بلارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"مجھے حیرت ہے کہ کاؤنٹ جرگن نے کیا دیکھ کر تم جیسے احمق کو یہاں اپنا نمائندہ بنا رکھا ہے ۔ تم تو بالکل عقل سے پیدل ہو ۔ اگر میں معاہدہ کر بھی لوں اور فلم لینے کے بعد مکر جاؤں تو تم میرا کیا بگاڑ لو گے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"میں نے تمہارے متعلق سن رکھا ہے کہ تم جو وعدہ کرتے

ہو اُسے ہر حالت میں پورا کرتے ہو"۔۔۔۔ بلارڈو نے ہو
چباتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختی
ہنس پڑا۔

" یہ خزانہ حکومت کی ملکیت ہے بلارڈو۔ میری ذاتی م
نہیں ہے کہ میں اس میں سے تمہارا حصہ نکالنے کا معا
کرتا پھروں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو پھر فلم تلاش کر لو۔ اگر مل جائے تو بے شک نکا
خزانہ میں تمہارے ہر قسم کے تشدد کا مقابلہ کرنے کے
تیار ہوں۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار ڈالو گے مار ڈالو
میرا نام بلارڈو ہے۔ اور میں اپنی ضد کی وجہ سے مشہ
ہوں"۔۔۔۔ بلارڈو نے بھی صاف جواب دیتے ہوئے

" باس۔ آپ ہٹ جائیں۔ پھر دیکھیں کیسے فلم با
ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

" تم جو چاہے کر لو۔ فلم تمہیں نہیں مل سکتی۔ بس آخر
صورت ہے کہ آدھے خزانے کا معاہدہ مجھ سے کر لو
فلم دے سکتا ہوں ورنہ نہیں"۔۔۔۔ بلارڈو واقعی ا
ضد پر اتر آیا تھا اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ جب کو
مجرم ضد پر اتر آئے تو پھر وہ واقعی مر جانا قبول کر لیتا
لیکن ضد نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ وہ اسے اپنی انا کا مسئ
لیتا ہے۔

" پہلے تو شاید میں تمہیں کچھ حکومت سے دلا بھی دیتا لی

اب تو تمہارے حصے میں صرف موت ہی آ سکتی ہے وہ زیور تمہارے پاس موجود ہے جس سے سر خالد نے نقشہ تیار کیا تھا۔ اور یہاں اور بہت سے ایسے ماہرین موجود ہیں جو اس جیسے دس نقشے تیار کر سکتے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں اس فلم یا نقشے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو اٹھا کر اس کی نال بلارڈو کی کنپٹی سے لگا دی۔ اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی اور سرد مہری چھا گئی تھی۔

" بے شک مار دو۔ مگر فلم تمہیں نہیں مل سکتی"۔۔۔۔ بلارڈو واقعی بے پناہ ضدی اور انا پرست ثابت ہو رہا تھا۔

" تم واقعی بے پناہ ضدی آدمی ہو۔ اور مجھے ضد سے سخت نفرت ہے۔ اس لئے اب تمہاری موت اتنی آسانی سے نہیں ہو گی جتنی آسان موت میں تمہیں مارنے جا رہا تھا" عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے عقب میں کھڑے ٹائیگر کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا ٹائیگر کے ایک طرف ہٹتے ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ زوردار دھماکے کے ساتھ ہی بلارڈو کا ایک کان جڑ سے صاف ہو گیا۔ بلارڈو کے حلق سے یک لخت چیخ نکلی تھی۔ کہ دوسرا فائر ہوا اور دوسرا کان بھی صاف ہو گیا۔

" ضد کا یہی علاج ہوتا ہے بلارڈو"۔۔۔۔ عمران نے سرد

لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ کا رخ ذرا سا بدل کر اس نے تیسرا فائر کیا اور بلارڈو کی ناک آدھے سے زیادہ غائب ہو گئی۔ گولی اس کے ہاتھ کا رخ بدلنے کی وجہ سے سائیڈ سے اس کی ناک پر پڑی تھی۔ اور ناک کا بیشتر حصہ اڑاتی ہوئی دوسری طرف دیوار سے جا ٹکرائی تھی اور اس کے ساتھ ہی بلارڈو چیختا ہوا پہلو کے بل صوفے پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ مگر عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور اس بار گولی بلارڈو کی پنڈلی کو توڑ گئی۔ بلارڈو پنڈلی پر گولی پڑنے سے خود ہی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اور اسی لمحے عمران نے پھر ٹریگر دبایا اور اس بار دوسری پنڈلی کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی پنڈلی کا ہوا تھا۔ بلارڈو اس بے بسی کی حالت میں صوفے پر پڑا بری طرح تڑپنے لگا۔

"ضد کا نتیجہ بھگتو" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر ایک اور گولی اس کی ران میں اور پھر دوسری ران میں۔ عمران بڑے سرد مہرانہ انداز میں گولیاں چلائے جا رہا تھا۔ اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی ریت کے بے جان بورے پر نشانہ بازی کی مشق کر رہا ہو۔

"مت مارو مت مارو۔ رک جاؤ۔ میری کار کے ڈیش بورڈ میں ہے۔ مت مارو۔ تم انتہائی ظالم اور سفاک آدمی ہو مت مارو" ——— یک لخت بلارڈو نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا

"بس اس برتے پر ضد کر رہے تھے۔ تم" ——— عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے بلارڈو کے ہتھیار ڈال دینے پر افسوس ہو رہا ہو۔

"تت ——— تت ——— بے حد سرد مہر۔ ظالم اور سفاک آدمی ہو۔ تم ظالم ہو۔ تم ظالم ہو" ——— بلارڈو نے اسی طرح ہذیانی انداز میں کہا اور ایک بار پھر وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا۔ اس کی پنڈلیوں اور رانوں کے ساتھ ساتھ دونوں کانوں اور ناک سے خون مسلسل نکل رہا تھا۔ اس کا چہرہ بھیانک اور مسخ ہو گیا تھا۔

"ہونہہ۔ بزدلوں کو کیا حق ہے ضد کرنے کا۔ اتنی جلدی بے ہوش ہو جاتا تھا تو ضد نہ کرنی تھی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار گولی بلارڈو کے کاندھے پر پڑی۔ اور بلارڈو ایک بار پھر ہذیانی انداز میں چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ لیکن اب اس کی حالت بے حد خستہ تھی۔

"کار کا نمبر بتاؤ۔ جلدی کرو ورنہ" ——— عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور بلارڈو نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کار کا نمبر بتایا اور ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس بار جب عمران نے ٹریگر دبایا تو گولی بلارڈو کی کھوپڑی توڑتی ہوئی صوفے کی پشت میں گھس گئی۔ اس کے جسم نے دو تین جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔

"خواہ مخواہ ضد کر کے میری اتنی گولیوں کا نقصان کر دیا۔ احمق آدمی" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ریوالور جیب میں ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہینڈل گھما کر اس نے ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور باہر آ گیا۔ ٹائیگر اور صفدر بھی اس کے پیچھے تھے۔ دروازہ بند کر کے وہ تینوں اُسی طرح اطمینان سے چلتے ہوئے راہداری سے ریستوران کے ہال میں پہنچے اور پھر مین گیٹ سے باہر آ گئے۔ بلارڈو کی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ اور واقعی اس کے ڈیش بورڈ میں مائیکرو فلم بھی موجود تھی۔

"صفدر۔ تم یہ فلم چیف تک پہنچا دو۔ البتہ میری سفارش کر دینا کہ ملکہ توری کے خزانے کے سارے ہیرے بے شک وہ خود رکھ لے۔ لیکن اصل ہیرا مجھے بخش دے۔ ساری عمر اُسے اور اس کی نہ پیدا ہونے والی اولاد کو دعائیں دیتا رہوں گا" ___ عمران نے مسکرا کر مائیکرو فلم صفدر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اصل ہیرا ___ کیا مطلب" ___ صفدر نے فلم لیتے ہوئے حیران ہو کر پوچھا۔

"ارے ایک ہی تو آج کل ہیرا ہے دنیا میں اور اس پر بھی تمہارے چیف کا قبضہ ہے۔ اس نے نہ صرف قبضہ کیا ہوا ہے۔ بلکہ جنوں کی پوری ٹیم اس کی حفاظت پر تعینات کر رکھی ہے۔ اب بے چارہ شہزادہ جانِ عالم کس کس جن

سے لڑتا پھرے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ عمران کا اشارہ جولیا اور سیکرٹ سروس کی ٹیم کی طرف ہے۔

" اب کیا کیا جائے عمران صاحب۔ ہیرا تو خود شہزادہ جانِ عالم کے تاج میں لگنے کے لئے بے قرار ہے ___ مگر شہزادے صاحب سفارشیں ہی ڈھونڈتے رہ جاتے ہیں" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور صفدر کے اس خوب صورت جواب پر عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شُد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور سسپنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ ـــ ایک ایسی دھات ـ جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے اپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا۔

ہیلی کاٹ ـــ جو اپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کان پاکیشیا میں تھی۔ پھر ایکریمین ایجنٹ کیوں اپ لینڈ آئے ؟

ہیلی کاٹ۔ جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً اپ لینڈ آنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

ہیلی کاٹ۔ جس کے حصول کیلئے ایکریمین ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلایا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی سے پھڑپھڑانے کے اور کچھ نہ کر سکے۔ کیوں ؟

توصیف اور آغا ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ۔ جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ـــ کیوں ـــ ؟

شہلا ـــ توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمین ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی ـــ ؟

توصیف ۔ جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمین ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا۔ مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا۔ کیا وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا۔ ؟

توصیف۔ جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے۔ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا۔ ؟

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

الیکٹرونک آئی

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

مکمل ناول

الیکٹرونک آئی ایک ایسی ایجاد جسے پاکیشیا نے اہمیت نہ دی مگر کافرستان اور اسرائیل اس کی اصل اہمیت سے آگاہ تھے پھر ـــــ ؟

الیکٹرونک آئی ایک ایسی ایجاد جس پر اس کا خالق سائنسدان اپنے طور پر کام کر رہا تھا مگر پاکیشیا میں کسی کو اس کے بارے میں علم نہ تھا۔ کیوں ـــــ ؟

پرانڈ گروپ مجرموں کی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو سرکاری ایجنٹوں کے انداز میں کام کرتی تھی۔ مگر اس کے بارے میں کوئی نہ جانتا تھا۔ کیا واقعی ـــــ ؟

سیلی نڈ گروپ کے ایک سیکشن کی انچارج جس کی ذہانت اور کارکردگی بے مثل تھی۔

سیلی جو انتہائی ذہانت سے پاکیشیا میں مشن مکمل کر کے واپس بھی چلی گئی اور پاکیشیائی صرف لکیر پیٹتے رہ گئے ـــــ ؟

سیلی جس کے ہاتھوں عمران اپنے ہی فلیٹ میں یقینی موت کے اندھے غار میں اترنے پر مجبور کر دیا گیا ـــــ ؟

ٹائیگر عمران کا شاگرد جو عمران کے بعد میدان میں اترا اور پھر سیلی اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا دائرہ تنگ ہوتا چلا گیا۔

ٹائیگر جس نے عمران کے بعد اپنی بے مثال جدوجہد، ذہانت اور کارکردگی سے سب کو حیرت زدہ کر دیا۔ انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا انتہائی دلچسپ ایڈونچر

سپیشل نمبر

ویلاگو

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

شوشو پجاری افریقہ کے قدیم ترین قبیلے کا وچ ڈاکٹر جو جادو اور سحر کا ماہر تھا۔

شوشو پجاری جو روحوں کا عامل تھا اور اس نے پاکیشیا کے سرداور کی روح پر قبضہ کر لیا۔ کیا واقعی ——— ؟

وہ لمحہ جب سید چراغ شاہ صاحب نے عمران کو شوشو پجاری کے مقابلے پر جانے کے لئے کہا۔ لیکن عمران نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا ———

قدیم افریقی وچ ڈاکٹروں، جادوگروں اور شیطان کے پجاریوں کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کا اصل مشن کیا تھا ——— ؟

ویلاگو ایک ایسا خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقابلہ۔ جس کے تحت خوفناک آگ کے الاؤ میں سے عمران کو گزرنا تھا۔ ایسا الاؤ جس میں سے کسی انسان کے زندہ سلامت گزر جانے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔

وہ لمحہ جب آگ کے اس خوفناک الاؤ میں سے شوشو پجاری زندہ سلامت گزر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے ——— ؟

انتہائی حیرت انگیز، انتہائی دلچسپ، انتہائی خوفناک
اور
دل ہلا دینے والے واقعات سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور جدوجہد سے بھرپور ناول

مکمل ناول

فیوگی ٹاسک

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

فیوگی ٹاسک ایک ایسی تنظیم جو ملک باچان کو توڑ کر ٹکڑوں میں تبدیل کرنا چاہتی تھی۔

فیوگی ٹاسک جس کا اسلحے کے حصول کے لئے پاکیشیا کے ایک گروپ سے خفیہ رابطہ تھا اور پھر یہ رابطہ ظاہر ہو گیا۔

وہ لمحہ جب عمران نے اسلحہ سپلائی کرنے والے پاکیشیائی گروپ اور خفیہ رابطے کو بے نقاب کر دیا۔ پھر کیا ہوا ؟

وہ لمحہ جب عمران کو مجبوراً فیوگی ٹاسک کے خلاف حرکت میں آنا پڑا۔ کیوں ؟

باٹوش عمران کا دوست اور باچان کا انتہائی فعال ایجنٹ جو کسی طرح بھی عمران سے صلاحیتوں میں کم نہ تھا۔ لیکن درپردہ وہ فیوگی ٹاسک کا ایجنٹ تھا۔

وہ لمحہ جب باٹوش فیوگی ٹاسک کے تحفظ کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آ گیا اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک ایک لمحہ بھاری ثابت ہوا۔

وہ لمحہ جب کیپٹن شکیل اور باٹوش کے درمیان جسمانی فائٹ ہوئی۔ ایسی فائٹ کہ جس کا تصور شاید عمران بھی نہ کر سکتا تھا۔ پھر کیا ہوا ؟ کامیابی کس کے حصے میں آئی۔

انتہائی دلچسپ واقعات، تیز رفتار ایکشن اور سطر سطر پر پھیلے ہوئے
بے پناہ سسپنس سے بھرپور ایک منفرد اور یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ڈیشنگ ایجنٹ — اول	ڈوگو فائٹر — اول
ڈیشنگ ایجنٹ — دوم	ڈوگو فائٹر — دوم
انوٹری گروپ — اول	*سیکرٹ ہارٹ — مکمل
انوٹری گروپ — دوم	ٹرومین — مکمل
*بلیک تھنڈر — مکمل	ایکشن گروپ — اول
کیمپ فائٹ — مکمل	ایکشن گروپ — دوم
*پاکیشیا کلب — مکمل	*ٹارکی — مکمل
*سپریم فائٹر — مکمل	*ویل ڈن — مکمل
*جولیانا ٹاپ ایکشن — مکمل	*سپیشل پلان — مکمل
*برتھ سٹون — مکمل	بلڈ ریز — اول
*ناواشنگو — مکمل	بلڈ ریز — دوم
*وڈ کنگ — مکمل	*ڈیزرٹ کمانڈوز — مکمل
*واٹر پاور — اول	*حشرات الارض — مکمل
*گریٹ بال — دوم	بلیک ایجنٹس — مکمل
*گریٹ وکٹری — اول	*کاریکا — مکمل
بلیک پاگوس — دوم	ہیلی کاٹ — مکمل

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان